یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by www.ziyaraat.net/

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تاریخ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

(جلد پنجم)

اسلامیہ دارالثقلین ۲۰۲ علی ٹاؤن رائیونڈ روڈ لاہور فون 5421822

Presented by www.ziyaraat.net/

جلد ۵

تاریخِ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ

۱۶ نیی انارکلی۔ لاہور

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اسم کتاب	تاریخ اسلام
جلد	پنجم
ناشر	اسلامیہ دارالتبلیغ
کمپوزنگ	حق برادرز کمپیوٹر سنٹر لاہور
مطبع	معراج دین پرنٹرز۔ لاہور
بار	اول
تاریخ اشاعت	۳۱ر جنوری ۱۹۹۶ء
ہدیہ	[redacted]

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سن ہجری کی ابتدا	۵	عرب میں سنہ ہجری کی ابتدا	۶
تاریخ ابتدا کرنے کا طریقہ	۷	ایاس بن معاذ کا اسلام لانا	۹
انصار میں اسلام کی ابتدا	۱۰	بیعت عقبہ ثانیہ	۱۳
اسلام کی پہلی مسجد	۲۰	مکہ بعد از بعثت	۲۰
مدینے چلے آؤ	۲۱	ہجرت کے اسباب	۲۶
حضرت ابوبکر کا خواب	۴۳	واقعۂ ہجرت میں اشارات	۴۹
ام معبد کا اسلام لانا	۵۳	بریدہ غلامی رسول میں	۵۷
ابو ایوب انصاری کے ہاں قیام	۶۳	مسجد نبوی کے فضائل	۶۴
چار رکعت فرض کا حکم	۷۰	عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا	۷۰
مدینے میں پہلا خطاب	۷۱	مدینہ معطر ہوگیا	۷۲
مواخات	۷۷	مہاجرین کے ابتدائی مصائب	۸۰
حضرت عائشہ کا عقد مبارک	۸۳	حضور عالم الغیب میں	۸۸
یہودیوں کے ساتھ صلح	۸۸	ولید بن مغیرہ کی موت	۸۹
روز یوم عاشورہ	۹۰	حضور اکرمؐ کے غزوات	۹۱
عقد حضرت فاطمہ	۹۸	غزوۂ ودان	۱۰۴
غزوۂ بواط	۱۰۴	غزوۂ بدر اولیٰ	۱۰۹
حضرت علیؑ کی شادی	۱۱۸	ولادت امام حسنؑ	۲۲
ولادت امام حسین	۱۲۲	سریۂ عمیر بن عدی	۱۸۱
سریۂ سالم بن عمیر	۱۸۱	غزوۂ بنی قینقاع	۱۸۳
غزوۂ احد	۱۸۹	حضرت علیؑ کی شجاعت	۲۰۳
اَکفرَ بعدَ ایمانِہٖ	۲۰۳	لَا فَتٰی اِلّا عَلِی	۱۵۴
صحابہ کا فرار	۲۲۴	معجزات غزوۂ احد	۲۳۷

Presented by www.ziyaraat.net/

سنہ ہجری کی ابتدا

مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آکر آپؐ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپ کے قدوم مبارک سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے' اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سنہ ھ کے متعلق مختلف آراء

شعبی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری نے عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو' بعض نے کہا آپؐ کی ہجرت سے' خود عمرؓ نے اس پر کہا کہ آپؐ کی ہجرت سے ابتداء بہتر ہو گی' کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران کی روایت

میمون بن مہرانؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کونسا شعبان جو اب ہے یا آئندہ آنے والا ہے۔ پھر آپ نے صحابہ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہئے۔ مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طویل ہو گا' بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا' اس پر کہا گیا کہ ان کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے تو اس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول اللہ صلعم کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

محمد بن سیرین کی روایت

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا تاریخ مقرر کیجئے۔ انہوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا اہل عجم اپنے تحریر میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی

Presented by www.ziyaraat.net/

تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں۔ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے، بعض نے کہا آپ کی وفات سے، مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہو گیا کہ ہجرت سے ابتدا ہو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ کن مہینوں سے ابتدا کی جائے۔ بعض نے کہا رمضان سے، دوسروں نے محرم مناسب ہے کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتدا کی جائے۔ (طبری جلد ا ص۱۳۹ سطر آخر)

سہل بن ساعد کی روایت

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب نہ رسول اللہ صلعم کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپؐ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتدا کی ابن عباس سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی، اسی سال عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ ابن عباسؓ سے وہ میرے سلسلے سے بھی یہی مروی ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ و الفجر ولیال عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔ عبید بن حمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے یہ سال کا سرا ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ اس سے تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے۔ اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے ان کی توجہ کو شرف قبولیت بخشا۔
عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلی ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی رسول اللہ صلعم ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے، مگر لوگوں نے شروع سنہ سے تاریخ لکھی۔

عرب میں سنہ تاریخ کی ابتدا

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی بنا سے قبل بنی اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام نے کعبہ کو بنایا تو اسماعیل تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے۔ البتہ جب یہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنی اسماعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد، ہند اور جہینہ بنی زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جار رہا۔ اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعہ فیل تک

دلالت کرتا ہے نہیں لانا چاہئے تھا اور یہی اعتراض ست عشرہ اور سبع عشرہ اور تسع عشرہ میں ہو گا مگر تیرہ کے عربی عدد ثلاث عشرہ میں چونکہ وزن صحیح نہیں رہتا ہے اس لئے ثلاث کی جگہ بضع کا لفظ اختیار کیا ہے۔ قتادہ سے جو روایت ہے وہ سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ پر مکہ میں قرآن مجید آٹھ سال تک نازل ہوتا رہا ہے۔ (تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۷۰ سطر۱)

مکے سے مدینے کو ہجرت

البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص۲۰۸ سطر۳ پر تحریر ہے۔
زہری نے عروہ اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن مکے میں آپ نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا: میں نے آپؐ لوگوں کے لئے ہرے بھرے مقامات کے درمیان کھجوروں کے درختوں پر مشتمل ہجرت کا مقام دیکھا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے اس ارشاد گرامی کے بعد پہلے ان مسلمانوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی جو اس سے قبل حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔ یہی روایت بخاریؒ نے بھی پیش کی ہے۔ نیز ابو موسیٰ نے حضور نبی کریمؐ کی یہ حدیث یوں بیان کی ہے: "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے باغات ہیں لہٰذا پہلے میرا دھیان یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن درحقیقت وہ یثرت کا شہر تھا۔" یہ روایت بھی بخاریؒ نے کافی تفصیل کے ساتھ بہ اسناد پیش کی ہے۔ بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے یہ دونوں حدیثیں ابی کریب کے حوالے سے بھی بیان کی ہیں۔ ان کے علاوہ عبداللہ بن مراد نے مسلم کے ساتھ یہ احادیث ابی اسامتہ یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ اور آخر الذکر کے دادا نیز ابی موسیٰ بن قیس کے حوالے سے خاصی طوالت کے ساتھ تفصیلاً" بیان کی ہیں۔
حافظ ابوبکر بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عبداللہ الحافظ، ابو العباس، قاسم بن قاسم، سیاری سے مرو میں اور ان کے علاوہ ابرہیم بن ہلال، علی بن حسن بن شقیق اور عیسی بن عبید الکندی نے غیلان بن عبداللہ عامری، ابی زرعہ بن عمرو بن جریر اور جریر کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے۔
آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے ذریعہ ہجرت کے لئے تین شہروں کی خبر دی تھی لیکن آخر کا جو شہر اس کے لئے مقرر فرمایا وہ مدینہ تھا۔ اہل علم اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دے کر پہلے بحرین، قنسرین یا مدینے میں کسی جگہ ہجرت کا اختیار دیا تھا لیکن بعد میں اس کے لئے مدینہ مخصوص کر دیا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے صحابہ کو مدینے کے لئے ہجرت کا حکم دیا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

اپنی حضرمی سبز چادر اوڑھا کر حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور آپ دوسرے بستر پر ان کی چادر اوڑھ کر آرام فرمانے لگے۔ اس سے قبل آپؐ نے حضرت علیؑ کو اطمینان دلا دیا تھا کہ چونکہ ان سے قریش کی کوئی مخالفت نہیں تھی' اس لیے وہ انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔

جب قریش کے مختلف قبائل کے لوگ حسب مشورہ اسی عزم قبیح کے ساتھ جس کا ذکر بطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ آنحضرتؐ کے دروازے پر ایک پہر رات گزر جانے کے بعد جمع ہو کر آپؐ کے پوری طرح سونے کا انتظار کرنے لگے تو آپؐ اپنے بستر سے اٹھے ایک مٹھی خاک ہاتھ میں اٹھائی اور دروازے کے باہر جمع ہونے والوں میں سے ایک ایک کے سر پر تھوڑی تھوڑی چھڑک کر یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھ گئے "میں تجھے جانتا ہوں تو انہی میں سے ایک ہے"۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ایسے پردے حائل کر دیے تھے کہ وہ آپؐ کی جھلک تک نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ جب وہ لوگ آپؐ کے مکان میں داخل ہوئے اور وہ چادر گھسیٹ کر جسے اوڑھ کر حضرت علیؑ آپ کے بستر پر سوئے تھے آپؐ کے قتل کرنے کے لیے انہوں نے برہنہ تلواریں تولیں تو آپؐ کے بستر پر حضرت علیؑ کو جو اس وقت بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئے تھے پا کر حیران رہ گئے۔ پھر ان میں سے کسی نے کسی دوسرے کے سر کی طرف دیکھ کر اس سے پوچھا "یہ تمہارے سر پر خاک کیسی ہے؟" تو اس شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی اس کے سر پر تو کافی خاک پڑی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ان سب نے اپنے اپنے سروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ صرف ایک ہی نہیں بلکہ ان سب کے سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ یہ محسوس کر کے وہ حیران ہو ہو کر اپنے سروں سے خاک جھاڑتے اور اس طرح آپؐ کے صاف بچ کر نکل جانے پر افسوس کرنے لگے لیکن اس کے سوا اب وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے؟ ویسے جب آپؐ ان کے درمیان سے گزرے تھے تو آپؐ کی زبان مبارک پر یہ آیات تھیں " **یس و القران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم**"

آپؐ نے ان آیات کی ان کے آخر تک تلاوت فرمائی تھی جن میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا تھا:۔ " **و جعلنا من ایدیھم سدا فاغشیناھم فھم لا یبصرون**

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے دشمنوں کے خلاف وہی تدابیر اختیار فرمائی جس کا ارادہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف کیا تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل آیہ شریفہ سے "
و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک .... الخ

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:۔
ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون ..... الخ

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ یہی وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی

کانٹا یعنی سانپ' بچھو وغیرہ نکل کر آپؐ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اسی مستند روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسی سوراخ سے بچھو نے ڈنک مارا تھا لیکن وہ صبر کیے رہے تا کہ آپؐ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔

جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کی خواب گاہ میں نہ پایا اور ان کی جگہ حضرت علیؑ کو سوتا پایا تو وہ دن کی روشنی ہوتے ہی آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور آپؐ کے تعاقب میں غار ثور تک جا پہنچے۔ اور اس کے اندر جھانکنے لگے۔ وہی وقت تھا جب حضرت ابوبکرؓ کو اندیشہ ہوا تھا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن غار میں داخل ہو کر آپؐ کو باہر لے جائیں گے یا وہیں قتل کر دیں گے لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر وہ آیت نازل ہوئی جس کا ایک حصہ آپؐ نے ابوبکرؓ کو سنا کر فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا** یعنی فکر و غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اسی روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے غار ثور کی طرف تشریف لیے جا رہے تھے تو ابوبکرؓ کبھی آپؐ کے آگے آگے ہو جاتے اور کبھی آپؐ کے پیچھے یا داہنے بائیں چلنے لگتے۔ آپؐ نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو وہ بولے کہ وہ جلدی کی وجہ سے آپؐ سے آگے چلنے لگتے تھے اور کسی دوسری جانب سے آنے والے راہ گیر کو بھی دیکھ سکیں لیکن بعد میں یہ سوچ کر پیچھے ہو جاتے تھے کہ آپؐ کے آگے چلنا سوئے ادب ہے نیز یہ بھی کہ کوئی شخص پیچھے یا داہنے بائیں سے آپؐ پر حملہ نہ کر سکے۔

اس روایت کے تمام شواہد ہم نے اپنی کتاب سیرت صدیق میں درج کیے ہیں (مولف) بیہقی کہتے ہیں کہ ان سے ابوعبداللہ الحافظ اور ابوبکر احمد ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ انہیں یکے بعد دیگر سے موسیٰ بن حسن' عباد' عفان بن مسلم' سری بن یحیی اور محمد بن سیرین نے بتایا کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بعض لوگ انہیں حضرت ابوبکر پر بلحاظ سیرت و کردار ترجیح دیتے تھے۔ جب اس کی خبر حضرت عمرؓ کو ملی تو انہوں نے فرمایا " حضرت ابوبکر کی وہ ایک رات جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی خدمت گزاری میں بسر کی بلحاظ قیمت و نضیلت میری اور میری تمام اولاد کی ساری زندگی سے بہتر تھی"۔

بیہقی ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ انہیں ابو عبداللہ الحافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے بتایا اور ان دونوں کو ابو العباس العصم' عباس الدوری' اسود بن عامر شاذان اور اسرائیل سے بالترتیب اسود اور جندب بن عبداللہ کے حوالے سے معلوم ہوا کہ جب حضرت ابوبکرؓ پہلی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں تھے تو انہوں نے ایک پتھر اپنے ہاتھ میں لے کر اسے مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

(ترجمہ) اگر یہ رات گزر جائے تو گواہ رہنا کہ یہ رات مجھ پر اللہ کی راہ (اور اس کے رسول کی خدمت

Presented by www.ziyaraat.net/

میں دودھ اترا تو آپؐ نے بے ساختہ فرمایا تھا:

هذا الحمال لا حمال خيبر   هذا ابر ربنا و اطهر

اور یہ بھی:

لا هم الاجر اجر الاخره   فارحم الانصار و المهاجره

احادیث میں ان اشعار کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا شعر نہیں آیا جسے پورے طور سے آپؐ سے منسوب کیا گیا ہو۔ البتہ یہ ضرور ذکر آیا ہے کہ آپؐ نے اس وقت یہ فرمایا تھا:

لا عيش الا عيش الاخره   اللهم ارحم المهاجرين و انصار (مولف)

ترجمہ: (عیش آخرت کے سوا کوئی دوسرا عیش نہیں ہے۔ یا اللہ مہاجرین و انصار پر رحم فرما۔)

معارج النبوت سنی نقطہ نظر

بیان کیا گیا ہے کہ قریش نے دار الندوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بد اندیشی اور غیض و غضب کے ساتھ مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرا دیا جائے۔ انہوں نے آپس میں عہد و پیمان باندھا، حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اس سازش سے آگاہ فرمایا اور ارشاد فرمایا **وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ** ۔

چنانچہ جبرائیلؑ علیہ السلام آئے۔ آپؐ نے ان تمام واقعات کو جو اس ناپاک مجلس میں رونما ہوئے تھے، ایک ایک کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گوش گزار کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام ابوبکرؓ علی المرتضیٰؑ نے مکہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلا جائے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے ابابکرؓ! صبر کیجئے امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ یعنی تمہارے ساتھ ہوں گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ اس کے امیدوار ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا اور دو اونٹ خرید لئے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر چار سو درہم میں اور واقدی کی ایک روایت کے مطابق آٹھ سو درہم میں اور ایک اپنے لئے خریدا ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے اور چارہ کھلاتے رہے تاکہ خوب موٹے تازے ہو جائیں اور وقت موعود کا انتظار کرتے رہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا واہ واہ! علی تجھ جیسا کوئی نہیں، ملاء اعلیٰ میں ملائکہ کے درمیان خداوند قدوس تجھ پر فخر مباہات کرتا ہے۔ بیت

ہر آنکہ بہر خدا راہ نفس بر بندد   ملک زعرش بفرمان او کمر بندد

حق سبحان تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ **من الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رئوف با العباد**

کفار کی مایوسی

سیرت کی کتابوں میں تحریر ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر لیٹ گئے تو آپ مکان سے باہر آئے پہلے سورۂ یٰسین **فاغشينا هم فهم لا يبصرون** تک پڑھی۔ ایک مشت خاک ہاتھ میں لے کر اس پر پھونکا اور اس خاک کو ان کے سر پر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ مٹی جس شخص کے سر پر پڑی وہ آگے جا کر جنگ بدر میں ہلاک ہو کر جہنم رسید ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح و سلامت اس قوم سے نکل گئے اور کسی شخص کو معلوم نہ ہوا کہ آپؐ کہاں گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد ایک شخص وہاں آیا اور پوچھا تم یہاں کس لئے آئے ہو اور کس کا انتظار کر رہے ہو، انہوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکل گئے اور تمہارے درمیان سے ایسے نکلے کہ تمہیں خبر تک نہ ہو سکی اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے اور اپنی جماعت کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو ان کے نامبارک سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک دراڑ میں سے اندر جھانکا تو کسی کو سوئے ہوئے پایا، کہنے لگے وہ رہا محمدؐ! اپنی جگہ پر سویا ہوا ہے، انہیں گرفتار کرنے کے لئے اندر داخل ہوئے، حضرت علی المرتضیٰؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس شخص نے ٹھیک کہا، انہوں نے حضرت علیؑ سے سوال کیا، علی! محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرت علیؑ نے کہا مجھے ان کی نگرانی پر مقرر نہیں کیا گیا تھا مجھے کیا خبر کہ وہ کہاں ہیں۔ مشرکین حیران و پریشان اور شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ کچھ دیر آپ کو قید رکھا۔ آخر کار ابولہب کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور خوب دھوپ نکل آئی۔ تو سید المرسلین نے چادر دوش مبارک پر رکھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ ہوئے۔

جناب کاشفی معارج النبوت جلد ۳ ص ۴ سطر ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک شخص نے اطلاع دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک ڈھانپے ہوئے تمہارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے کبھی ہمارے گھر تشریف نہیں لائے تھے۔ میرے والد ماجد نے کہا میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں کیا بات ہے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ اجازت لے کر آپ گھر میں داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ابوبکر! گھر میں سے تمام افراد کو باہر نکال دیجئے میرے باپ نے عرض کیا' یا رسولؐ اللہ آپ کی بیوی اور اس کی بہن کے سوا گھر میں کوئی اور آدمی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی خدمت میں رہوں گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں' حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ سنا تو خوشی سے ان کے آنسو نکل آئے۔ عرض کیا' یا رسول اللہ میں نے دو اونٹ تیار کئے ہیں ان میں سے ایک قبول فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر آپ اس کی قیمت لیں تو مجھے قبول ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے ہی اونٹ پر سوار ہوں گا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ آپ کی ملکیت ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں قیمت دے کر ہی لوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا جیسے آپؐ کی مرضی مبارک ہو کیجئے اس سے پہلے بیان گزر چکا ہے کہ اونٹ کی قیمت چار سو درہم تھی اور واقدی کی روایت کے مطابق آٹھ سو درھم' پھر حضرت عائشہؓ نے کہا' میرے والد بڑی تیزی سے سامان سفر تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میری والدہ نے ان کے لئے گوشت اور طعام سے بھرا ہوا توشہ تیار کیا۔ جب تمام سامان تیار ہو گیا تو کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے توشہ کو مضبوطی سے باندھ سکیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی چھوٹی صاحبزادی کے پاس ایک کمر بند تھا اسے کمر سے کھول کر دو حصے کیا اور ایک سے توشہ باندھا اور دوسرا اپنی کمر کے گرد باندھ لیا۔ اور ایک روایت میں ہے نصف حصہ کو ان کے مطہرہ پر باندھ دیا اسی وجہ سے ذات النطاقین کے لقب سے ملقب ہوئیں۔ پھر عبداللہ ارىقط لیثی کو جو راستہ اچھی طرح پہچانتا تھا بلایا گیا' اسے رہنمائی کے لئے اجرت پر مقرر کیا۔ اونٹ اس کے سپرد کر دیئے اور طے کیا کہ تین روز گزرنے کے بعد وہ اونٹوں کو غار ثور پر لے آئے اور عامر بن فہیرہ کو بکریاں چرانے پر مقرر کیا کہ صبح و شام ان کے پاس بکریاں لایا کرے تاکہ وہ ان کا دودھ پیا کریں اور عبداللہ بن ابوبکر کو جو تیز رفتار اور پہلوان تھا کفار کی جاسوسی کے لئے مقرر کیا تاکہ وہ دن کے وقت قریش میں رہے اور حالات معلوم کرے اور ان کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائے۔ ان مہمات سے فراغت کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے کچھ نقدی جس کی سفر میں ضرورت پوری ہو سکے ساتھ لی' اسماء کہتی ہیں کہ وہ پانچ ہزار درہم تھے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے دادا ابو قحافہ نے جو نابینا تھے کہا' خدا کی قسم ابوبکرؓ تمہیں سختی میں چھوڑ گیا اور تمہارے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ میں نے عرض کیا ہمارے والد نے ہمارے لئے بہت کچھ ذخیرہ کیا ہے۔ میں نے اس جگہ جہاں میرے والد نقدی رکھتے تھے چند

بریدہ غلامی رسول میں

بریدہ بن الخصیب نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ سے نکل گئے ہیں اور قریش نے ان میں سے ہر ایک کے قتل یا قید کرنے پر سو اونٹ دینے کا اعلان کیا ہے طمع میں آکر اس نے بھی اپنے قبیلہ کے ستر سوار ساتھ لئے اور ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا' بھاگم بھاگ چلا جارہا تھا یہاں تک کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا لیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ تفاول فرماتے مگر تطیر نہیں فرماتے تھے۔ جب بریدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں بریدہ بن الخصیب ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکر! ہمارا کام خراب ہوا۔ پھر پوچھا' تم کون سے قبیلہ سے ہو' اس نے قبیلہ اسلم سے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلمنا پھر پوچھا کون سی قوم سے ہو۔ اس نے کہا بنی سہم سے۔ فرمایا خرج سہمک۔ تیرا تیر نکل گیا۔ بریدہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیریں گفتار سنی' حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں محمد بن عبداللہ' خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہوں۔ بریدہ نے کہا **اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ** اور خلوص دل سے مسلمان ہوگیا۔ اور وہ ستر سوار بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرف با سلام ہو گئے۔ وہ رات بریدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاری۔ علی الصبح عرض کیا' جھنڈے کے بغیر مدینہ میں نہ جایئے۔ پھر اس نے اپنی پگڑی کھولی اور نیزہ کے اوپر باندھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوا۔ طبل اور بگل اس کے ہمراہ تھا' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے غریب خانہ میں قیام فرمایئے۔ اور اس سے اس کی مراد وہ گھر تھا جو اس نے مدینہ میں کرایہ پر لے رکھا تھا۔ چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر میں ٹھہریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اونٹ مامور ہے جس جگہ بیٹھ جائے گا اسی جگہ قیام کروں گا۔ اور کتاب مستقص میں ابو العلا ہمدانی سے نقل کیا ہے کہ باب بلدان میں بریدہ بن الخصیب کی حدیث کے سوا کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحت کو نہیں پہنچتی۔ بریدہ بن الخصیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تو خراسان کے ایک شہر میں جائے گا۔ جسے میرے بھائی ذوالقرنین نے تعمیر کیا ہے' جس کا نام مرو ہے' جن پر اہل مشرق کا نور چمکتا ہے۔ قیامت تک تو ان کے ساتھ رہے گا۔ ابو العلاء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اہل غزوات کے ساتھ مرو میں آئے اور اسی جگہ عالم آخرت کو سدھارے۔ انہیں تنور گراں کے محلہ میں حکیم بن عمر بن غفاری کے جوار میں جو اس شہر کا امیر اور قاضی تھا۔ سپرد خاک کیا گیا۔ رضی اللہ

Presented by www.ziyaraat.net/

کبھی میسر نہیں ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے تو دف بجا کر ان اشعار کو پڑھا۔

طلع البدر علینا　　من ثنیتہ الوداع
وجبت شکر الینا　　مادعی للہ داع

جب عمرو بن عوف نجاری کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوئے بنی نجار کی عورتوں اور لڑکیوں نے یہ اشعار گائے۔

نحن جوار من بنی نجار　　فجند اللہ محمد من جار

حضورؐ کی آمد پر حبشی اپنی نیزہ بازی کے کرتب دکھاتے تھے مدینہ نے اس سے پہلے کبھی بھی ایسی روشنی اور خوبصورتی کو نہیں دیکھا تھا اس روز لوگ تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے کہتے تھے۔ جاء رسول اللہ جاء! قصہ مختصر یہ کہ اس روز ہر چھوٹے بڑے پر اس قدر راحت و انبساط اور خوشی و شادمانی کا غلبہ تھا جسے قلم لکھنے سے قاصر اور زبان بیان سے عاجز ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حالات کو اس طرح مشاہدہ فرمایا' خوش ہو کر فرمایا' خدا گواہ ہے کہ میں تمہیں دلی دوست رکھتا ہوں۔ تم میں سے عام لوگوں میں گروہ خواص میں سمجھتا ہوں۔ آئمہ دین کہتے ہیں کہ یہ روز دو شنبہ تھا اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کی کونسی تاریخ تھی' بعض اول' بعض دوم اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ تاریخ تھی۔ لیکن متاخرین کا اختیار کردہ مسلک یہ ہے کہ روز دو شنبہ بارہ ربیع الاول تھی اور فارسیوں کے مہینوں سے چوتھی ماہ تیرا' اور رومیوں کے سن کے حساب سے ایلول مہینہ کی بارہ تاریخ' سکندر رومی کی تاریخ سے سات سو سینتیس اور بعثت سے چودہواں سال تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ مدینہ کے لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج رات ہم بنی نجار میں رہیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ عبدالمطلب کی والدہ کے بھائی ہیں۔ کیونکہ ہاشم بن عبدمناف نے اس قبیلہ کی سلمی نامی عورت سے شادی کی تھی۔ عبدالمطلب اس سے متولد ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں ہاتھ متوجہ ہوئے اور عزم و ارادہ کی باگ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ کی طرف پھیر دی۔ اور کلثوم بن الہدم جو عرب اور اہل اسلام میں سے ایک رئیس تھا کے گھر نزول اجلال فرمایا اور ایک روایت کے مطابق سعید بن خثیمہ کے چونکہ اہل و عیال نہیں تھے کے ہاں قیام فرمایا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے محلہ شیخ قبیلہ بنی الحارث میں قیام پذیر ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق صعب بن یساف اور ایک قول کے مطابق خارجہ بن زید کے ہاں ٹھہرے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبا میں تشریف لے جانے کے بعد باقی انصار بھی آپ کی قیام گاہ قبا میں جمع ہونے لگے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مسند پر خاموش تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی خیر خیرت معلوم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک جماعت جس نے آنحضرت صلی اللہ

بیٹوں سہل و سہیل سے مسجد کے لئے وہ زمین خرید فرمائی تھی۔ جو حضرت ابو ایوبؓ کے مکان کے ساتھ خالی پڑی تھی۔ نیز یہ کہ ان بچوں نے وہ زمین آپ کو بخوشی ہبہ کرنا چاہی تھی۔ لیکن آپؐ نے اس کی قیمت ادا فرمائی تھی۔

جب آپؐ نے ابو ایوبؓ کے مکان میں تشریف فرما ہونے کے بعد اس کے متصل خالی زمین خرید فرما کر وہاں مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ فرما دیا تو اس کی بنیاد رکھنے سے قبل وہ میدان کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں وغیرہ سے صاف کیا گیا۔ پھر جب مسجد کے احاطے کے لئے نشانات لگانے کے بعد وہاں کی زمین بنیادوں کے لئے کھودی جانے لگی۔ تو اس کی مٹی اٹھانے میں انصار و مہاجرین کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل تھے۔ لیکن آپ مٹی کی ایک ٹوکری اٹھاتے تو عمار بن یاسرؓ دو ٹوکریاں اٹھاتے تھے۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر ان سے فرمایا: "(افسوس ہے) ایک دن تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کر دے گا۔" اسی طرح کچھ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب غزوۂ خندق سے قبل مدینے میں جہاں خندق کھودی جا رہی تھی تو اس وقت بھی آپؐ مہاجرین و انصار کے ساتھ شریک ہو کر مٹی کی ایک ٹوکری اٹھاتے تھے تو عمار بن یاسرؓ دو ٹوکریاں بیک وقت اٹھاتے تھے اور آپؐ نے ان سے یہی جملہ اس وقت بھی کہا تھا۔

بیہقی ابی بکر ابی الدنیا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ آخر الذکر سے حماد الضبتی اور عبدالرحیم ابن سلیمان نے اسماعیل بن مسلم اور حسن کے حوالے سے بیان کیا کہ جب مسجد کی بنیادیں بھری جا چکیں تو آنحضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ انہیں عریش موسیٰ کی حد تک بلندی پر لے جائیں۔ آپ کی زبان سے مسلم نے حسن سے پوچھا: "عریش کا کیا مطلب ہے؟" تو حسن نے مسلم کو بتایا کہ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ بلند کرنے کی حد کو عریش کہا جاتا ہے اور اس سے مراد چھت ہوتی ہے۔

یہی روایت حماد بن سلمہ کی زبانی ابی سنان' یعلی بن شداد بن اوس کے حوالے سے یوں پیش کی گئی ہے کہ جب مسجد کی بنیادیں بھرنے کے بعد لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ انہیں کس حد تک اٹھایا جائے تاکہ جب ان پر چھت ڈالی جائے تو اس کے نیچے آسانی سے نماز ادا کی جا سکے یعنی نماز پڑھتے وقت کھڑے ہونے میں کوئی دقت نہ ہو تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "میں اپنے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے معاملے میں زیادہ بلند نہیں جانا چاہتا) اس کی چھت عریش موسیٰ کی برابر پڑے گی" یعنی جتنی بلند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی چھت رکھی تھی۔

یہ حدیث اس میں "عریش موسیٰ" کے ذکر کی وجہ سے غریب بتائی جاتی ہے۔ (مولف)

ابو داؤد کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن حاتم اور عبداللہ بن موسیٰ نے سنان' عطیہ عوفی اور ابن عمر کے حوالے سے بیان کیا کہ مسجد کی بنیادیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں دوسری چیزوں یعنی پتھر کے ٹکڑوں اور کھجور کی لکڑی کے مضبوط حصوں سے بھری گئی تھیں' اور اس کی دیواریں اور چھت کھجور کے

Presented by www.ziyaraat.net/

قلب کو مصفا بنایا اس نے (گویا) اس کے اعمال کو بھی نیک بنایا اور اپنے تمام بندوں میں اسے بھلائی کے لئے چن لیا، بہترین بات یہ ہے کہ کوئی دوسروں کو حرام و حلال میں فرق کرنا سکھائے۔ اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، تقویٰ کو اتنا اختیار کرو جتنا اس کا حق ہے۔ جو کچھ منہ سے نکالو (یعنی جو بات کرو) اس میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر صداقت کا سب سے زیادہ خیال رکھو، آپس میں جو معاہدہ کرو اسے روح خداوندی جان کر پورا کرو، کیونکہ جو معاہدات پورے نہیں کرتے ان سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔" (البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۶۱ سطر ۳)

مواخات کی تلقین

بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہودی انصار سے قبل اس وقت حجاز میں آکر آباد ہو گئے تھے جب بخت نصر نے جیسا کہ طبری میں لکھا ہے بلاد مقدس کو تہ و بالا کر کے وہاں کے یہودیوں کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کر دیا تھا جبکہ عذاب الٰہی کی صورت میں سیل ارم سے تباہی کے بعد قبائل اوس و خزرج بھی منتشر و متفرق ہو کر مدینے آ گئے تھے اور وہاں کے یہودیوں کے حلیف بن گئے تھے حالانکہ دونوں میں اب تعلیمات انبیاء کا اثر باقی تھا نہ حق پرستی رہی تھی البتہ عقائد شرک میں دونوں شریک تھے۔ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر اپنے اپنے آبائی وطن سے نکلنا پڑا تھا۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہیں عفان، حماد بن سلمہ، اور عاص الاحول نے انس بن مالک کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انس بن مالک کے مکان میں انصار و مہاجرین سے باہمی مواخاۃ اسلامی کے لئے حلف لیا تھا۔

امام احمدؒ اس سلسلے میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ انہیں یہی باتیں نصر بن باب نے حجاج بن ارطات کے حوالے سے اور سریج و عباد نے حجاج، عمرو بن شعیب، حکم، قاسم اور ابن عباس کے حوالے سے بتائیں۔

امام احمدؒ، بخاری و مسلم اور ابو داؤد نے دوسرے متعدد ذرائع کے علاوہ عاص بن سلیمان الاحول اور انس بن مالک کے حوالے نیز آخر الذکر ہی کی زبانی بیان کیا ہے کہ قریش و انصار کے مابین مواخاۃ اسلامی کے لئے حلف برداری آنحضرتؐ نے انہی کے مکان میں کرائی تھی نیز ایک تحریر بھی ان کی عقل و فہم کے مطابق تحریر کرائی تھی۔

محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دو تحریریں الگ الگ لکھوائی تھیں جن میں سے پہلی تحریر انصار و مہاجرین قریش میں باہمی مواخاۃ کے لئے حلف نامے اور یاد داشت کی صورت میں اور دوسری مسلمانوں اور یہود مدینہ کے درمیان بطور معاہدہ تھیں۔

آنحضرتؐ کا حضرت حمزہؓ کو قائد لشکر بنانا

ابن جریر بیان کرتے ہیں اور واقدی کا خیال بھی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجری سال اول کے ماہ رمضان المبارک یعنی ہجرت کے ساتویں مہینے کے اوائل میں تیس آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ لشکر کی کمان اور سفید پرچم دے کر مدینے کے قریب سے گزرنے والے قریش مکہ کے قافلوں پر نظر رکھنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ اس دستہ لشکر کا آمنا سامنا ابوجہل سے مجدی بن عمرو میں ہوا تھا۔ ابوجہل کے ہمراہ تین سو افراد تھے لیکن حضرت حمزہؓ اور ابوجہل کیدرمیان اس وقت جدال اور قتال کی نوبت نہیں آئی تھی۔ حضرت حمزہؓ کے اس دستہ لشکر کے پرچم دار ابو مرثد الغنوی تھے۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۹۳ سطر ۱۰)

عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو لشکر کی کمان ملنا

ابن جریر کہتے ہیں اور اس سے پہلی فصل میں بیان کردہ روایت کی طرح اس روایت میں بھی واقدی ابن جریر سے متفق ہیں کہ سال اول ہجری کے ماہ شوال کے آغاز میں آنحضرتؐ نے عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو ستر افراد پر مشتمل ایک دستہ لشکر کا سردار بنا کر رالغ کے قریبی علاقہ میں بھیجا تھا اور انہیں بھی سفید پرچم دیا تھا۔ اس دستہ لشکر کے پرچم بردار مسطح ابن اثاثہ تھے۔ اس دستہ لشکر میں کوئی انصاری نہیں تھا۔

اس دستہ لشکر کو جب دوسری علاقہ جفہ کے درمیان حصے تک بھیجا گیا تھا۔ اس دستہ لشکر کا آمنا سامنا احیاء کے مقام پر جس قرش مکہ کے قافلے سے ہوا تھا لیکن اس وقت ان میں دور سے تیر اندازی کے علاوہ باقاعدہ مقابلہ نہیں ہوا تھا حالانکہ واقدی کے بقول قریش مکہ کی تعداد دو سو تھی اور ان کی نگرانی ابو سفیان صخر بن حرب کر رہا تھا۔ واقدی کا یہ قول مثبت ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ قریش مکہ کے اس قافلے کا سالا مکرز بن حفص تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہجری سال اول کے ماہ ذیقعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کو ایک دستہ لشکر کا سردار بنا پر خرار کی طرف روانہ فرمایا تھا اور انہیں بھی سفید پرچم دیا تھا۔ سعد بن ابی وقاص کے پرچم بردار مقداد بن اسود تھے۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابوبکر بن اسماعیل نے اپنے والد اور عامر بن سعید نیز آخر الذکر کے والد کے حوالے سے ذکر کیا جنہوں نے بتایا کہ جب وہ خرار کے ارادے سے مدینے سے نکلے تو ان کا دستہ کل

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

ے احسان کی امید نہ کیجئے۔ اور ہمارے ضرر سے بھی مطمئن رہئے۔ ہم کسی طرح بھی آپ کی دشمنی میں مدد نہیں کریں گے اور کسی حیثیت سے بھی آپ کے دوستوں سے معترض نہ ہوں گے۔ اس وقت تک جب تک آپؐ اور آپ کی قوم کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا بشرطیکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب و متبعین کے ساتھ عداوت نہ کریں اور نہ ہی ان کے دشمنوں کی امداد کریں۔ آپؐ کے اصحاب کے ساتھ کسی بھی طرح تعرض نہ کریں۔ اور یہ بھی قرار پایا کہ اگر اس عہد کی خلاف ورزی کریں اور اس کو توڑ دیں تو ان کا خون ضائع، مال حلال اور ان کی اولاد و ازواج کا غلام بنانا مباح ہو گا۔ ہر قبیلہ کے لئے ایک صلح نامہ مرتب کیا گیا اور خدا تعالیٰ کو اس پر گواہ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ بنی النضیر کی طرف سے صلح نامہ کی بات چیت حیی بن اخطب نے کی۔ اور یہ ظالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو اچھی طرح جانتا تھا اور ان کی صداقت پر یقین رکھتا تھا اس کے باوجود زبان سے انکار کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم میں لوٹا اس کے بھائی بندوں اور رشتہ داروں نے اس سے آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات پوچھے، اس نے کہا یہ وہی محمدؐ ہے جس کی تعریف و توصیف تورایت میں ہے اور ہمارے بزرگوں نے جن کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ لیکن ہم ہمیشہ اس کے ساتھ دشمنی کریں گے۔ کیونکہ ان کی نبوت سے پیغمبر اسحاق کے خاندان سے اولاد اسماعیل علیہما السلام کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے۔

(معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۶ سطر ۵)

ولید بن مغیرہ کی موت

ولید بن مغیرہ پنج وقتہ نمازوں پر استہزاء کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ چنانچہ ہر کا ذکر گزر چکا ہے۔ اسی سال جہنم رسید ہوا۔ یہ سرداران قریش اور رؤساء عرب میں سے تھا۔ اسے اعدل قریش کہتے تھے۔ یعنی تمام قریش کے مساوی۔ کہتے ہیں کہ اس لفظ کا اس پر اطلاق اس وجہ سے تھا کہ خانہ کعبہ کو ایک مرتبہ تمام قریش مل کر غلاف چڑھاتے تھے۔ اور ایک مرتبہ یہ تنہا پہناتا تھا۔ جان کنی کے وقت یہ بہت جزع فزع کرتا تھا۔ ابوجہل نے پوچھا، چچا جان، اس قدر گریہ وزاری کس لئے؟ کہنے لگا، خدا کی قسم میں موت کے خوف سے گریہ و زاری نہیں کرتا بلکہ مجھے ڈر ہے کہ ابن کبشہ کا دین مکہ میں غالب اور عام ہو جائے گا۔ ابو سفیان اسے تسلی دیتے کہ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس کی ملت یہاں غالب نہیں ہو گی، یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اعانت و امداد سے شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کعبہ بلکہ چہار دانگ عالم میں گاڑ دیئے گئے اور ابو سفیان اپنی ضمانت کو نہ نبھا سکا۔ اسی سال عمرو کے باپ عاص بن وائل سہمی

نے جو شدید ترین کفار میں سے تھا، راہ دوزخ اختیار کیا اور ولید کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوا۔

روزہ یوم عاشورہ

ہجرت کے اسی سال یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کے لئے فرمایا گیا، روزہ رکھنے کا سبب یہ تھا کہ اس روز یہودی روزہ رکھتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اپنی بھائی موسی علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرنے کا زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ موسٰی علیہ السلام نے اس روز فرعون سے نجات پائی اور قبطی دریائے نیل میں غرق ہو گئے تھے۔ اس نعمت کے شکرانہ میں موسٰی علیہ السلام زندگی بھر اس روز روزہ رکھتے رہے۔

کو دو سو سے مقابلہ کرنا مقرر فرمایا، اور بھاگنے کی ممانعت فرمائی۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حبہ عرنی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیبہ کو نامہ لکھا جو عرب کے رئیسوں میں سے تھا اس نے اپنے ڈول کی تہہ میں اس خط کو سی دیا۔ اس کی لڑکی نے کہا کہ عرب کے سب سے بہتر اور سردار کے نامہ کی تم نے یہ قدر کی بہت جلد کسی سخت بلا میں مبتلا ہو گے۔ ناگاہ حضرتؐ کا لشکر اس پر حملہ آور ہوا وہ بھاگا اس کا قلیل و کثیر تمام سامان لشکر والوں نے لوٹ لیا آخر وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا دیکھ یہ ہے جو کچھ تیرا مال و سامان تھا مسلمانوں نے آپس میں تقسیم نہیں کیا، لے جا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ خثعم کی طرف لشکر بھیجا جب وہ ان کے قریب پہنچا انہوں نے نماز کے ذریعہ پناہ حاصل کی۔ مسلمانوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور ان میں سے بعضوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ نے حکم دیا کہ قتل ہونے والوں کی نصف دیت ان کی نماز کے سبب سے ادا کریں اور فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر اس مسلمان سے جو دارالحرب میں مشرکوں کے ساتھ رہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا لشکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی طرف بھیجا وہ تھا جس میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ مقام جہنیہ کے دریا کے کنارے بھیجا تھا۔ آپ ابو جہل کے مقابلہ پر پہنچے جس

Presented by www.ziyaraat.net/

کے ساتھ ایک سو تیس مشرکین تھے۔ مجدی بن عمرو درمیان میں پڑ گیا اور معاملہ رفع دفع کر دیا اور بغیر جنگ کے جناب حمزہؓ واپس آئے پھر جناب رسول خداؐ ماہ صفر میں جو ہجرت کا بارہواں مہینہ تھا قریش اور بنی ضمرہ کے ساتھ جنگ کے لئے متوجہ ہوئے بواط تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے یہ سب سے پہلا جہاد تھا جس میں آنحضرتؐ خود گئے تھے اور ماہ ربیع الاول میں عبیدہ بن الحرث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ جس میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا مشرکین سے جنگ کے لئے روانہ کیا اور سب سے پہلا علم جو حضرتؐ نے تیار کیا اسی جہاد میں کیا۔ ابو عبیدہ سے مشرکین کے ساتھ احیا کے مقام پر مقابلہ ہوا جن کا سرغنہ ابوسفیان تھا ایک نے دوسرے پر چند تیر پھینکے اور بس پھر ماہ ربیع الثانی میں حضرتؐ خونریزی کی اور مال لوٹ لیا اشہر حرم میں جبکہ لوگ امن میں رہتے ہیں اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ اے رسولؐ تم سے لوگ ماہ حرام میں جنگ کے متعلق سوال کرتے ہیں قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (پ آیت ۲۱۷ سورۃ بقرہ) (اے رسولؐ) ان سے کہدو کہ جنگ ماہ حرام میں بہت سخت ہے لیکن کفار جو لوگوں کو راہ خدا سے روکتے ہیں وہ خدا کا انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں اور مسجد سے نکالتے ہیں یہ باتیں تو خدا کے نزدیک ماہ حرام میں قتال کرنے سے زیادہ سخت اور بدتر ہیں اور دین میں فتنہ و فساد مار ڈالنے سے زیادہ شدید ہے" جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے غنیمت کو لے لیا' اور اسیروں کو رہا کر دیا یہ واقعہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے واقع ہوا۔ (حیات القلوب ص ۵۲۳ سطر آخر)

نکاح حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

بعض معتبر کتابوں میں ہجرت کے سال دوم کے واقعات میں مذکور ہے کہ اس سال آخر ماہ صفر میں جناب امیرالمومنینؑ کا نکاح جناب سیدہؑ کے ساتھ ہوا اور ماہ ذی الحجہ میں زفاف واقع ہوا بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے پانچویں مہینے ماہ رجب میں نکاح ہوا اور

جنگ بدر سے واپسی کے بعد زفاف واقع ہوا بعض کہتے ہیں کہ تزویج ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی اور زفاف بھی اسی مہینے میں ہوا۔ اور امام حسنؑ کی ولادت دوسرے سال ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال ماہ رمضان کی پندرھویں کو ہوئی اور چوتھے سال امام حسین کی ولادت ہوئی۔ ان تاریخوں کے بارے میں حقیقت اپنے اپنے مقام پر بیان ہو گی انشاء اللہ اور ہجرت کے دوسرے سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ قرار پایا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے تو کعبہ اور بیت المقدس دونوں طرف نماز میں رخ کرتے تھے جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے دونوں کی طرف ایک ساتھ رخ کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا خدا

طبقات ابن سعد (سنی نقطہ نظر)

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۳۰۶ سطر ۸ پر تحریر ہے

موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود جہاد فرمایا' سینتالیس سرایا بھیجے اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا

(۱) بدر (۲) احد (۳) مریسیع (۴) خندق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا' خیبر سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں بھی قتال فرمایا اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرمائی ہے تو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینے تشریف لائے اسی پر اجماع ہے اور بروایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔

ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا اس کا رنگ سفید تھا ابو

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

مرثد کناز بن الحصین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ساتھ انہیں روانہ فرمایا۔ بعض کا قول
ہے کہ نصف مہاجرین تھے نصف انصار تھے لیکن اجماع اسی پر ہے کہ سب مہاجرین تھے'
بدر میں انصار کو ساتھ لیکے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا اس وقت تک کسی انصار کو
کسی میدان میں نہیں بھیجا۔

انصار نے شرط کرلی تھی کہ اپنے شہر (مدینے) ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

لے چلے جب آپ چشمہ بدر پر پہنچے تو دونوں قبیلے اپنے قصور پر نادم ہو کر مصالحت کے
خواست گار ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بھی ویسا ہی کیا
جیسے بنی بکر سے بواط میں کیا تھا۔ (سراج المبین)

غزوہ ذوالعشیرہ یہ غزوہ جمادی الآخر ا ہجری میں واقع ہوا ذوالعشیرہ مکہ سے اور
مدینہ کے درمیان میں نوع کی طرف واقع ہے یہاں بھی وہی قبیلے بستے تھے جو چشمہ بدر پر
امادہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ بھی اہل اسلام
سے خصومت رکھتے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں آپ نے لشکر اسلام کو ان کے
مقابلے کے لئے تیار اور علی مرتضیٰ کو انکا علمدار بنایا اور مدینہ سے کوچ فرمایا مگر وہاں پہنچ
کر یہ خبر محض غلط نکلی اور وہ خود صلح پر راضی ہوگئے۔ (کامل ابن اثیر ص ۴۵ السراج
المبین ص ۶۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے آٹھویں مہینے شروع شوال
میں عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کا رابغ کی جانب
وہ سریہ ہے جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ اس کو مسطح بن
اثاثہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف لئے ہوئے تھے جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابو سفیان بن حرب سے ملے اس کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے وہ ایک
پانی کے مقام پر تھا جس کا نام احیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رابغ کا حصہ ہے یہ فاصلہ
اس صورت میں ہے کہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قدید کا ارادہ کیا جائے تو وہ لوگ صرف

اس لئے سیدھے راستے سے پھرے کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو چرائیں۔ ان میں تیر
اندازی ہوئی انہوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور نہ قتال کے لئے صف بستہ ہوئے ان
لوگوں کے درمیان تیر اندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابیؓ وقاص نے اس روز
ایک تیر پھینکا تھا وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا تھا' دونوں فریق اپنی اپنی
جائے پناہ میں واپس آئے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔
طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۳۰۷ سطر آخر)
نے اٹھایا تھا مدینے میں زید بن حارثہؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

کرز بن جابر نے مدینے کی چراگاہ کو لوٹا تھا اور جانوروں کو ہنکا لے گیا تھا وہ
اپنے جانور الجماء پر چراتا تھا مدینے کی چراگاہ ایک جگہ تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے
تھے الجماء ایک پہاڑ ہے جو العقیق کے علاقے سے الجروف تک پھیلا ہے اس کے اور
مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تلاش کرتے ہوئے اس وادی میں
پہنچے جس کا نام سفوان تھا جو بدر کے نواح میں ہے کرز بن جابر اس وادی سے چلا گیا تھا
آپ اس سے نہ ملے اور مدینے میں تشریف لائے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۴۰۹ سطر
۱۴)

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کے نویں ماہ کے
شروع میں الخرار کی طرف سعد بن ابی وقاصؓ کا سریہ ہوا جس میں لوائے ابیض (علم سفید)
ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا' جسے المقداد بن عمرو البہرانی اٹھائے ہوئے تھے انہیں آپ نے
بیس مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا کہ قافلہ قریش کو روکیں جو ان کی طرف سے گذرے ان
سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ الخرار سے آگے نہ بڑھیں۔ الخرار ان چند کنوؤں کا نام ہے جو
الجحفہ سے مکے کی طرف لے جانے میں المحجہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں سعدؓ
کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیادہ روانہ ہوئے دن کو کمین گاہ میں پوشیدہ ہوجاتے تھے اور رات کو
چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے متعلق علم ہوا وہ شب ہی کو
گذر گیا ہم مدینہ لوٹ آئے۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۳۰۸ سطر ۴
قافلہ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اسے روکنے کے لئے نکلے آپ

Presented by www.ziyaraat.net/

کے پاس مکہ سے قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اس میں قریش کا مال لدا تھا۔ آپ ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدلج اور ینبوع اور مدینے کے درمیان نو برد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے اس قافلہ کے متعلق جس کے لئے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا تھا یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادہ سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارے سے نکل گیا قریش کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اپنے کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بدر میں ملے آپ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی بن ابی طالبؑ کی کنیت ابو تراب مقرر فرمائی یہ اس لئے کہ آپؐ نے انہیں اس طور پر سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار آلود ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو تراب بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اسی غزوہ میں آپؐ نے بنی مدلج اور ان کے ان خلفاء سے جو بنی ضمرہ میں تھے صلح فرمائی پھر آپؐ مدینے کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ طبقات ابن سعد جلد ا ص ۳۰۹ سطر آخر

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا انہیں آپ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکے کے قریب ہے انہیں حکم دیا کہ وہ قافلہ قریش کی گھات میں رہیں وہ قافلہ ان کے پاس اترا اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت انوکھی نظر آئی۔

عکاشہ بن محصن الاسدی نے سر منڈایا جس کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تاکہ قوم مطمئن ہوجائے وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں ان سے کوئی خوف نہیں انہوں نے اپنی سواری کے جانور (چرانے کے لئے) چھوڑ دیئے اور کھانا تیار کیا اس روز کے متعلق انہوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں پھر انہوں نے جرات کی اور ان سے قتال کیا۔

واقد بن عبداللہ التمیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لئے نکلا تو عمرو بن الحضرمی نے تیر مارا اور قتل کر دیا مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا عثمان بن عبداللہ بن

المغیرہ اور الحکم بن کیسان تو گرفتار ہوئے نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ ان سے بچ کے نکل گیا اور قافلے کو لے بھاگا اس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ طائف سے لائے تھے۔

وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے لائے تو آپ نے اسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید کر دیا جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے (الحکم کو) اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سریہ میں سعد بن ابی وقاصؓ عتبہ بن غزوانؓ کے اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے اونٹ راستہ بھول کر نجران چلا گیا جو معدن بنی سلیم کے علاقے میں وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس مقام پر ٹھہرے رہے اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے سعدؓ و عتبہؓ اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے چند روز بعد آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جحشؓ جب نخلہ سے لوٹے تو آپؐ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، تمام مال غنیمت کو اصحاب میں تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نخلہ کے مال غنیمت کو روکا یہاں تک کہ آپ بدر سے واپس آئے پھر آپؐ نے اسے بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اس کا حق دے دیا۔ طبقات ابن سعد جلد ا ص ۲۱۰ سطر ۱۴

غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ عشیرہ سے واپس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف چند راتیں مدینے میں رہے جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی۔ یہاں تک کہ کرز بن جابر فہری نے نواح مدینہ میں لوٹ مار کی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی تلاش میں مدینہ سے باہر نکلے اور مدینہ میں زید بن حارثہؓ کو نائب مقرر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ سے چل کر ایک وادی میں پہنچے جس کو

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

سفوان کہتے ہیں اور یہ بدر کے کنارہ پر ہے مگر کرز بن جابر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہیں ملا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے تشریف لے آئے آپ نے جمادی الاٰخر اور رجب اور شعبان میدان میں گزارے۔ سیرت ابن ہشام ص ۲۸۸ سطر آخر

وہ لوگ یہاں سے دو کوس پر اترے ہیں۔ (طبری جلد چہارم ص ۳۹۶) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مخالف کی خبر سن کر مطمئن ہو گئے دوسرے دن مشرکین بھی آ گئے اور لشکر اسلام سے کچھ دور ہٹ کر بالو کے ٹیلے کے اس پار اترے وہ دن تو خیر سے گذرا اور کوئی کسی سے مزاحم نہیں ہوا مگر دوسرے دن قریش نے صبح ہی سے اپنی فوجوں کی صفیں آراستہ کیں آفتاب کے نکلتے ہی اسلام کی مخالفت پر زبانوں کی طرح میانوں سے تلواریں نکالیں رمضان کی سترہویں تاریخ تھی اور سن اول ہجری کے ختم ہونے کو کل تین مہینے اور ۱۳ روز باقی تھے جناب رسالت‌ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے ان غلط فہموں کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تم سے لڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ تمہیں موعظہ کرنے، سمجھانے اور خدا کی سیدھی اور سچی راہ بتلانے آیا ہوں تم میری باتوں کو سنو اور ان خون ریزیوں سے باز آؤ مگر وہ ایسے کہاں تھے جو رسول خداؐ کی ہدایتوں کی طرف شنوا ہوتے لڑائی شروع ہو گئی اور مشرکین مکہ کی گھنی صفوں میں سے ایک بارگی تین جرار سلاح پوش رزمگاہ میں اپنے اپنے مبارز طلب کرنے لگے ان میں پہلا شیبہ تھا دوسرا عتبہ تیسرا ولید یہ تینوں اپنے وقت کے نامی آزمودہ کار اور منتخب روزگار پہلوان تھے۔ اور تمامی عرب میں اس کی جرات و ہمت کے چرچے ہر وقت زبانوں پر تھے۔ رسول خدا نے انہیں کے ایسے جوانوں دیکھ کر فرمایا تھا ھذہ مکۃُ القت افلاد کبدھا مکہ نے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو سامنے ڈال دیا ہے۔ (واقدی ص ۳۷)

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے انصار کی جماعت سے تین جوانوں کو منتخب فرما کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا مگر ان پر جوش مشرکین نے عرب کی قدیم قانون شجاعت کے مطابق اسلامی مجاہدین کو رزمگاہ یہ کہہ کر واپس آیا کہ ہم اپنے کفو سے لڑتے ہیں اور اپنے آپ میں مقابلہ کرتے ہیں ہم نہیں پہچانتے تم کون ہو اور مہاجرین میں بھی ہمارے مبارز چن کر بھیج دو (مغازی الصادقہ واقدی ص ۴۹ مدارج النبوۃ محدث دہلوی ص ۱۹۵ طبری جلدی چہارم ص ۳۹۷) مشرکین نے مجاہدین انصار کو واپس کر

دیا اور قریش کو اپنے مقابل طلب کیا ممکن تھا کہ رسول اللہؐ ۷۷ موجودہ مہاجرین سے تین آدمیوں کو ان کے مقابلے کے لئے بھیج دیتے اس میں نہ کسی طرح اہل اسلام ہی کو مجال سخن تھا اور نہ مقابل کو تاب دم زدن مگر نہیں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حضرت علی المرتضیٰؑ دیر سے اپنے صف لشکر کو چھوڑ کر دوسرے مشرکین کا انتظار کر رہے تھے قریش پہلے ہی سے مطمئن ہو رہے تے جیسا اوپر بیان ہوا مگر طبعہ ابن عدی نے ایک بارے فوج مشرکین سے نکل کر سبقت کی اس کی جراتؑ سے قریش کی گئی ہوئی جانوں میں جان آئی علی المرتضیٰؑ اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور مقابل ہوتے ہی اس کے سر پر ضرب تیغ لگا کر فرمایا کہ جا اب تجھ کو کسی سے مقابلہ کی نوبت نہیں آئے گی۔ الحاف اہل اسلام ص ۴۸ کامل واقدی ص ۳۹۵ طعبہ تو طے ہو گیا اس کے بعد عاص ابن سعید کو موت کھینچ لائی اور میدان جنگ میں علی المرتضیٰؑ کے سامنے کھڑا کر دیا یہ بھی اپنی قوت و شجاعت میں اپنی نظر آپ تھا اور عرب کے نمود اروں میں مشہور۔ آتے ہی علی مرتضیٰؑ پر حملہ آور ہوا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ردو بدل کے بعد اس کی جرائتوں کے جوڑ کھل گئے تیغ یداللہ کی ایک ضرب سے دور ہو کر زمین پر آ رہا۔ علی مرتضیٰؑ نے ان مشرکین کو کھڑے کھڑے میدان جنگ میں چن لیا ان کا بہتا خون دیکھ کر روساءقریش کی آنکھوں میں خون اتر آیا ابوجہل سردار قریش تھا ضرب یداللہ سے مجبور ہو کر مشرکین نے اپنی عقیدت کے خیال سے یہ گمان کیا کہ جو شخص ابوجہل کی ذرہ پہن کر جائے گا وہ بیشک حیدر کرار کی ضرب گرانبار سے نجات پائے گا ورنہ یہ معمولی صلاحیں ان کی تلوار کی بارش کو روک نہیں سکتیں سب سے پہلے عبداللہ بن منذر ابن ربیعہ نے ابوجہل کی زرہ پہنی اور علی مرتضیٰؑ سے مقابل ہوا مقابلہ کے ساتھ ہی اس کی موت بھی آ پہنچی اور وہ بھی علی مرتضیٰ کی ضرب سے مقتول ہو کر انہیں بے جان مشرکین کے ساتھ فرش زمین پر جا لیٹا اس کے بعد حرملہ ابن عمر جنگ کا شائق نکلا وہ بھی علی مرتضیٰؑ کے ہاتھوں مارا گیا۔

ابوجہل نے فوج کی ابتر حالت دیکھ کر حملہ کا حکم دیا تمام قریش ایک بار ٹوٹ پڑے جناب علی مرتضیٰ تلوار لے کر ان کی گھنی صفوں میں دوڑ پڑے اور نہایت غضب ناک ہو کر ذیل کے رجز پڑھتے تھے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

قد عرف الحرب عوان اتی - باذل عاملین حدیث سی - سخسخ
اللیل کافی حی - استقبل الحرب بکل فن معی سلاحی و معی
مجتنی - وصارم ینهب کل ضغن - اقصی به کل علو عنی - لمثل

تزویج جناب سیدہ ؑ با حضرت علی مرتضیٰ ؑ

نصرت اسلام اور رفاقت حضرت خیر الانام میں حضرت علی مرتضیٰ جن سرفروشی اور جاں بازی سے کام لیتے تھے وہ ایسی ہی عدیم المثال تھیں جنہوں نے فتح بدر سے تین مہینے بعد ان و دربار نبوت سے خلعت و آمادی دلوایا فتح بدر کے پہلے ہی اس امر کی نسبت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رجحان طبیعت معلوم ہو گیا تھا مگر جنگ بدر کے واقع ہو جانے سے عمائد قریش اور اکابر عرب کے علاوہ بہت سے اصحاب کرام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے درخواست کی مگر آپ نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا علامہ ابن اثیر اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ میں تحریر فرماتے ہیں - عن حارث عن علی علیہ السلام قال خطب ابابکر و
عمر یعنی فاطمۃ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فابی
رسول اللہ فقال عمر انت لہا یا علی فقلت ما لی من شئی الا رعی
فروجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر و عمر نے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت ؐ سے درخواستگاری کی آنحضرت ؐ نے انکار کیا حضرت عمر نے جناب علی مرتضیٰ سے کہا یا علی آپ ہی فاطمہ کی زوجیت کے لئے مناسب معلوم ہوتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس تو سوائے زرہ کے اور کوئی سامان دنیاوی نہیں ہے اس کے بعد جناب رسالت ماب نے علی مرتضیٰ سے ان کا نکاح کر دیا جناب سیدہ کی تزویج سے رسول خدا کے اس روحانی تعلق محبت اور الفت کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے جو آپ کو جناب علی مرتضیٰ کی طرف سے حاصل تھا علامہ دیتی تحریر فرماتے ہیں عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم لو لم یخلق علی ما کان لفاطمۃ کفو جناب ام المومنین
ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے

لئے کوئی کفو نہ ہوتا جناب سیدہ کی تزویج یکم ذی الحجہ ۲ ہجری روز جمعہ کو ہوئی اور ان کی عمر ۹ برس کی تھی اور جناب علی مرتضیٰ کا سن ۲۱ سال کا تھا امام احمد حنبل نے اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھا ہے ان کی بجنسہ عبارت ذیل میں مندرج ہے۔

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
رضی اللہ و اللہ لقد اخرج منہا الکثیرا" الطیب اخرجہ احمد
فی المناقب وابو الحاتم مناقب خوارزمی ص ۶۴۲ سطر ۳

انس بن مالک سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول خدا کے حضور میں موجود تھا آپ کو وحی کے سبب غش طاری ہوا جب افاقہ ہوا مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے میرے پاس جبرئیل خداوند عرش کی طرف سے کیا حکم لائے ہیں میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبرئیل کیا حکم لائے ہیں فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک آپ کو حکم دیتا ہے میں فاطمہ کی تزویج علی سے کروں پس تو جا اور میرے پاس ابوبکرؓ عمر طلحہ و زبیر کو اور انہیں کی تعداد کے مطابق انصار میں سے بلا انس کہتا ہے کہ میں گیا اور ان کو بلا لایا پس جس وقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ پڑھا جمیع حمد ثابت ہے واسطے اللہ کے جو محمود ہے بہ اعتبار اپنی نعمتوں کے اور محمود ہے بہ سبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بسبب اپنے غالب آنے کے اور اس کی طرف لوگ گریز کرتے ہیں اس کے عذاب سے اس کے احکام زمین و آسمان پر جاری ہیں وہ ایسا ہے کہ اس نے خلعت کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے اس کو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب ان کو عزت دی ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باعث ان کو بزرگی عطاء فرمائی ہے بہ تحقیق اللہ عزو جل نے انسانی رشتہ کو نسب تازہ اور امر واجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اس کے سبب سے رحموں کو ملایا ہے اور تمام خلق پر اس کو لازم کر دیا ہے اور فرمایا واللہ ایسا ہی ہے کہ اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اس کے واسطے نسب اور سسرالی رشتہ قرار دیا ہے اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے اور خدا کا حکم اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا قدر کی طرف جاری ہوتی ہے اور واسطے ہر قضا کے ایک قدر ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کر دیتا ہے اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس ہے اصل کتاب امابعد

Presented by www.ziyaraat.net/

پس اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا عقد علی کے ساتھ کر دوں اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا عقد علی کے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر کیا ہے اگر علی

طبقات ابن سعد (سنی نقطۂ نظر)

طبقات ابن سعد جلد ا ص ۳۱۱ سطر ۱۰ پر تحریر ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا غزوہ بدر القتال ہے' اسے بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

راویوں کا بیان ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خفیہ طور پر اس قافلہ کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپؐ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشیرہ پہنچے تھے' آپ نے طلحہ بن عبیداللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ دونوں التجار پہنچے جو الحوراء کے علاقے سے ہے اور کشید الجہنی کے پاس اترے اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال ان سے پوشیدہ رکھا' یہاں تک کہ قافلہ گزر گیا' طلحہ و سعید دونوں روانہ ہوئے ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا۔ جب یہ لوگ ذوالمروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی سے نکل گیا۔

طلحہ و سعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو قافلہ کی خبر دیں مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپؐ روانہ ہو گئے آپؐ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا۔ یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال و اسباب ہے شاید اللہ تعالیٰ اسے تم کو غنیمت میں دیدے جو جلدی کر سکا اس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اس سے دیر کر دی۔

جو لوگ پیچھے رہ گئے انہیں بھی ملامت نہ کی گئی کیونکہ وہ قتال کے لئے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ قافلہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے یہ روانگی طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ وہ ہوئے انصار بھی اس غزوہ میں ہمراہ تھے حالانکہ اس سے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہ کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا رائے یہی ہے جس کا الجباپ نے مشورہ دیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا مگر وہ وادی میدان کی زمین پولی تھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اسے تر کر دیا مسلمان چلنے سے نہ رکے مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا اس شب کو مسلمانون پر غنودگی طاری ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے لئے کھجور کی لکڑی کا سائبان بنا دیا گیا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہو گئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس سائبان کے دروازے پر تلوار لٹکا کر کھڑے ہو گئے۔

صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اصحاب کو صف بستہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر ہی رہے تھے کہ قریش نکل آئے آپ انہیں تیر کی طرح سیدھا کر رہے تھے اس روز آپؐ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک طرف اشارہ کرتے تھے کہ آگے بڑھ اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ یہاں تک کہ وہ سب برابر ہو گئے۔

ایک ایسی تیز ہوا آئی جس کی سی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی وہ چلی گئی اور ایک دوسری ہوا آئی وہ بھی چلی گئی اور ایک ہوا آئی پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار لشکر ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ہمراہی کے لئے تھے دوسری طرف ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے میمنہ (لشکر کے داہنے بازو) کے لئے تھے۔

ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے اور سبز و سرخ و زرد سرخ نور کے تھے انکے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگا لیا لہٰذا تم بھی نشان جنگ لگا لو چنانچہ ان لوگوں نے اپنی زرہ و خود

Presented by www.ziyaraat.net/

بھی بیٹھ جاؤ اس کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قریش ہیں بے شک صاحب قوت ہیں مغرور ہیں لشکر کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں حق ہے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو ہم آگ میں کود پڑیں اگر ارشاد ہو تو ہم کانٹوں میں اپنے تئیں ڈال دیں۔ ہم مقابلہ کے لئے تیار ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے اور وہ بات نہیں کہنا پسند کرتے جو بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ فاذهب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (پ ٦ آیت ۲۴ سورۃ المائدہ) "اے موسیٰ علیہ السلام تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاؤ اور جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں" بلکہ ہم تو یہہ کہتے ہیں کہ آپؐ چلئے اور آپؐ کا خدا اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں لڑیں گے یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا خدا تم کو جزائے خیر دے پھر حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور غرض یہ تھی کہ انصار بھی کچھ کہیں کیونکہ اس لشکر میں اکثریت انصار کی تھی اور ان لوگوں نے جب معیت عقبہ میں کہا تھا کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں نہ آئیں گے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت نہیں کر سکتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں آجائیں گے تو ہماری امان میں ہوں گے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اسی طرح کریں گے جس طرح اپنے باپ ماں اور عورتوں کی مدد و حمایت کرتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں انصار کو یہ گمان نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اس وقت لازم ہے جبکہ دشمن مدینہ میں آکر ان پر حملہ کریں مدینہ کے باہر مدد نہیں کریں گے۔ غرض سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور کہا میرے باپ ماں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ شائد بار بار معلوم کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض ہے کہ ہم اپنی رائے کا اظہار کریں فرمایا ہاں سعد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

شخص نے میری اعانت کی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا میں اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتوں میں سے تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے اور اپنے برادر زادہ عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے لئے فدیہ دیجئے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان تھا مگر قوم مجھ کو جبرا" جنگ میں لائی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے اگر یہ سچ ہے تو خدا آپ کو اس کا اجر دے گا لیکن بظاہر تو آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کے لئے آئے تھے اے چچا آپ نے چاہا کہ خدا کے ساتھ مقابلہ کریں لیکن خدا نے ہم کو آپ پر غالب کیا آپ اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دیجئے چونکہ عباس رضی اللہ عنہ چالیس اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لائے تھے اور مسلمانوں نے اس کو لوٹ کر مال غنیمت مین شامل کر لیا تھا لہٰذا عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سونے کو میرے فدیہ میں محسوب کر لیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں جو چیز خدا نے مجھے دے دی ہے وہ خدا کے حساب میں محسوب نہیں ہو سکتی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے علاوہ میرے پاس اور کچھ مال نہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ غلط کہتے ہیں وہ مال کیا ہوا جو آپ نے مکہ میں ام الفضل کے سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو تو یہ مال تم آپس میں تقسیم کر لینا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اس کی اطلاع کس نے دی فرمایا میرے خدا نے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بیشک اس معاملہ کی سوائے خدا کے کسی کو خبر نہیں۔ پھر آپ وہ تمام مال لے لیجئے جو میں لوگوں سے سوال کر کے حاصل کرتا ہوں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہو جو تمہارے ہاتھوں اسیر ہیں إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا" يُؤْتِكُمْ خَيْرًا" مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ اگر تمہارے دلوں میں خدا نیکی دیکھتا تو اس سے بہتر عطا فرماتا جو کچھ تم سے فدیہ میں لیا گیا ہے وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ ۱۰ آیت ۷۰ سورۃ الانفال) اور خدا تم کو معاف کرتا ہے اور وہ بڑا معاف کرنے والا اور

Presented by www.ziyaraat.net/

اڑا دوں۔ مولف فرماتے ہیں کہ اس بات سے عمر بن خطاب کی غرض اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ شاید امیر المومنین علیہ السلام کے بھائی قتل ہو جائیں حالانکہ ابتدائے جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ کوئی بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ اپنی خواہش سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ شجاعت آپ میں اسیروں کے لئے جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے کیونکر پیدا ہو گئی اور اثنائے جنگ میں کسی ایک کافر کو نہ قتل کیا۔

باتفاق راویان خاصہ و عامہ مجملاً یہ کہ اس بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا یہاں تک کہ فدیہ لینا قرار پایا جیسا کہ مذکور ہوا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ روز بدر مشرکین میں ہر قیدی کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا کہ ہر اوقیہ میں چالیس مثقال ہوتا ہے کہ سوائے عباس کے جن سے سو اوقیہ لیا گیا کہ بیان ہو چکا ہے اور جناب عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جس قدر فدیہ لیا گیا خدا نے اس کے عوض مجھے اس قدر مال عطاء فرمایا کہ اس وقت میرے بیس غلام میرے واسطے تجارت کر رہے ہیں جن میں سے سب سے کم سرمایہ کسی کے پاس ہے تو وہ بھی بیس ہزار درہم ہے اور خدا نے سقایہ زمزم (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) میرے سپرد فرمائی جس کے برابر مکہ کے تمام مال و متاع نہیں ہو سکتے اور پھر خدا سے آمرزش کی امید بھی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ کی جانب مکہ سے ہجرت کی تو ابو جہل نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے سر میں جو نخوت کا سودا تھا اس نے آخر تم کو مکہ سے نکال کر مدینہ میں پھینک دیا پھر بھی تم اپنے غرور کو ترک نہیں کرتے ہو کہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ تمام قریش اس بات پر متفق ہو رہے ہیں کہ تم کو تمہارے مددگاروں سمیت نیست و نابود کر دیں اسی قسم کی بہت سی بیہودہ باتیں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کو جواب میں فرمایا کہ ابو جہل مجھ کو سب سے زیادہ مکر و غرور سے نسبت دیتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرماتا ہے خدا کا وعدہ سچ ہے اور اس کا ارشاد قبول و منظور کرنا زیادہ سزاوار ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کوئی ضرر نہیں

وقت خدا نے یہ آیت بھیجی کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی اور بھلائی دیکھے گا تو اس سے بہتر عطاء فرمائے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔

ابن بابویہ نے لمسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہداء بدر پر نماز میں سات تکبیریں کہیں۔

نعمانی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبریل علیہ السلام روز بدر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے ایک علم لائے جو نہ روئی سے بنا تھا نہ کتان سے نہ ریشم کا تھا نہ اون کا بلکہ بہشت کے درختوں کی پتیوں سے بنا تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کو جنگ بدر میں کھولا اور فتح حاصل کی، پھر حضرت علیہ السلام نے اس کو لپیٹ کر رکھ دیا وہ اب ہمارے پاس ہے اور اس کو قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا کوئی نہ کھولے گا۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ بدر میں حبیب بن سیاف کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ضربت لگی وہ شانہ سے جدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لئے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی جگہ پر رکھ کر دعا کی وہ اس طرح درست ہو گیا کہ کٹنے کا نشان تک ظاہر نہ رہا نیز عکاسہ بن محصن کی تلوار جنگ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک لکڑی ان کے ہاتھ میں دے دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اعجاز سے نہایت تلوار بن گئی اس سے انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ کفار بھاگ گئے وہ اس تلوار کو محافظت سے اپنی وفات کے وقت تک رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح سلمہ بن اشہل رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک چھڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس سے جہاد کرو۔ وہ ایک عمدہ تلوار ہو گئی اور وہ ہمیشہ اس سے جہاد کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ مشرکین روز جنگ بدر زوال آفتاب کے وقت بھاگ گئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ چاہ بدر کو پاٹ دو اور مشرکین کے کشتوں کو اسی میں ڈال دو۔ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چاہ بدر پر آ کر کھڑے ہوئے اور ایک ایک مشرک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ آیا اپنے پروردگار کا وعدہ تم نے سچا

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

او خوف الردی مفلوک میں عبدالدار کا بیٹا ہوں یا علیؑ تم میرے پاس آکر مارے جاؤ گے یا میرے خوف کے باعث میرے مقابلہ سے بھاگ جاؤ گے جناب علیؑ مرتضٰی نے اس کے جواب میں فوراً" یہ اشعار پڑھے **ھذا مقام معرض مبذول/من یلقی سیفی فلہ العویل/ولا لھاب الصول ہل اصول/انی من الا عداء لا ازول/یوما لدی الھجاولا حول۔ والفزن عندی فی الوغامقتول/اوھالک بالسیف اومصلول** اے عثمان خدانے مجھ کو یہ عزت بخشی ہے کہ میری تلوار کے قریب آکر مبارز آواز گر یہ بلند کرتے ہیں میں کسی کے حملہ سے نہیں ڈرتا میں خود حملہ آور ہوتا ہوں میں کسی دشمن سے نہیں بھاگتا اور نہ ان سے ڈرتا ہوں میرا ہی حریف ہے جو کبھی میری تلوار سے مارا جاتا ہے اور کبھی وہ خوف کھا کر میرے مقابلے سے بھاگ جاتا ہے **تواریخ** ہندی ص ۳۶۷ اس رجز خوانی کے بعد علیؑ مرتضٰی نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور وہ خون میں ڈوب کر اپنے بھائیوں میں جا ملا جناب علیؑ مرتضٰی کی تیغ تیز نے کھڑے کھڑے تین جرار اور نمودار کافروں کو اتنے قلیل عرصہ میں مار ڈالا جناب رسول خدا صلعم ابھی تک زیر علم تشریف رکھتے تھے اور اپنے جان نثار بھائی کے ان مردانہ حملوں کو غور سے ملاحظہ فرما رہے تھے فوراً" آپ نے اصحاب میں ایک صحابی کو علیؑ مرتضٰی کے پاس روانہ فرمایا اور کہلا بھیجا کہ اب علم لے کر فوج کفار کی طرف خود متوجہ ہو ان کے حملوں کا انتظار نہ کرو علیؑ مرتضٰی یہ حکم سنتے ہی اس کی تعمیل پر آمادہ ہوگئے وانا ابو القصیم کا نعرہ مارتے ہوئے فوج مشرکین پر حملہ آور ہوئے اس حملہ میں پہلا شخص جو علیؑ مرتضٰی سے مقابل ہوا وہ ابو سعید بن طلحہ علمدار فوج تھا ابو سعید نے میدان میں آکر یہ اشعار پڑھے۔ **قد قست ھراتہ باربابھا۔ تحفل فیھا دونھا واصحابھا۔ ولیت من اھوالھا اھابھا والصدسن ارجابھا سھا مھا۔ باتیہ من قسھا فشابھا** وہ لوگ جو فنون جنگ آزمودہ کار ہیں اس وقت میری پلہ داری کریں میں حوادث جنگ سے ڈرنے والا نہیں ہوں اور جنگ کے تجربہ کار شکارگاہ میں میرا سخت نیزہ قوس قزح ہے علیؑ مرتضٰی نے اس سے زیادہ پر تاثیر الفاظ میں اس کا جواب دیا **ھواھنا والخبیل حالت یوماعصابھا یمربط شر بالھا ترابھا۔ وبط نیا باباینھا احقابھا الیوم علی ینجلی جلبابھا** سوار اور غصہ کرنے والوں نے روز حسرت سے گھوڑے دوڑائے اور ان لوگوں کے لباس پر غبار کا پڑنا مفید ہے ان کی کمر اور موت کے بیچ میں موت کی رسیاں ہیں میں آج کے دن ان کے کینہ کی چادروں کو چاک کر

اپنی غیرت کے مٹانے کی غرض سے اس نے اپنا سر بلند کیا اور غل مچا کر کہا کہ آج کا دن بدر کا دن ہے اے لڑائی آ اور اپنا دین تیار کر **ضحیحا تشتمل علیہ کنت الصحاح کم قد اھل جامعوا الصحاح من اخبار الصحیحہ** علامہ سبط ابن جوزی علیہ الرحمتہ تذکرہ خواص الائمہ میں تحریر فرماتے ہیں **وذکر احمد فی الفضائل انھم سمعو اتکبیر من السماء فی ذالک الیوم وقائل یقول لا سیف الا ذولفقار ولا فتی الا علی فاستاذن حان ابن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ینشد شعر فاذن لہ فقال لہ جبرئیل نادی معلنا فالنفع لیس بمنجلی والمسلمون قد احدقوا حول النبی المرسل لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی۔**

امام احمد فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ نے آج کے روز آسمان سے تکبیر کی آواز سنی کہ کہنے والا کہہ رہا ہے نہیں ہے کوئی تلوار ذوالفقار کے ایسی اور نہیں ہے کوئی علی کے ایسا جوانمرد حسان ابن ثابت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کی اجازت چاہی حضرت نے ان کو اجازت دی انھوں نے یہ شعر کہے جبرئیل نے باآواز بلند کہا غبار ابھی کھلا نہیں تھا مسلمان آنحضرت کی گرد گرد چلا رہے تھے کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے سوانح عمری حضرت علی ص ۵۸۷ باسناد تذکرہ خواص الائمہ ابو سفیان کی اس تقریر سے کچھ مطلب نہیں نکلتا شاید اس کی یہ مراد ہو کہ ہم ابھی تک مقابلہ کے لئے تیار ہیں اگر اس کا بھی خیال تھا تو کیا نتیجہ نکلا مقابلہ کیسا وہ تو پھر احد میں پورا قیام بھی نہ کرسکا وہاں سے لوٹ کر پھر لشکر میں واپس آیا اور ایک قاصد کی زبانی رسولؐ اللہ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ پھر اگلے سال اسی دن ہم تم سے مقابلہ کریں گے یہ کہلا کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ احد سے مکہ کی طرف چلا گیا احد کی مہم عظیم جو اسلامی تاریخوں میں بہت شہرت کے ساتھ مشہور ہے تمام ہوگئی اس جنگ میں اسلام کو مشرکین کے ہاتھوں بہت صدمے اٹھاتے ہوئے اور دو چار نمودار اور دلیر مجاہدوں سے لشکر اسلام خالی ہوگیا جن کا نعم البدل پھر نہ مل سکا خصوصاً" حضرت حمزہؑ کی دردناک مفارقت نے آنحضرتؐ کے دل پر بہت سخت صدمہ پہنچایا اپنے دلیر و وفادار مجاہد چچا کے لئے آپ بہت دنوں تک متاسف رہے ستر سے زائد اہل اسلام مارے گئے اور مشرکین اس سے زیادہ مگر ان کی کثرت کے سبب ان کی کمی کچھ ایسی نہیں معلوم ہوتی تھی اور فوج اسلامی کی قلت کی وجہ سے اتنے ہی آدمیوں

Presented by www.ziyaraat.net/

خالد بن ولید درہ کی طرف حملہ آور ہوا چونکہ ابن جبیر کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے تھے اس نے سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ جب قریش نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ان کا علم ابھی بلند ہے وہ پلٹ پڑے اور علم کے پاس جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو دونوں طرف سے بیچ میں لے لیا۔ اب مسلمان خود بھاگنے لگے اور ہر طرف منتشر ہو گئے۔ کچھ لوگ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اور آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ جب حضرتؐ نے ان کی شکست ملاحظہ فرمائی اپنا سر بلند کر کے ان کو پکارنا شروع کیا مسلمانو! ادھر آؤ میں خدا کا رسولؐ ہوں خدا کے رسولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب امیر المومنینؑ نے طلحہ ابن ابی طلحہ کا مقابلہ کیا اپنے کو قصم کیوں کہا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ مکہ میں تھے کوئی ابوطالب کے خوف سے حضرتؐ کو آنکھ نہیں دکھا سکتا تھا لیکن لڑکوں کو حضرت کی اذیت رسائی پر آمادہ کر دیا تھا جب حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تھے لڑکے حضرتؐ پر پتھر برساتے اور کوڑے کرکٹ پھینکتے تھے۔ جناب امیرؑ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؑ نے عرض کی یا رسول اللہ جب باہر تشریف لے جائیں مجھے اپنے ساتھ لے لیا کریں تاکہ لڑکوں کو آپ کی اذیت سے باز رکھوں۔ پھر جب آنخضرت گھر سے نکلتے امیر المومنینؑ کو ساتھ لے جاتے جب لڑکے حضرتؐ کی طرف متوجہ ہوتے تو امیرالمومنینؑ ان کے منہ' ناک اور کان زخمی کر دیا کرتے۔ لڑکے اپنے اپنے باپ کے پاس واپس جا کر کہتے **قصمنا علی** علیؑ نے مجھے مجروح کیا ہے اسی سبب سے ان حضرت کو **قصم** کہتے تھے۔

واثلہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز عمر بن خطاب کے ہمراہ میں جا رہا تھا ناگاہ وہ مضطرب و بے قرار ہوئے یہاں تک کہ ان کے دل کی دھڑکن کی آواز سنائی دینے لگی جیسے کسی پر غش طاری ہوتی ہے میں نے پوچھا تم کو کیا ہوا؟ وہ بولے شائد تم پر شیر بیشہ شجاعت' معدن کرم و فتوت' باغیوں اور سرکشوں کو قتل کرنے والے دو تلواروں سے لڑنے والے اور صاحب تدبیر علمدار کو نہیں دیکھتے ہو جو اس طرف آ رہا ہے میں نے نگاہ کی تو علی بن ابی طالبؑ کو دیکھا۔ میں نے کہا اے

ہوا اور دوسرا گروہ جس پر غم طاری تھا" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب بھاگنے اور زخمی ہونے کے بعد واپس آئے اور حضرت سے معذرت کی تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو سچے اور جھوٹوں کو پہچنوانا چاہا اس وقت ان پر نیند غالب ہوئی' قریب تھا کہ وہ زمین پر گر جائیں اور منافقین کو جو آنخضرتؐ کی تکذیب کیا کرتے تھے قرار نہ تھا۔ انکی عقلیں زائل ہو گئی تھیں وہ بے سروپا باتیں کر رہے تھے اور جو کچھ ان کے دلوں میں تھا بے اختیار ظاہر کر رہے تھے تو خدا نے گروہ اول جو فرمایا وہ مومنین کا گروہ ہے اور دوسرا منافقوں کا ہے جن کے بارے میں فرماتا ہے **يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُونَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ** (حوالہ مذکور) یعنی وہ خدا کے بارے میں نامناسب کافران جاہلیت کے مانند گمان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ محمدؐ کا معاملہ پورا نہ ہو گا اور انکار کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہمارے لئے بھی فتح و نصرت میں کچھ ہے؟ اے رسولؐ کہہ دو تم حکم خدا ہی کا ہے اور اسی کی مشیت پر سب کچھ ہے۔ وہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں جو کچھ تم سے ظاہر نہیں کرنا چاہتے **يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ** (پ ۴ ع ۱۱ آیت ۱۵۴ سورۃ آل عمران) منافقین تخلیہ میں آپس میں کہتے ہیں کہ اگر ہم کو اختیار ہوتا تو نہ ہم اپنے شہر سے باہر نکلتے اور نہ یہاں قتل ہوتے اے رسولؐ کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ نکلتے جن کے لئے روز اول قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ اپنی قتل گاہ میں پہنچ جاتے۔

کلینی نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اصحاب روز احد آنخضرتؐ کو معرکہ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے حضرتؐ نے ان کی جانب رخ کر کے پکارنا شروع کیا کہ میں محمد ہوں میں خدا کا رسولؐ ہوں قتل نہیں ہوا ہوں مجھ کو موت نہیں آئی زندہ ہوں - یہ سن کر حضرت ابوبکر و عمر بھاگتے ہوئے آنحضرتؐ کی طرف رخ کر کے بولے اس وقت بھی جب کہ تمام لشکر بھاگ گیا ہے وہ ہم کو بے وقوف بناتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس سوائے امیر المومنینؑ اور ابودجانہؓ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

انصاری کے اور کوئی باقی نہ تھا۔ حضرتؐ نے ابودجانہؓ کو دعا دی اور فرمایا تم بھی چلے جاؤ میں نے تم کو اپنی بیعت سے رہا کر دیا لیکن علیؑ تو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ یہ سن کر ابودجانہ رونے لگے اور سر آسمان کی طرف اٹھا کے بولے نہیں خدا کی قسم میں خود اپنے تئیں آپ کی بیعت سے رہا نہیں ہوں گا۔ یا رسول اللہ میں کہاجاؤں' کیا اپنی زوجہ کے پاس جاؤں جو مرجائے گی۔ اپنے لڑکے کے پاس جاؤں جو موت سے ہمکنار ہو جائے گا اور گھر جاؤں جو ایک دن کھنڈر ہو جائے گا اور مال ومتاع کی حفاظت کروں جو آخر فنا ہو جائے گا یا موت کی طرف رخ کروں جو آدمی سے نزدیک ہے۔ یہ سن کر حضرت نے ان پر لطف و کرم فرمایا اور ان کو جنگ کی اجازت دی۔ ایک طرف وہ لڑ رہے تھے دوسری طرف امیر المومنینؑ۔ ابودجانہؓ زخموں سے بہت کمزور ہو گئے تھے جناب امیرؑ ان کو اٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس لائے اور زمین پر لٹا دیا۔ ابودجانہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا میں نے بیعت کو پورا کیا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں پورا کیا' اور ان کے لئے دعا خیر کی اب صرف حضرت علیؑ جنگ کر رہے تھے۔ جب مشرکین داہنی جانب سے حملہ کرتے تھے جناب امیر جھپٹ کر ان کو پسپا کر دیتے تو وہ لوگ بائیں طرف سے حملہ کرتے تو امیر المومنینؑ تلواریں مار کر ان کو بھگا دیتے تھے۔ امیر المومنینؑ یوں ہی مشغول قتال تھے کہ آپ کی تلوار ٹوٹ کر تین ٹکڑے ہو گئی۔ حضرتؐ نے وہ ٹکڑے لا کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دکھائے اس وقت آنحضرتؐ نے ان کو ذوالفقار عطا کی اور آپؑ کے پیروں کو دیکھا کہ شدت سے جنگ کرنے کی وجہ سے لرز رہے تھے۔ تو حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دعا کی کہ پالنے والے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اگر چاہے تو یہ امر تجھ پر دشوار نہیں۔ امیر المومنینؑ نے اس وقت عرض کی یا رسول اللہ میرے کانوں میں شدید آوازیں آ رہی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ **اقدم حیزوم** اے حیزوم آگے بڑھ۔ حیزوم جبرائیل کے گھوڑے کا نام ہے۔ امیر المومنینؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ جس شخص پر میں تلوار اٹھاتا ہوں وہ گر پڑتا ہے اور مرجاتا ہے قبل اس کے کہ تلوار اس کو لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام ہیں جو گروہ ملائکہ کے ساتھ ہماری مدد کو

نے فرمایا کہ اے پدر جابرؓ تم بھی شہید ہو گے۔ غرض حضرتؐ نے روز احد عبداللہ مذکور اور عمرو بن الجموع کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہٰذا سیلاب کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہوگئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وہ اس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ چھیالیس سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گویا وہ سو رہے تھے اور انکا کفن میلا نہ ہوا تھا اور جو گھاس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی تر و تازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ ان پر عطر چھڑک دیں صحابہ نے کہا وہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تصرف نہ کرو۔

پھر ابن ابی الحدید اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے احد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے احد کی قبریں مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرادی کہ جس کے عزیز احد میں دفن ہوں وہ آئیں اور دیکھیں۔ اہل مدینہ احد پر شہدا کی قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا ان کے اجسام تر و تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے اعضا سمٹتے اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے پیر پر بیلچہ لگ گیا اس وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے انکی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمرو کو قبر سے نکالا کیونکہ ان پر دھوپ پڑتی تھی اور خارجہ اور سعد کو انکی قبر سے نہیں نکالا جب معاویہ امر قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہوا تو ابوسعید خدری نے کہا اب اس کے بعد کسی برائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔ (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۸۳ سطر آخر)

Presented by www.ziyaraat.net/

کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی، واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ عمرؓ کے زمانہ تک جاری رہا، پھر انہوں نے ۱۷ھ یا ۱۸ھ میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب کو جمع کرکے پوچھا کس دن سے تاریخ لکھی جائے؟ حضرت علیؓ نے کہا جس روز رسول اللہ صلعم نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیرباد کہا۔ عمرؓ نے اسی کو قبول کرلیا۔

تاریخ کی ابتدا کرنے کا طریقہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بنی اسماعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گزرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتدا کرنے لگتے یا کوئی عامل جو ان پر متعین ہوتا یا اور کوئی خاص واقعہ جو پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے اس بات پر ان کے شعراء کے اقوال شاہد ہیں اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لئے ان میں عام طور پر مقبول ہو جاتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفرازی کہتا ہے:

ھا نذا امل الخلود و قد ادرک علقی و مولدی معجرا

ترجمہ: کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جبکہ میری عقل حزف ہو چکی اور میں فجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔

اہا امری القیس ھل سمعت بہ ھیھات ھیھات طال ذا عمرا

ترجمہ: یہ امری القیس کا باپ تھا تم نے اس کا نام سنا ہے اب دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی۔

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امری القیس کے باپ حجر سے لگایا ہے۔ اس طرح نابغہ بن جعدہ کہتا ہے۔

فمن یک سائلا عنی فانی من الشبان ازمان الخنان

ترجمہ: جو میری عمر دریافت کرے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میں عام مرض گٹھیاں کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا جو ان میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

دما ھی الا فی ازار و علقتہ مغار ابن ھمام علی حی خثعما

ترجمہ: جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارت گری کی ہے اس وقت وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھیں۔

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کئے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب کے زمانہ کے کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لئے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلاف نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عرب میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے۔ اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ واقعہ فیل اور واقعہ فجار کے درمیان بیس سال گزرے اور فجار اور بنائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور بنائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گزرے ہیں۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت ملی ہے۔ تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا اسرافیل آپ کے پاس آتے رہتے۔ تین سال کے بعد جبرائیلؑ علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبوت کا پیغام آپ کو دیا۔ اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف سے لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکے میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاول میں آپ ہجرت کرکے مدینہ گئے۔ آپ دو شنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دو شنبہ ہی کے دن ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے۔ (تاریخ طبری جلد ۱ ص ۱۳۵ سطر آخر)

عبارات کتب اہل سنت

البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۹۹ سطر ۹ پر جناب ابن کثیر دمشقی تحریر فرماتے ہیں۔

سوید بن صامت بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی والدہ ماجدہ نجاریہ عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمی بنت عمرو کی ہمشیرہ تھیں۔ اس رشتے سے سوید بن صامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب کے خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔

محمد بن اسحٰق بن یسار بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں سال بسال آنے والے قبائل کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے تشرف لے جایا کرتے تھے تو ان لوگوں میں جو درحقیقت شریف النفس اور اپنی قوم کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے پہلے انہی کو دعوت اسلام دیا کرتے تھے۔ ان میں جو یہ دعوت قبول کرلیتا یا اپنی ضد پر قائم رہ کر اسے قبول نہ کرتا دونوں کے حق میں دعائے خیر فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق مزید کہتے ہیں کہ ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے جو اپنی قوم کے شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

بیان کیا ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے بھائی سوید بن صامت بھی ایک سال مکہ میں حج یا عمرہ کے لئے آئے تھے۔ سوید بن صامت اپنی قوم کے معزز ترین لوگوں میں سے تھے۔ اور عرب کے کئی مشہور شاعروں نے ان کے اوصاف حسنہ کو اپنے اشعار میں پیش کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکے میں ان کی آمد کے بارے میں سنا تو آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ بولے: جو کچھ میرے پاس ہے اس سے زیادہ آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے پوچھا: تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ بولے: "مجلّہ لقمان یعنی حکمت" آپ نے فرمایا: "یہ اچھی چیز ہے لیکن میرے پاس اس سے بھی بہتر چیز ہے" اس نے پوچھا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا: "وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا اور وہ سراسر نور ہدایت ہے۔" پھر آپ نے قرآن کی چند آیات سنائیں اور مکرر اسلام کی دعوت دی۔ اس نے آپؐ کی زبان مبارک سے آیات سن کر کہا: "یہ بھی نہایت عمدہ کلام ہے۔" تاہم جیسا کہ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے وہ مسلمان نہیں ہوا۔

بہرکیف جب مدینے اپنی قوم میں واپس پہنچا تو (نامعلوم کی وجوہ کی بناء پر) بنی خزرج کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ جب اس کے بارے میں اس کی قوم کے لوگوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ قتل ہونے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ تاہم وہ دوبارہ لوٹ کر مکے نہیں آ سکا تھا۔

یہ روایت بیہقیؒ نے بھی مختصر طور پر حکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر اور ابن اسحق کے حوالے سے بیان کی ہے۔

ایاس بن معاذ کا اسلام لانا

البدایہ و النہایہ جلد ۲ ص ۲۰۰ سطر ۱۷ پر ہے۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ ان سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن معاذ کے حوالے سے محمود بن لبید کا یہ قول نقل کیا جو کہتے ہیں کہ جب ابو الجسر انس بن رافع مکے آئے تو ان کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے کچھ ممتاز و معزز لوگ بھی تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی شامل تھے۔ جب قریش مکہ میں ان کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا! جس کام کے لئے آپ لوگ یہاں آئے ہیں، اس سے بہتر مفید چیز میں آپ کو پیش کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "دین اسلام" اس کے بعد آپ نے قرآن پاک کی چند آیات انہیں سنائیں۔ محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ ایاس اس کے زمانے میں نوجوان تھے۔ انہوں نے آپؐ کی زبان سے قرآن پاک کی وہ آیات سن کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا: لوگو! یہ بات واقعی اس بات سے کہیں بہتر ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔" ایاس کی زبان

سے یہ کلمات سن کر ابو الجسر نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر اس کے منہ پر پھینکی اور کہا: ہم یہاں اس لئے نہیں آئے بلکہ اس سے بہتر بات کے لئے آئے ہیں۔ ابوالجسر سے یہ سن کر ایاس خاموش ہو گئے اور آنحضرتؐ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ جب وہ لوگ مکہ سے مدینے پہنچے تو اس کے بعد واقعہ بعاث پیش آیا یعنی بنی اوس اور بنی خزرج میں باہم جنگ چھڑ گئی جس میں ایاس بھی کام آ گئے۔ اس لئے وہ دوبارہ مکے واپس نہیں آ سکے لیکن محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے ایاس بن معاذ کے بارے میں ان کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ بنی اوس و بنی خزرج کی باہمی جنگ میں کام آنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے، اس کی حمد کیا کرتے تھے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مرنے سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی قوم کے سامنے دین اسلام پیش کیا تھا تو وہ فوراً ہی آپؐ کے کلام سے متاثر ہو گئے تھے اور انہوں نے دل میں شعوری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا یہ الگ بات ہے کہ بدقسمتی سے وہ دوبارہ مکے میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا اقرار نہ کر سکے۔

بعاث مدینے میں اس جگہ کا نام ہے جہاں اوس و خزرج میں جدال و قتال کا عظیم واقعہ پیش آیا تھا اور اس میں دونوں طرف کے اکثر ممتاز و معزز لوگ قتل ہو گئے تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی شامل تھے۔ اور اس کے بعد ان دونوں قبائل کے بزرگوں میں بہت کم لوگ باقی بچے تھے۔ (مولف)

بخاریؒ صحیح بخاری میں عبید بن اسماعیل ابی امامہ، ہشام اور ان کے والد کے حوالے سے حضرت عائشہؓ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ان کے بقول جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکے سے مدینے کو ہجرت کا حکم دیا اور جس وقت آپؐ وہاں پہنچے تو بعاث کا عظیم واقعہ پیش آ چکا تھا اور اس میں اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے بہت سے شریف و معزز لوگ قتل ہو گئے تھے۔

انصار میں اسلام کی ابتدا

البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۰۲ سطر ۴ پر ہے۔

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین یعنی اسلام کے کامل اظہار اور اس کے ذریعہ اپنے نبیؐ کو مزید عزت بخشنے کا اردہ فرمایا تو آپؐ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے عملاً" کر دکھایا۔ ہوا یوں کہ آنحضرتؐ جس طرح پہلے ہر سال ان دنوں میں جب دوسرے قبائل عرب کے آیا کرتے تھے ان کے پاس جا کر ان کے سامنے دین اسلام پیش فرمایا کرتے تھے اسی طرح ایک سال ایک قبیلے کی آمد کی خبر سن کر آپ جب اس کے پڑاؤ پر تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے قبیلہ خزرج کے چند افراد کو دیکھا۔ یہ جگہ عقبہ کے قریب تھی۔

Presented by www.ziyaraat.net/

جب آپ نے ان لوگوں سے گفتگو کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے کی پیشکش کی تو سب سے پہلے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ کون لوگ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ پھر آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ لوگ یہود کے موالیوں میں سے تھے تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ تب آپؐ نے ان سے فرمایا: کیا ہم کہیں بیٹھ کر گفتگو نہیں کر سکتے۔ تو وہ لوگ اس پر رضا مند ہو گئے۔ یہ بات جیسا کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا انہیں عاصم بن عمرو قتادہ نے بتائی جو بنی خزرج کے شیوخ میں سے تھے۔ انہوں نے بتایا: جب میری قوم کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو پر آمادہ ہو گئے اور آپؐ کو اپنے پاس بٹھایا تو آپ نے انہیں یہ بتا کر کہ آپ نبی ہیں اسلام قبول کرنے کے لئے کہا اور انہیں قرآن پاک کی کچھ آیات بھی سنائیں اور بتایا کہ اگرچہ وہ یہودیوں کے ساتھ ان کی بستیوں میں رہ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ انہیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی خبر دی ہے کیونکہ یہودی ہر چند اہل کتاب اور اہل علم ہیں۔ لیکن اب بت پرستوں کے ساتھ ہو کر مشرک ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ لوگ جو کچھ علم رکھتے تھے بولے اگر یہودی ان سے لڑے تو وہ انہیں قتل کر دیں گے اور اگر عرب میں جیسا کہ یہودیوں کی آسمانی کتاب میں لکھا ہے 'کوئی نبی عنقریب آیا تو وہ اس کی اتباع کریں گے اور اس طرح یہودی بھی عاد و ارم کی طرح تباہ ہو جائیں گے اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اگر عرب کوئی نبی پیدا ہوا تو وہ اسے قتل کر دیں گے چنانچہ جب آپ نے انہیں بتایا کہ عرب میں پیدا ہونے والا وہ نبی آپؐ ہی تھے' اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ بولے کہ اب امید ہے ان کی قوم کے باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں گے جو آپؐ نے ہمیں دی ہے۔ چنانچہ جب وہ لوگ مکے سے واپس ہوئے تو آپؐ کی صداقت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو چکے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا وہ تعداد میں چھ آدمی تھے اور ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ انہی لوگوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار بھی شامل تھے۔ بنی خزرج کے ان مذکورہ شخص کے متعلق ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ بنی خزرج کے انصار میں سے اسلام لانے والے یہ پہلے شخص تھے اور قبیلہ اوس میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ابو الہیثم تیہان تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قبیلے سے پہلے ایمان والے رافع بن مالک اور معاذ بن عفرہ تھے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد ایمان لانے والے عوف بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن نجار تھے' یہ عفراء کے بیٹے تھے اور ان کا تعلق انصار کے قبیلے بنی نجار سے تھا۔ ایمان لانے والوں کی پہلی جماعت میں رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن زرین زرقی اور قطبہ ابن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج سلمی بھی شامل تھے۔ جن کا تعلق بنی سواد سے تھا۔ بنی حرام میں سے اس جماعت میں جابر بن عبداللہ بن رہب بن نعمان ابن سنان بن عبید بن

عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ سلمی بھی تھے۔ اس کے بعد مسلمان ہونے والے بنی عبید کے لوگ تھے۔ شعبیؒ اور زہری کہتے ہیں کہ یہ چھ کے چھ حضرات در حقیقت قبیلہ خزرج ہی کے لوگ تھے اور ان کی تعداد چھ ہی تھی۔

اس سلسلے میں موسیٰ بن عقبہ نے جو روایت زہری اور عروہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کی ہے اس میں وہ کہتے ہیں کہ انصار میں جن لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کے دست مبارک پر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے بیعت کی تھی ان کی تعداد آٹھ تھی اور ان کے نام یہ تھے۔ معاذ بن عفراء' اسعد بن زرارہ' رافع بن مالک' ذکوان یعنی ابن عبد قیس' عبداللہ بن صامت' ابو عبد الرحمن یزید بن ثعلبہ' ابو ہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ۔ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد جب مکے سے لوٹ کر اپنے اپنے قبائل میں گئے تو انہوں نے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور یوں بہت سے لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے۔ یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سولم کی خدمت میں معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو بھیجا اور یہ درخواست کی کہ آپؐ ان کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو انہیں فقہ کی تعلیم دے چنانچہ آپؐ نے ان لوگوں کے پاس مسلم بن عمیر کو روانہ کیا جو وہاں پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ ابن اسحٰق کے علاوہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ جملہ حالات و کوائف از اول تا آخر تفصیلاً" بیان کئے ہیں۔ بہرکیف اس طرح اوس و خزرج قبائل سے نکل کر جو یہود کے زیر اثر تھے دیگر قبائل میں پھیلتا چلا گیا جس کی ابتداء احیائے عرب کے لئے خود آنحضرتؐ کی ذاتی مساعی جمیلہ سے ہوئی تھی۔

بیعت عقبہ ثانیہ

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب مصعب بن عمیر مدینے سے مکے واپس آئے تو ان کے ہمراہ متعدد مسلمانوں کے علاوہ جو حج کے لئے وہاں آئے تھے بے شمار مشرکین بھی تھے جو ازمنہ قدیم کی طرح اس سال بھی حج کے لئے آئے تھے۔ لیکن جب وہ مکے پہنچ کر مکے کے ایک پہاڑی علاقے کی گھاٹی عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان مشرکین کے دل میں بھی اسلام کی کشش اور آپؐ کے لئے عزت و احترام پیدا ہو چکا تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے معبد بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن کعب انصار میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ شخص تھے۔ انہیں ان کے والد کعب نے جو عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ بتایا:

"جب ہم اپنی قوم کے ان حجاج کے ساتھ جو اس وقت تک سب کے سب مشرک تھے مدینے سے حسب

Presented by www.ziyaraat.net/

معمول سالانہ حج کے لئے مکے کے سفر پر روانہ ہوئے۔ تو ہم میں ہماری قوم کے ایک بزرگ شخص براء بن معرور بھی شامل تھے اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے تو ہمارے ان بزرگ نے ایک روز ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے خواب میں خود کو کعبے کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے حالانکہ ہم آج ظہر کے وقت شاید ہی منٰی یعنی خانہ کعبہ تک مکے میں پہنچ سکیں گے اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگ مکے میں جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں وہ سنا ہے شام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آخر انہیں ایسا خواب کیوں نظر آیا۔ بہرحال جب ہم مکے پہنچے تو وہاں ہم نے ایک شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا کہ ہم ان سے کہاں مل سکتے ہیں؟ اس نے ہم سے پوچھا: کیا آپ لوگ انہیں پہچانتے نہیں؟ ہم نے کہا: نہیں۔ وہ بولا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں انہیں تو جانتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ہاں بغرض تجارت کئی بار آ چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بولا: پھر تم مسجد میں چلے جاؤ' جہاں عباس بیٹھے ہوں وہیں وہ بھی بیٹھے ہوں گے۔ چنانچہ ہم دونوں جب وہاں پہنچے تو ہم نے جناب عباس کو اور ان کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھے دیکھا تو انہیں سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباس سے پوچھا کیا آپ ان دو آدمیوں کو جانتے ہیں؟ وہ بولے: جی ہاں' اس میں ایک تو براء بن معرور ہیں اور دوسرے کعب بن مالک ہیں۔ اس کے بعد جب براء بن معرور نے آپؐ کو اپنا خواب سنا کر حیرت کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: تمہارے دل میں اسلام کی تمنا تھی اور تم اس کے اظہار کا مسلمان ہو کر بھی انتظار کرتے رہے تھے' یہ اسی کا اظہار تھا۔

اسی روایت میں ہے کہ ان دونوں حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو اس وقت بھی آپؐ نے شام یعنی قبلہ اول کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرمائی اس کے بعد یہ لوگ جب یہ لوگ مکے سے لوٹ کر مدینے گئے تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ یعنی براء بن معرور مرتے دم تک آپؐ کی تقلید میں شام ہی کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ واللہ اعلم۔

کعب بن مالک اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مدینے سے مکے پہنچے تھے۔ تو حج سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تھے تو وہ ایام تشریق تھے۔ وہ کہتے ہیں: وہاں جب ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو ابو جابر بھی تھے جو ہماری قوم کے سردار مانے جاتے تھے۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو جعفر! ہم اپنی قوم سے چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا رہے ہیں اور تمہاری حسب خواہش تمہیں بھی لئے جا رہے ہیں تاکہ تم اسلام میں داخل ہو کر کل عذاب جہنم سے نجات پا سکو۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اس لئے یہ بھی اہل عقبہ کہلائے بلکہ اس کے نقیب ٹھہرے۔

بخاریؒ کی روایت اس سلسلے میں یہ ہے کہ ان سے ابراہیم اور ہشام نے بیان کیا کہ انہیں ابن جریج سے معلوم ہوا اور انہیں ابن جریج کو عطا اور جابر نے بتایا کہ وہ ان کے والد اور ماموں اصحاب عقبہ میں سے ہیں۔ عبداللہ بن محمد اور ابن عینیہ کے بیان کے مطابق عقبہ میں اسلام لانے والے لوگوں میں براء بن معرور بھی تھے۔

ہم سے علی بن مدینی اور سفیان نے بیان کیا کہ انہوں نے عمرو سے سنا جنہیں جابر بن عبداللہ نے بتایا کہ وہ خود بھی بیعت عقبہ میں شامل تھے اور ان کے ساتھ اس میں ان کے ماموں عقبہ بھی تھے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہیں عبدالرزاق اور معمر نے ابن ہیثم' ابی زبیر اور جابر کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعثت کے دس سال بعد تک ہر موقع پر مکے آنے والے دوسرے عربی قبائل کے پڑاؤ پر مسلسل تشریف لے جاتے اور انہیں دعوت اسلام دیتے تھے لیکن ایک مدت تک آپؐ کی اتباع اور آپ کی نصرت پر آمادہ ہونے والا ان میں سے آپ کو ایک بھی نہ ملا تھا حتیٰ کہ یمن یا مصر کے کسی شخص نے اپنی قوم کو آپؐ کے اوصاف اور آپؐ کی رحمدلی سے واقف کیا تو ان میں سے اکثر لوگوں نے اسے آپ سے ملنے جلنے سے احتراز کی نصیحت کی تھی لیکن جب آپؐ کے مدینے تشریف لے جانے اور وہاں جوق در جوق لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی خبر انہیں ملی تو وہ بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور پھر یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑھتا ہی چلا گیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ انصار مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر مقام عقبہ پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے جب مسلمان ہونے کے بعد مدینے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ وہاں علی الاعلان بیان کر دیا۔ اس وقت ان کی قوم کے شیوخ اور دیگر شرفاء میں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ شامل تھے۔ البتہ ان کے بیٹے معاذ بن عمرو بن عقبہ میں دوسرے انصار مدینہ کے ساتھ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرو بن جموح جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا انصار مدینہ کے معزز لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں منات نام کا ایک بت رکھ چھوڑا تھا جس کی وہ بڑے احترام کے ساتھ پرستش کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ قوم انصار کے وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے بلکہ خود عمرو بن جنوح کے بیٹے معاذ کو ان کی یہ حرکت ناگوار گزرتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک دن رات کے وقت باہم مشورے کے بعد اس بت کو عمرو کے گھر سے اٹھا کے قریب کے ایک گڑھے میں پھینک دیا جسے صبح کو وہاں لوگ جمع ہو کر جھانک جھانک کر دیکھنے لگے۔ عمرو بن جموح نے بھی صبح کو بیدا ہو کر یہ ماجرا دیکھا تو بہت جز بز ہوئے۔ بہرحال انہوں نے اس بت کو گڑھے سے نکال کر دھویا اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا لیکن جب کئی بار یہی واقعہ پیش آیا تو انہوں نے بڑا واویلا کیا اور کہا کہ نہ جانے کون ان کے معبود کے

Presented by www.ziyaraat.net/

ساتھ یہ نازیبا حرکت کر رہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس بت کو اچھی طرح غسل دینے کے بعد اس کی گردن میں کھلی تلوار لٹکا دی اور اسے حسب معمول اس کی جگہ رکھ دیا لیکن اگلی صبح کو انہوں نے دیکھا کہ ان کا معبود منات قریب کے ایک گہرے نالے میں پڑا ہے اور اس کی گردن میں تلوار کی جگہ مردہ کتا رسی سے بندھا ہوا ہے۔ جب یہ واقعہ بھی بار بار پیش آیا تو انہیں اپنے معبود کی بے بسی کا یقین آگیا اور اللہ تعالٰی نے ان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت کا نقش بٹھا دیا اور آخر کار وہ بھی مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ اپنی گمراہی کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔ عمرو بن جموح نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ نظم بھی کیا ہے۔

اس سے قبل بیعت عقبہ ثانیہ کے ضمن میں تہتر انصار مسلمان ہو چکے تھے جن کی تعداد قبیلہ وار تواریخ میں بیان کی گئی ہے۔

تاریخ کامل

تاریخ کامل جلد۱ ص۱۵۹ سطر۳ پر ہے

اصحاب رسول اللہ کے بعد دیگرے مکہ سے ہجرت کر گئے مگر آنحضرتؐ مکہ میں قیام پذیر رہے اور اس کا انتظار کرتے رہے کہ آپؐ کو کیا حکم ملتا ہے' اب مکہ میں آپؐ کے ساتھ رہ جانے والوں میں صرف حضرت علی اور حضرت ابوبکر باقی تھے۔ قریش کو خوف تھا کہ آپؐ بھی نکل جائیں گے' چنانچہ وہ دارالندوہ میں جمع ہوئے جو قصیٰ کا گھر تھا اور جب مشورے شروع ہوئے تو شیطان ایک بوڑھے شیخ کی صورت میں نمودار ہوا اور کہنے لگا بخدا میں نجد کا رہنے والا ہوں' مجھے تمہارے مشوروں کی خبر ملی' تو میں بھی آگیا۔ اور تم مجھے صائب الرائے پاؤ گے جو کبھی بیکار نہیں ثابت ہو گی۔ اس مشورہ میں یہ لوگ موجود تھے عتبہ شیبہ' ابو سفیان' طعیمہ بن عدی' جبیب بن مطعم' الحرث بن عامر نضر بن الحرث' ابو البختری بن ہشام' ربیعہ بن الاسود' حکیم بن حزام اور ابوجہل اور حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ۔ سلسلہ گفتگو اس طرح شروع ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے' یہ شخص ہے جس کی وجہ سے یہ واقعات ہوتے رہے ہیں جو سب کو معلوم ہیں مگر اب ہم کو ان کے حملے کا خوف ہے۔ اب وہ اپنے متبعین کے ذریعے سے حملہ بھی کر سکتا ہے' اس لئے سب مل کر ایک رائے پر جمع ہو جاؤ کچھ لوگوں نے یہ رائے پیش کی کہ ان کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دو اور قید خانے کا دروازہ بند کر دو اور پھر اگلے شاعروں کی سی موت کا انتظار کرو۔ اس پر نجدی بوڑھے نے کہا' اس تجویز سے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے' اگر بالفرض ان کو قید بھی کر دیا قید خانے کے باہر ان کے صحابیوں کو خبر پہنچ جائے گی اور اس وقت زیادہ

احتمال یہی ہو سکتا ہے کہ وہ تم پر حملہ کرکے ان کو تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لے جائیں گے' دوسرے شخص نے رائے پیش کی کہ ہم ان کو مکہ سے شہربدر کر دیں اور پھر جب ہماری نظروں سے دور ہو جائیں تو ہم بالکل پرواہ نہ کریں' کہیں جا پڑیں۔ اس تجویز پر نجدی شیطان نے رائے دی کہ کیا تم نے ان کی خوش کلامی اور شیریں زبانی نہیں دیکھی ہے' اگر تم نے ایسا کیا تو عرب کے کسی قبیلہ میں پہنچ جائیں گے اور اپنی میٹھی باتوں سے ان کو پرچا لیں گے اور ان سب کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ دوڑیں گے اور تم کو کچل ڈالیں گے' تمہارے سب کام تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے۔ اس پر ابوجہل نے اپنی رائے پیش کی کہ ہم ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر نوجوان جس کا نسب اونچا ہو چن لیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار دے دیں پھر سب مل کر ان پر ایک بار تلوار کے وار کریں اور قتل کر ڈالیں۔ اور جب ایسا کر گزریں گے تو ان کا خون بہا جملہ قبائل میں بٹ جائے گا۔ بنی عبدمناف کی تنہا جماعت پورے عرب قبائل سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتی اور لامحالہ لڑنے کی جگہ وہ لوگ خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔ اس پر نجدی شیطان نے کہا بس رائے تو اس مرد نے دی ہے اور ٹھیک بات یہی ہے اس رائے پر متفق ہو جانے کے بعد وہ منتشر ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ آج آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں جب رات ہو گئی اور اندھیرا چھانے لگا تو سب رسولؐ اللہ کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے اور اس وقت کے انتظار میں رہے کہ آنحضرتؐ سو جائیں تو وہ ایک دم سے حملہ کر دیں۔ آنحضرتؐ نے ان کا اجتماع دیکھا تو حضرت علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری ہری چادر اوڑھ لو اور تمہاری ذات کو کوئی ایسی بات نہیں پیش آئے گی جو تم کو ناگوار ہو اور ان کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگوں کی امانتوں اور ان کی محفوظ رکھی ہوئی اور اسی کی طرح چیزوں کو آپؐ کے بعد ادا کر دیں پھر آپؐ نے گھر سے نکلتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک لب بھر کر مٹی اٹھائی اور کافروں کے سروں پر ڈال دی' اس وقت آنجناب یہ آیتیں شروع سورہ یٰسین کی پڑھ رہے تھے۔

یسین والقران الحکیم تا فہم لا یبصرون آنحضرتؐ گھر سے باہر نکل گئے اور وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکے' پھر ان لوگوں کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے ان سے کہا کس چیز کا انتظار کر رہے ہو' تو انہوں نے کہا ہم محمدؐ کے انتظار میں ہیں اس نے کہا اللہ تمہارا ستیاناس کرے' وہ تو تمہارے اوپر سے گذر گئے اور تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب چلے گئے۔ انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرے تو واقعی سروں پر مٹی پائی۔ مگر اب بھی انہوں نے گھر کے اندر کی طرف دیکھا تو حضرت علی سو رہے تھے اور ان کے اوپر آنحضرتؐ کی ہری چادر پڑی ہوئی تھی انہوں نے سمجھا کہ خود آنحضرتؐ سو رہے ہیں' چنانچہ انہوں نے پوری رات اسی انتظار میں گذاری یہاں تک کہ صبح نمودار ہوئی اور حضرت علی بستر سے اٹھے تو اس وقت پہچانا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او**

Presented by www.ziyaraat.net/

مخرجون پھر ان لوگوں نے حضرت علیؑ سے آنحضرتؐ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، 'مجھے نہیں معلوم ہے،' مگر تم نے ان کو نکل جانے کا حکم دیا تھا' اس لئے وہ نکل گئے ہیں انہوں نے حضرت علی کو مارا اور مسجد کی طرف لے گئے ایک گھڑی قید بھی رکھا اور آخر کار چھوڑ دیا اور اللہ بزرگ و برتر نے اس طرح اپنی نبی کو ان کے مکروں سے نجات دی اور ہجرت کا حکم نازل فرمایا۔

حضرت علی نے امانتوں کی واپسی کی اور ہر اس کام کی تعمیل کی جس کا آنجنابؐ نے حکم دیا تھا۔

آپ دونوں نے عبداللہ بن ارىقط کو جو بنی الدیل بن بکر سے تھا' اجرت پر رکھا کہ راستہ بتلائے یہ شخص مشرک تھا' رسولؐ اللہ کے نکلنے کا علم حضرت ابوبکر' حضرت علی اور آل ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں تھا اور حضرت علی کو حکم یہ دیا تھا کہ وہ آپؐ کے بعد مکہ میں اس وقت تک رہیں کہ سب امانتیں امانت والوں کو پہنچ جائیں اور اس کے سوا آنحضرتؐ سے مدنیہ میں مل جائیں۔

آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر دونوں ایک ساتھ حضرت ابوبکر کے گھر کی اس دیوار کی کھڑکی سے جو پشت کی طرف تھی' نکل کھڑے ہوئے اور غار ثور کی طرف چلے۔ اور اسی کے اندر مقیم ہو گئے۔ ابوبکر اپنے لڑکے عبداللہ کو یہ حکم دے گئے تھے کہ وہ دن بھر مکہ کی خبریں سنتے رہیں اور رات میں ان دونوں کے پاس آکر اطلاع دیا کریں اور اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو یہ حکم دیا تھا کہ دن بھر بکریاں چراتے رہیں اور رات میں ان دونوں کے پاس آجایا کریں اور اسماء بنت ابوبکر کی یہ خدمت تھیں کہ وہ شام میں ان دونوں کے لئے کھانا لاتی تھیں' تین دن تک آپ دونوں اسی غار میں رہے قریش نے اعلان کیا کہ جو آنحضرتؐ کو ان کے پاس واپس لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے عبداللہ بن ابوبکر جب صبح کو ان دونوں حضرات کے پاس سے واپس ہوتے تو اپنے پیچھے بکریاں رکھتے تاکہ ان کے قدموں کے نشانات بکریوں کے کھروں سے مٹ جائیں۔ جب تین دن گزر گئے اور لوگوں میں سکون پیدا ہو گیا تو عبداللہ بن ارىقط ان دونوں کا رہبر اونٹوں کے ساتھ حاضر ہو اور آنحضرتؐ نے ایک اونٹ کو اس کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور اسی پر آنحضرتؐ نے سواری کی اور روانگی کے وقت جناب اسماء بنت ابوبکر دستر خوان لپیٹ کر زاد راہ لائیں اور اس کو ڈوری سے باندھنا بھول گئی تھیں تو اپنے نطاق کو پھاڑ ڈالا اور اس کی ایک چٹ سے ڈوری کا کام لیا اور اس سے دستر خوان کو لٹکا دیا اور اسی تاریخ سے اسماء کا نام ذات النطاقین دو کمر بند والی پڑ گیا۔ پھر دونوں حضرات اونٹوں پر سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے۔ ابوبکر نے عامر بن فہیرہ کو اپنی سواری پر بٹھا لیا کہ وہ دونوں کی خدمت کرتے چلیں' یہ سب پوری رات چلتے رہے اور دوسرے دن صبح سے ظہر کے وقت تک چلتے رہے یہاں تک کہ ایک لمبی چٹان کو دیکھا تو حضرت ابوبکر نے ایک جگہ ہموار کی تاکہ آپؐ سایہ میں آرام سے دوپہر کی نیند سو سکیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ سو گئے اور حضرت ابوبکر پہرہ دیتے ہوئے جاگتے رہے۔ جب سورج ڈھل گیا تو پھر سواریوں پر روانہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں قریش نے تلاش کے لئے ہر طرف اپنی

ٹولیاں بھیج دی تھیں کہ جو تلاش کر کے آنحضرتؐ کو لائے ان کو دیت یعنی خون بہا کی مقدار دی جائے گی چنانچہ سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی نے پیچھا کیا اور ان تک پہنچ گیا' اس وقت یہ لوگ پتھریلی زمین سے گذر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم کو تلاش کرنے والی جماعت نے پا لیا ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا** (غمزدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) پھر رسولؐ اللہ نے سراقہ کو بد دعا دی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور اس کے نیچے سے ایک دھواں سا اڑا۔ اس وقت سراقہ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمایئے تاکہ مجھے خلاصی ملے۔ اور آپ کے لئے مجھ پر حق ہو گیا ہے کہ میں تلاش کرنے والی جماعت کو آپ کی طرف آنے سے روک دوں۔ آنحضرتؐ نے دعا کی اور اس کو رہائی مل گئی پھر پلٹا اور پیچھا کرنے لگا۔ تو پھر آنحضرتؐ نے دوسری مرتبہ بد دعا دی تو پہلے سے زیادہ اس کے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے اور اس وقت سراقہ نے کہا' یہ آپ کی بد دعا کا اثر ہے آپ میرے لئے دعا فرما دیجئے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کا کام کروں گا اور تلاش کرنے والوں کو واپس کر دوں گا پھر وہ رسولؐ اللہ کے قریب ہو گیا اور عرض کی یا رسولؐ یہ میرا ترکش ہے' اس سے تیر نکال لیجئے اور میرے اونٹ فلاں جگہ ہیں ان میں سے جس کو پسند فرمائیں لے لیں' آپ نے جواب دیا' ہم کو تیرے اونٹ کی ضرورت نہیں ہے جب سراقہ آپ کے پاس سے واپس جانے لگا تو آنحضرتؐ نے سراقہ سے کہا تیرا کیا حال ہو گا' جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں پہنائیں جائیں گے' سراقہ نے تعجب سے پوچھا کیا کسریٰ بن ہرمز والی ایران کے کنگن؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہاں۔ اسی کے کنگن' پھر سراقہ پلٹ گیا اور تلاش کرنے والا جو آدمی بھی ملتا اس سے کہتا میں کافی تلاش کر چکا ہوں یہاں کوئی نہیں ہے اور اس طرح سب کو واپس کرتا چلا گیا۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں ہمارے پاس چند لوگ قریش کے آئے اور انہیں میں ابوجہل بھی تھا اور ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے جواب دیا میں نہیں جانتی ہوں تو ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے گال پر ایک طمانچہ ایسا مارا جس سے میرے کان کی بالی گر گئی' یہ شخص بے حیا اور خبیث طبعیت تھا اور پھر ہم لوگ اس لاعلمی میں عرصے تک پڑے رہے کہ ہم کو نہیں معلوم تھا کہ آپؐ کہاں تشریف لے گئے ہیں' یہاں تک کہ ایک جن مکہ کے نیچے کے حصے سے آیا اور لوگ اس کے پیچھے ہو لئے' اس طرح کہ اس کی آواز سنتے تھے اور اس شخص کو نہیں دیکھتے تھے اور وہ مندرجہ ذیل اشعار کہتا تھا

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ　　رفیقین حلا ختمی ام معبد

انسانوں کا پالنے والا سب سے اچھا صلہ ان دو ساتھیوں کو دے جو ام معبد کے دو ڈیرے دن میں اترے ہیں۔

هما نزلا بالهدی و اغتدیا بہ　　و افلح من امسی رفیق محمد

Presented by www.ziyaraat.net/

وہ دونوں ہدایت لے کر اترے اور اسی کے ساتھ صبح کی اور فلاح میں پایا گیا ہر وہ شخص جو محمد کا رفیق بن گیا۔

فیا لقصی ما زوی اللہ عنکم ۔۔۔ بہ من فعال لا تجاری و سودد

پس کیا ہی شان قصیٰ والوں کی ہے نہیں روکے تم سے اللہ نے آنحضرتؐ کی وجہ سے بڑے بڑے کارنامے اور بڑی سرداری جن کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم ۔۔۔ و مقعد ھا للمومنین بمر صد

مبارک ہوں بنی کعب کو بلند مکان کنواریاں اور ان کو مومنین کے انتظار میں راہ میں کے لئے بیٹھنا۔

اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ ہم نے یہ کلام سنا تو پہچانا کہ آنحضرتؐ کا سفر مدینہ کی طرف ہوا ہے اور انجام کار ان دونوں کی رہنمائی کرتا ہوا' رہبر قباء میں پہنچا اور وہاں آنحضرتؐ بنی عمرو بن عوف کے قبیلے میں بارہویں تاریخ دو شنبہ کے دن اس وقت پہنچے جبکہ آفتاب سر پر پہنچنے کے قریب تھا اور آنحضرتؐ کلثوم بن الہدم کے مہمان ہوئے۔ جو عمرو بن عوف کے بھائی تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آنحضرتؐ سعد بن خیثمہ کے یہاں اترے تھے' آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے جو غیر شادی شدہ (یا ان کے ساتھ ان کی بیبیاں نہیں تھیں) وہ سب یہیں ٹھہرتے کیونکہ وہ خود بھی بے شادی شدہ تھے اور اسی مناسبت سے ان کا گھر بیت العراب یعنی بے بیاہوں کا گھر مشہور ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکر مقام سخ میں خبیب بن اساف کے یہاں اترے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خارجہ بن زید جو بنی الحارث بن الخزرج کے بھائی تھے ان کے یہاں اترے تھے۔ حضرت علی جب ان احکام کی تعمیل سے فارغ ہو چکے جن کا حکم آنحضرتؐ نے دیا تھا تو انہوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اثنائے سفر میں رات میں چلتے تھے اور دن میں چھپے رہتے تھے جب وہ مدینہ پہنچے تو پیروں میں شگاف پڑ گئے تھے' چنانچہ جب رسولؐ اللہ نے ان کو اپنے پاس بلایا تو عرض کیا گیا کہ وہ پیروں میں زخموں کی وجہ سے چلنے کے قابل نہیں ہیں تو خود حضرت رسالت مآبؐ آپ کے پاس تشریف لے گئے اور گلے لگا لیا اور آپ کے پیروں کے ورم کو دیکھ کر ازراہ شفقت و رحم رو دیئے' پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ پر اپنا تھوک رکھا اور آپ کے قدموں پر مل دیا' اس دن کے بعد سے تا شہادت حضرت علی کو کبھی پیروں کی شکایت نہیں ہوئی۔ حضرت علی مدینے میں ایک ایسی عورت کے یہاں اترے جس کا شوہر نہیں تھا وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک شخص رات میں اس عورت کے پاس آ کر کوئی چیز دے جاتا ہے آپؐ کو اس سے اس عورت کے بارے میں شک پیدا ہوا تو اس عورت سے اس مرد کے متعلق پوچھا' اس نے کہا یہ آنے والا مرد سہل بن حنیف ہیں' ان کو جب یہ علم ہوا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا شوہر نہیں ہے تو وہ اپنی قوم کے بتوں کو توڑتے ہیں اور لکڑی کا کباڑ لادے ہوئے آتے ہیں اور مجھے دے جاتے ہیں۔ کہ اس ایندھن کو جلایا کرو' حضرت علیؑ سہل کے اس قصے کا ذکر

ان کی موت کے بعد بھی لوگوں سے کیا کرتے تھے۔ (امل جلد ا ص۱۵۹ سطر۳)

اسلام کی پہلی مسجد

رسول اللہ کا قیام قبا میں پیر' منگل' بدھ اور جمعرات چار دن رہا۔ آپؐ نے وہاں مسجد بنائی' پھر جمعہ کے دن وہاں سے روانہ ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؐ کا قیام قبا میں زیادہ دنوں رہا واللہ اعلم بالصواب رسول اللہ کو پہلا جمعہ بنی سالم بن عوف کے (مقام پر) ملا اور یہیں اس مسجد میں جو وادی کے بیچ میں تھی' آپ نے نماز جمعہ پڑھائی اور یہی پہلا جمعہ تھا جو آنحضرتؐ نے مدینہ میں پڑھا۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کی پیدائش دو شنبہ کے دن ہوئی' نبی بھی دو شنبہ کے دن بنائے گئے اور حجر اسود کو اس کی جگہ تک دو شنبہ ہی کے دن بلند کیا اور نصب فرمایا۔ دو شنبہ کے دن مکہ سے ہجرت فرمائی اور دو شنبہ ہی کے دن آپ کی وفات بھی ہوئی۔

مکہ بعد بعثت

مکہ معظمہ میں وحی کے بعد آنحضرتؐ کا قیام کتنے سال رہا۔ اس میں علماء میں اختلاف ہے۔ انس اور عبداللہ بن عباس کہتے ہیں اور حضرت عائشہؓ بھی کہتی ہیں کہ آنحضرتؐ کا قیام مکہ میں دس سال رہا اور ان صحابیوں کی طرح تابعین کے طبقوں میں ابن مسیب اور حسن اور عمرو بن دینار بھی یہی کہتے ہیں اور تیرہ سال بھی کہے جاتے ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس (ابی حمزہ اور عکرمہ کی روایت ہے دونوں روایتوں کی تطبیق اس طرح کی جائے گی) شاید جن لوگوں نے دس سال قیام بتایا ہے تو اس سے ان کا منشا وہ زمانہ مراد ہے جب سے اظہار اور اعلان شروع ہوا تھا' اس لئے کہ اعلان سے قبل آسانی کا زمانہ تھا اور تیرہ سال قیام کی تائید میں صرمہ بن انس انصاری کا یہ شعر ہے۔

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجتہ ۔۔۔ یذکر لو یلقی صدیقا" و اسیا

آنحضرتؐ قریش میں دس سال سے زیادہ رہے۔ مگر اسی وقت خدا کی یاد دلاتے تھے جب کسی موافق دوست سے ملتے تھے۔

اس شعر سے یہی واضح ہوا کہ آپؐ کا قیام مکہ میں تیرہ سال رہا ہے اس دلیل سے کہ دس پر زیادتی کی ہے بضع عشرہ کے لفظ سے چار سے پانچ چھ سات آٹھ سال مراد نہیں لے جا سکتے ہیں کیونکہ خمس عشرہ وغیر اعداد میں وزن صحیح ہے تو شاعر کو خمس عشرہ کہنا چاہئے تھا اور ایسی حالت میں بضع کا لفظ جو متعدد معانی پر

Presented by www.ziyaraat.net/

یہ حدیث اگرچہ بڑی غریب ہے تاہم ترمذی نے اسے دوسری اسناد کے علاوہ بطور خاص ابی عمار حسین بن حریث، فضل بن موسیٰ، عیسی بن عبید، غیلان بن عبداللہ عامری، ابی زرعہ بن عمرو بن جریر اور جریر کے حوالے سے باب مناقب میں پیش کرتے ہوئے اگرچہ حدیث غریب ہی بتایا ہے، البتہ ابو عمار کی سند کی بنا پر اسے حدیث فضل میں شمار کیا ہے۔

میری رائے میں غیلان بن عبداللہ عامری نے اس حدیث کو ابن حبان کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے اسے احادیث ثقات میں ضرور شمار کیا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اسی نے ہجرت کے بارے میں اس حدیث کو ابی زرعہ کے حوالے سے حدیث منکر کیوں بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کفار سے لڑائی کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ----- الخ

پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت کے ساتھ ان لوگوں کو جو کفار سے جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کرتے ہوئے زندہ بچ گئے تھے ان لوگوں کے پاس جو اسلام کے بارے میں آپ کی حمایت کر رہے تھے، یعنی انصار کے پاس جانے کی اجازت بھی مل گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کے مسلمانوں کے علاوہ مکے کے دوسرے مسلمانوں کو بھی مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دے کر فرمایا کہ وہ انصار مدینہ کے ساتھ بھائیوں کی طرح مل جل کر رہیں تاکہ انہیں وہاں بھائیوں ہی جیسے حقوق حاصل ہو جائیں۔ بہرکیف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جن قریش اور بنی مخزوم کے لوگوں میں جس شخص نے سب سے پہلے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی وہ ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ انہوں نے بیعت عقبہ ثانیہ سے بھی پہلے مدینے ہجرت کی تھی کیونکہ وہ حبشہ کو ہجرت کے بعد جب وہاں سے مکہ واپس آئے اور مشرکین قریش انہیں اذیت دینے سے باز نہ آئے تو انہوں نے یہ سن کر کہ انصار مدینہ مسلمانوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کر رہے ہیں مدینے کو ہجرت کر گئے تھے۔

ابن اسحٰق بیان فرماتے ہیں کہ انہیں ان کے والد بزرگوار نے سلمہ بن عمر ابی سلمہ اور آخر الذکر کی دادی کے حوالے سے بتایا جو کہتی ہیں کہ "جب ابو سلمہ نے مکے سے مدینے کے لئے سامان سفر کر لیا تو اپنے اونٹ کو بٹھا کر مجھے پر بٹھایا اور میرے ساتھ میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی سوار کر دیا اور خود اس کی مہار پکڑ کر آگے آگے چلنے لگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بنی مغیرہ کے کچھ لوگوں نے انہیں روک کر کہا: اس بوڑھی عورت اور اس لڑکے کو اس اونٹ پر بٹھا کر کس کس شہر کی سیر کرانے لے جا رہے ہو؟ تم ہمیں دھوکہ دے کر چل تو دیئے ہو مگر ہم تمہیں یہ مال سمیٹ کر یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہیں جانے دیں گے۔" یہ کہہ کر انہوں نے مجھے اونٹ سے اتار لیا۔ پھر بولے: "یہ لڑکا بھی ہمارا ہی ہے ہم اسے بھی نہیں

چھوڑیں گے۔" یہ کہہ کر انہوں نے میرے بیٹے کو بھی اونٹ سے اتار لیا اور اونٹ کی مہار ابو سلمہ کے ہاتھ سے چھین کر اسے ایک طرف ہانکنے لگے لیکن اسی وقت بنی اسد کے کچھ لوگ وہاں آ گئے اور ان کے ساتھ بنی سلمہ کے لوگ بھی تھے وہ بنی مغیرہ کے لوگوں سے تکرار کرنے لگے تو انہوں نے ابو سلمہ اور اونٹ کو تو چھوڑ دیا لیکن مجھے اور میرے بیٹے کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ میرے خاوند تنہا ہی مدینے کی جانب روانہ ہو گئے۔ اسی طرح میں اور سلمہ ان ظالموں کی قید میں تنہا رہ گئے۔ اس حالت میں ایک عرصہ گزر گیا تو ایک روز وہاں جہاں ہمیں بنی مغیرہ نے قید کر رکھا تھا میرے چچا کے بیٹوں میں سے ایک کا بنی مغیرہ کی طرف سے گذر ہوا تو وہ مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو ان کی قید میں دیکھ کر بولا: "بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے اس غریب دکھیا کو اس کے خاوند سے اور اس لڑکے کو اس کے باپ سے بے قصور جدا کر رکھا ہے۔" ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں اس تمام عرصے میں برابر روتی رہی تھی۔ بہرحال بنی مغیرہ کو مجھ پر شاید کچھ ترس آ گیا تو وہ بولے: "تو جہاں چاہے جا سکتی ہے۔" لیکن اسی وقت بنی اسد کے کچھ اور لوگ بھی وہاں آ گئے اور انہوں نے بنی مغیرہ سے کہہ سن کر مجھے اونٹ پر سوار کرایا اور میرے بیٹے کو بھی میرے ساتھ بٹھا دیا۔ چنانچہ ہم دونوں وہاں سے تن تنہا روانہ ہوئے تو ہمیں راستے میں خلق خدا میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جو ہماری کچھ مدد کرتا۔ اس طرح کافی دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمیں تنعیم جو پہلے شخص ملے وہ عثمان بن ابی طلحہ بنی عبدالدار کے بھائی تھے۔ وہ ہمیں دیکھ کر بولے: "ابی امیہ کی بیٹی کہاں کا ارادہ ہے؟" میں نے جواب دیا: "میں اپنے شوہر کے پاس مدینے جا رہی ہوں۔" یہ سن کر وہ بولے: "اور تمہارے ساتھ کوئی نہیں ہے؟" میں نے جواب دیا: میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے یا میرا صغیر سن بیٹا ہے۔ میری زبان سے یہ سن کر وہ بولنے: بہرحال میں اس طرح تو تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آگے آگے چلنے لگے۔ اس طرح وہ منزل بمنزل چلتے رہے۔ جب شام ہو جاتی تو وہ مجھے کسی درخت کے نیچے بٹھا کر اونٹ کی مہار اسی درخت کی کسی شاخ سے باندھ دیتے اور ہم سے دور ہٹ کر ہمارے لئے کھانا تیار کرنے لگتے۔ پھر جب صبح ہو جاتی تو وہ اسی طرح ہمارے اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چل پڑتے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس شخص سے زیادہ پورے عرب میں کوئی نیک اور رحم دل آدمی نہیں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے بیان کیا: اسی طرح وہ ہمیں مدینے تک لے گئے لیکن جب ہم لوگ قبا کے نزدیک بنی عمرو بن عوف کی بستی میں پہنچے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے خاوند یہاں ہیں؟ مجھے اس کا علم نہیں تھا لیکن اتفاق سے وہ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ مجھے اور میرے بیٹے کو ان کے سپرد کر کے خود مکے کی طرف لوٹ گئے۔ یہ واقعہ بیان کر کے ام سلمہ عثمان بن طلحہ کو حد سے زیادہ تعریف و توصیف کے ساتھ کہی ہیں: مجھے نہیں معلوم ہوا کہ اہل عرب کے کسی گھرانے پر اس سے زیادہ کبھی پہلے کوئی مصیبت پڑی ہو۔

Presented by www.ziyaraat.net/

ابن اسحٰق بتاتے ہیں کہ یہ شخص عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ العبدی صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے خالد بن ولید کے ساتھ مکے سے مدینے کو ہجرت کی تھی۔ ان کے والد اور بھائی حارث، کلاب اور مسافع احد کی جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کے چچا بنی شیبہ کے والد شیبہ سے کعبے کی کنجیاں طلب فرماتے ہوئے ان سے اسی نرم لہجے میں گفتگو فرمائی تھی جیسے آپ دوسروں سے اور خود ان سے زمانہ جاہلیت میں فرمایا کرتے تھے اور ان سے وہی کہا تھا جو مندرجہ ذیل آیت قرآنی میں مذکور ہے: **ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا**

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ابی سلمہ کے بعد ہجرت میں پہل کرنے والی بنی عدی کے حلیف عامر بن ربیعہ تھے جنہوں نے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ عدویہ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ ان کے بعد بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف عبداللہ بن جحش بن رہاب بن یعمر بن صبرہ ابن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ نے اپنے اہل خانہ اور اپنے بھائی عبد ابی احمد کے ہمراہ ہجرت کی۔ ابن اسحٰق بتاتے ہیں کہ عبد کو ثمامہ بھی کہا جاتا تھا لیکن سہیلی کے بقول ان کا اصلی نام عبد ہی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ابو احمد کی نظر بہت کمزور تھی لیکن اس کے باوجود وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے نشیبی اور بلندی کے جملہ حصے کسی قائد کے بغیر طے کر لیتے تھے اور وہ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کی مدد کے لئے ان کے پاس فارعہ بنت ابی سفیان رہا کرتی تھیں نیز یہ کہ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

اس کے بعد ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ، عامر بن ربیعہ اور بنی جحش قبا پہنچ کر مبشر بن عبد المنذر کے پاس ٹھہرے تھے۔ ان کے بعد جملہ اہل اسلام یکے بعد دیگرے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کرتے گئے جن میں اکثریت بنی غنم بن دودان کے قبیلے کے مردوں اور عورتوں کی تھی۔ اس دوسرے گروہ کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد، عکاشہ بن محصن، وہب کے دونوں بیٹے شجاع اور عقبہ، اربد بن جمیرہ، منقذ بن نباتہ، سعید بن رقیش، محرز بن نضلہ، زید بن رقیش، قیس بن جابر، عمرو بن محصن، مالک بن عمرو، صفوان بن عمرو، ثقف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم، زبیر بن عبیدہ، تمام بن عبیدہ، سنجرہ بن عبیدہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش۔

مندرجہ بالا حضرات کے ساتھ جو خواتین تھیں ان کے نام یہ ہیں۔

زینب بنت جحش، حمنہ بنت جحش، ام حبیب بنت جحش، جدامہ بنت جندل، ام قیس بنت محصن، ام حبیب بنت ثمامہ، آمنہ بنت رقیش اور سنجرہ بنت تمیم۔

ابن اسحٰق کے بقول ابو احمد بن جحش نے جو اس قافلے کے ہمراہ مکے سے مدینے ہجرت کر گئے تھے اس ہجرت

کے بارے میں بڑے گراں قدر اشعار بھی کہے تھے۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق مذکورہ بالا کاروان مہاجرین کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ مکے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے نافع نے عبداللہ بن عمر اور ان کے والد حضرت عمرؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ جب وہ اور عیاش مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے پیچھے پیچھے ہشام بن عاص بھی چلے تو انہوں نے عیاش سے کہا کہ وہ شاید اس روز تناضب نہ پہنچ سکیں گے لیکن ہشام تناضب میں رک گئے اور ہم آگے بڑھ گئے اور مدینے جا پہنچے۔ حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ اور عیاش مدینے پہنچے تو انہوں نے پہلے قبا میں عمرو بن عوف کے ہاں قیام کیا۔

حضرت عمرؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ان کے مدینے پہنچنے سے قبل ابوجہل اور حارث بن ہشام وہاں گئے اور لوگوں کو حد سے زیادہ ورغلانے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں سے ناکام لوٹے تھے حتیٰ کہ اس کے کچھ ہی عرصے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی مکے سے ہجرت فرما کر مدینے پہنچ گئے تھے۔ اس سے قبل ہم مکے میں اہل فتن سے برابر کہتے رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ اگر وہ فتنہ پردازی سے باز نہ آئے قبول نہیں فرمائے گا۔ چنانچہ حضور اکرم کے مدینے پہنچنے کے بعد آپؐ پر ایک آیت نازل فرما کر اس کی تصدیق فرما دی۔ وہ آیت یہ ہے:

قل یا عبادی الذین اسر فو اعلی انفسھم لا تقنطو امن رحمتہ اللہ ----- الخ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس قرآنی آیت کو لکھ کر ہشام بن عاص کے پاس بھیج دیا تھا۔ جن کا بیان ہے کہ پہلے تو وہ اس آیت کا مفہوم سمجھے ہی نہ تھے لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی تفہیم کے لئے دعا کی تو اس نے اپنے کرم سے انہیں اس کا مفہوم ان کا دل اس طرف متوجہ فرما کر سمجھا دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مدینے آ گئے۔

بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابو الولید اور شعبہ نے بیان کیا۔ نیز ابو اسحاق نے بتایا کہ انہوں نے براء سے سنا جو کہتے ہیں کہ ان سے قبل ہجرت کرنے والے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم تھے۔ اس کے بعد عمارؓ و بلالؓ نے ہجرت کی اور یہ دونوں دوسرے لوگوں کو بھی بلاتے جاتے تھے۔

بخاریؒ مزید کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن بشار، منذر اور شعبہ نے ابی اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر نے البراء بن عازب سے سنا کہ ان سے قبل مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم نے ہجرت کی جو دوسرے لوگوں کو بھی اس کے لئے بلاتے جاتے تھے، اس کے بعد بلال و سعید اور عمار بن یاسر مکے سے روانہ ہوئے۔ پھر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس صحابہ کے ہمراہ ہجرت کی اور سب کے آخر میں حضرت علیؑ کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ آپؐ کی تشریف آوری سے سب سے زیادہ خوش ہوئے حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی آپ آمد پر خوشی کے گیت گانے لگیں اور سورہ شریفہ **سبح اسم رب الا علی** الخ پوری پڑھی جانے لگی۔

مسلمؒ نے اپنی صحیح میں قریب قریب یہی بیان کیا ہے لیکن اس روایت میں ابی اسحٰق' البراء بن عازب کے حوالے سے اسرائیل کے اس قول کا اضافہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ سے قبل سعد بن ابی وقاص بھی مکے سے مدینے ہجرت کر چکے تھے۔ تاہم موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے کہتے ہیں کہ آخر الذکر کے خیال میں سعد بن ابی وقاص نے آپؐ کے بعد ہجرت کی تھی۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ مدینے پہنچے تو ان کے ہمراہ ان کے اہل و عیال ان کے بھائی زیدؓ بن خطاب' سراقہ بن معمر کے دونوں بیٹے عمرو (عبداللہ) حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہ کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی اور ان کے چچا زاد بھائی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی' خولی بن ابی خولی' مالک بن ابی خولی اور بنی عجل و بنی کبیر میں سے ان کے حلیف ایاس و خالد اور عاقل و عامر نیز بنی سعد بن لیث کی طرف سے ان کے کچھ حلیف تھے جو مدینے پہنچ کر سب کے سب بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں سے رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس قبا میں ٹھہرے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان کے بعد جن لوگوں نے مکے سے ہجرت کی ان میں سے طلحہ بن عبیداللہ اور صہیب بن سنان' حارث بن خزرج کے بھائی خبیب بن اساف کے پاس ٹھہرے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طلحہ اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے تھے۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ انہیں ابی عثمان نہدی کے ذریعے معلوم ہوا کہ جب صہیب نے ہجرت کا ارادہ کیا تو قریش ان سے بولے کہ کیا وہ حقیر ہونا چاہتے ہیں جبکہ ان کے لئے مکہ میں مال و دولت کی کمی نہیں ہے اور یہ کہ وہ انہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتے۔ اس پر صہیبؓ بولے کہ اگر وہ اپنا سارا مال اور سامان مکے میں چھوڑ جائیں تب وہ انہیں جانے کی اجازت دے دیں گے۔ اس پر قریش رضا مند ہو گئے اور صہیبؓ نے خالی ہاتھ مکے سے ہجرت کی ٹھان لی۔ اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: صہیبؓ کو لوٹا جا رہا ہے' صہیبؓ کو لوٹا جا رہا ہے۔ اس سے قبل آپؐ فرما چکے تھے: میں تمہارے لئے ہجرت کے دو سرسبز مقام دیکھ رہا ہوں وہ ہجر ہو سکتا ہے یا یثرب۔

رسولؐ اللہ کی بنفس نفیس ہجرت کے اسباب

البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۱۷ سطر ۴

اللہ جل شانہ' نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے یہ آیہ شریفہ نازل فرمائی۔

و قل رب اد خلنی مد خل صد ق ------ الخ

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی ہدایت فرما کر اور اس طرح آپ کی ہمت میں اضافہ فرما کر آپؐ کو احباب و انصار کے ساتھ مدینہ نبویہ کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور اسے آپ کا پر سکون مکان قرار دے کر وہاں کے باشندوں کو بھی اپنی رحمت سے آپؐ کا انصار و جاں نثار بنا دیا۔

احمد بن حنبل اور عثمان بن ابی شیبہ جریر' قابوس میں ابی ظبیان اور آخر الذکر کے والد کے حوالے سے ابن عباس کی بیان کردہ یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مکے میں ہجرت کا حکم دے کر مندرجہ بالا آیت قرآنی نازل فرمائی تو قتادہ نے اس آیت کے الفاظ **اد خلنی مد خل صد ق** کے بعد المدنیہ اور **اخرجنی مخرج صدق** کے بعد **الھجرۃ من مکہ** کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ آخر میں **و اجعل لی من ارنک سلطانا نصیرا** کی دعا کے ساتھ احکام الٰہی کی حدود میں رہتے ہوئے فرائض شریعہ کی بجا آوری کی بھی دعا کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے اپنے اصحاب کی ہجرت کے بعد یقیناً وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ہجرت کی اجازت کے منتظر تھے کیونکہ آپ چاہتے تھے کہ آپؐ کی ہجرت کے بعد مکے میں آپؐ کے باقی ماندہ صحابہ کے لئے کوئی رکاوٹ یا فتنہ نہ پیدا کریں۔ تاہم اس وقت تک یعنی آخر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے سوا آپ کے ساتھ کوئی ایسا مسلمان نہ تھا جو وہاں سے مدینے کو ہجرت نہ کر گیا ہو۔ دوسری طرف مشرکین قریش نے یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ اصحاب مذکورہ دو حضرات کے علاوہ مکے سے مدینے پہنچ کر نہ صرف آرام سے رہ رہے ہیں بلکہ وہاں آپؐ کے معاونین و انصار کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کی ہجرت میں زیادہ سے زیادہ رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے تاکہ کہیں آپ وہاں پہنچ کر ان کے خلاف کوئی مضبوط محاذ قائم نہ فرما سکیں۔ انہیں پہلے ہی اندیشہ تھا کہ جو مسلمان مدینے جا چکے ہیں وہ وہاں جمع ہو کر ان کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس خوف کی وجہ سے وہ ایک روز دار الندوہ میں جو در حقیقت قصیٰ بن کلاب کا مکان تھا مشورے کے لئے جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں باہم مشورہ کر سکیں۔ اس طرح اجتماعی امور کے متعلق وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرنا قریش کا معمول تھا۔

ابن اسحٰق مزید بیان کرتے ہیں کہ جب قریش نے اس سلسلے میں باہم مشورے کا پختہ ارادہ کر لیا تو وہ جمع ہو کر دار الندوہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ دروازے پر ایک باریش بزرگ کھڑا ہے یہ دیکھ کر ان میں سے کسی نے پوچھا: بزرگوار آپ کون ہیں؟ وہ شخص بولا: میں ایک نجدی شیخ ہوں۔ ویسے یہ شخص اس شکل و شمائل اور لباس میں دراصل شیطان تھا۔ قریش کی اس محفل مشاورت میں شامل ہونے

Presented by www.ziyaraat.net/

وہاں آیا تھا۔ مگر قریش نے اسے نجدی شیخ ہی سمجھ کر اندر بلایا کہ شاید یہ عمر رسیدہ شخص کوئی بہتر مشورہ دے سکے۔ اس کے بعد جب ان کی مجلس مشاورت شروع ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت سے روکنے کے بارے میں مختلف مشورے دینے لگے۔ ایک شخص نے مشورہ دیا کہ آپؐ کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا جائے۔ یہ سن کر کوئی دوسرا شخص بولا کہ: اس طرح ہم کتنے لوگوں کو اب تک ہجرت سے روک سکے ہیں؟ اس شخص کی زبان سے اہل مجلس شرمندہ ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ آخر ان سب نے شیطان لعین سے جو نجدی شیخ کے بھیس میں وہاں بیٹھا تھا پوچھا: یا شیخ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ شیطان نے کہا: اگر آپ لوگوں نے انہیں قید میں ڈال دیا تو وہ لوگ جو ان سے قبل ہجرت کر چکے ہیں جمع ہو کر آپ لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور دوسرے قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر اس بے سبب قید پر بطور احتجاج آپ پر چڑھ دوڑیں گے۔ شیطان نے کہا یہ اس سے بھی برا ہو گا کیونکہ جو شخص انہیں قتل کرے گا اسے عربوں کے قانون کے مطابق بطور قصاص قتل کر دیا جائے گا تو اس طرح تم میں سے ایک باہمت بہادر شخص کی جان ضرور جائے گی' اس لئے انہیں قتل کرو تو اس طرح کہ تم لوگوں میں سے کسی ایک پر الزام نہ آئے۔ شیطان کی زبان سے یہ سن کر اہل مجلس نے یک زبان ہو کر اس سے پوچھا: پھر آپ کا مشورہ اس بارے میں کیا ہے؟ شیطان نے یہ سن کر یقیناً اطمینان کا سانس لیا' پھر بولا: اگر آپ میرا مشورہ مانیں تو وہ یہ ہے کہ جملہ قبائل قریش میں سے ایک ایک آدمی چنا جائے اور وہ سب کے سب بیک وقت ننگی تلواریں لے کر ان کی قیام گاہ پر رات کے وقت خاموشی سے پہنچیں اور ہر شخص ان پر سوتے میں وار کرے تو کوئی بھی انفرادی طور پر قتل کا مجرم نہیں سمجھا جائے گا اور اس طرح بنی عبد مناف اکٹھے ہو کر بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ یہ سن کر سب سے زیادہ ابوجہل بن ہشام تو ظلم و شقاوت اور مکر و فریب میں شیطان سے بھی چار قدم آگے تھا خوش ہوا اور اس نے شیطان ملعون کے اس مشورے کی سب سے زیادہ تعریف کی۔ چنانچہ اتفاق رائے سے وہی فیصلہ کیا گیا جس کا مشورہ ابلیس نے دیا تھا۔

یہ مستند روایت ان متعدد دوسری ثقہ روایات پر مبنی ہے جن کے راوی قریش ہی کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے مذکورہ بالا مجلس مشاورت میں شرکت کی تھی لیک بعد میں فردا" فردا" آنحضرتؐ کے نبی برحق ہونے پر ایمان لے آئے تھے۔

ابن اسحٰق ان روایات سے استناد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ادھر قریش میں اس مشورے پر اتفاق رائے ہوا ادھر حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دے کر عرض کیا کہ آپ اس شب کو اپنے بستر پر نہ سوئیں اور وہ چادر بھی نہ اوڑھیں جو آپؐ حسب معمول رات کو سوتے وقت اوڑھا کرتے تھے بلکہ اپنے بستر پر وہی چادر اوڑھا کر کسی اور کو سلا دیں۔ چنانچہ آپ نے

اجازت مرحمت فرمائی۔

رسولؐ اللہ کی بہ نفس نفیس ہجرت

یہ تاریخ اسلامی کا سب سے پہلا واقعہ ہے جس کے بالکل صحیح ہونے پر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق رائے کا اظہار فرمایا اور جس کا سیرت حضرت عمرؓ میں مفصل ذکر آیا ہے۔

بخاری فرماتے ہیں کہ ان سے یکے بعد دیگرے بالترتیب مطر بن فضل' روح ہشام اور عکرمہ نے ابن عباس کے حوالے سے مندرجہ ذیل روایات بیان کی

ابن عباس فرماتے ہیں۔

"بوقت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال تھی' مکے میں تیرہ سال تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی' اس کے بعد آپؐ نے وہاں سے مدینے کو ہجرت فرمائی اور آپ وہاں بحالت ہجرت دس سال تشریف فرما رہے اور جب آپؐ نے وفات پائی اس وقت آپؐ کا سن شریف تریسٹھ سال تھا"۔

"جب آپؐ نے ہجرت فرمائی اس وقت آپؐ کی بعثت کو تیرہ سال گزر چکے تھے اور مہینہ ربیع الاول کا تھا"۔

امام احمد ابن عباسؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:۔

"آپؐ کی ہجرت کا روز روز دو شنبہ تھا' آپ کی ولادت با سعادت کا دن بھی دو شنبہ آپؐ کی بعثت کا دن بھی دو شنبہ' آپؐ کی مکے سے مدینے کو ہجرت کا دن بھی دو شنبہ' آپؐ کے مدینے میں داخل ہونے کا دن بھی دو شنبہ اور آپ کا یوم وفات بھی دو شنبہ ہی تھا"۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ اس سے قبل (جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے لیے اجازت طلب کیا کرتے تھے تو آپ کا ارشاد ہوتا "جلدی نہ کرو' اللہ تعالٰی تمہارے لیے بھی کوئی ساتھی فراہم کر دے گا"۔ (ترجمہ) تو وہ یہ سوچ کر خوش ہو جایا کرتے تھے کہ وہ ساتھی حضور نبی کریمؐ خود ہی ہوں گے۔ چنانچہ آخر کار وہ وقت آ پہنچا تو انہوں نے دو سواریاں (اونٹ) خریدیں اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لا کر ان کے لیے چارہ وغیرہ کا الگ الگ کافی سامان کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ وہ اونٹ سو سو درہم کے خریدے گئے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے متعدد لوگوں نے عروہ بن زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بیان کیا کہ ہجرت سے کچھ پہلے آنحضرتؐ ان کے یعنی حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر یا تو صبح کے وقت منہ اندھیرے یا پھر رات گئے تشریف لایا کرتے تھے اور روز ہجرت بھی جب آپ تشریف لائے تو صبح صادق سے

Presented by www.ziyaraat.net/

قبل کافی اندھیرا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اس وقت آپؐ کی تشریف آوری پر جب معلوم ہوا کہ اسی روز ہجرت کرنی ہے تو ان کے والد ابوبکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "اس وقت" تو آپؐ نے فرمایا "ہاں اس وقت"۔ حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں کہ میرے والد نے آپؐ سے میرے اور میری بہن اسماءؓ کے بارے میں جو اس وقت آپؐ کے حکم پر وہاں سے ہٹ گئی تھیں پوچھا۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری ان دو بیٹیوں کا کیا ہو گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت صرف آپؐ کو ملی ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ سن کر ابوبکرؓ نے آپؐ سے پوچھا "اور آپؐ کا ساتھی' یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سوال کے جواب میں آپؐ نے ابوبکرؓ کو اپنا ساتھی بنایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد گرامی سن کر ان کے والد یعنی ابوبکرؓ اتنے خوش ہوئے کہ اس سے قبل انہوں نے انہیں اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس وقت وہ اس قدر مسرور تھے کہ انتہائے مسرت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ بہرکیف جب ابوبکرؓ کو معلوم ہوا کہ اسی وقت مکے سے روانہ ہونا ہے تو انہوں نے آپؐ سے ان دونوں سواریوں کو جو ان کے گھر بندھی رہا کرتی تھیں آگے لے جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ارقد کو اس کام کے لیے اجرت پر لے لیا جائے۔

ابن ہشام کے بقول عبداللہ بن ارقد مسلمان ہونے سے قبل عبداللہ بن اریقط کے نام سے مشہور تھے اور اجرت پر ساربانی کا کام کیا کرتے تھے اور ان کا تعلق قبیلہ بنی دل بن بکر سے تھا اور وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے' ان کی والدہ بنی سہم بن عمرو کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن ارقد کو بلا کر دونوں سواریاں مکے سے باہر لے جانے کے لیے کہا اور ان کا چارہ اور پانی اور اپنا سامان وغیرہ بھی ساتھ کر دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت آپؐ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ' ان کی اولاد اور حضرت علیؑ کے سوا مکے میں کوئی مسلمان باقی نہیں تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ان امانتوں کے علاوہ جو آپؐ نے مکے کے مختلف لوگوں کو واپس کرنے کے لیے ان کے سپرد کی تھیں اور کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کے مشرکین کے ہاتھوں چھن جانے کا خوف ہوتا انہیں بھی آپؐ نے اپنے پیچھے مکے میں صرف اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ آپؐ کے پاس امانتہ" رکھی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس دے سکیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر ہجرت کے ارادے سے پہنچے اور اس کا سامان مکمل ہو گیا تو وہ آپ کو لے کر اپنے مکان کے عقبی دروازے سے مکے کے بیرونی

حصے کی طرف روانہ ہوئے۔

ابونعیم ابراہیم بن سعد کی زبانی محمد بن اسحٰق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی راہ میں ہجرت کے لیے مکے سے روانہ ہوئے تو آپؐ کی منزل مقصود مدینہ ہی تھی اور آپؐ کی زبان مبارک پر مندرجہ ذیل کلمات تھے۔

"یا اللہ تو نے مجھے پیدا کیا ہے' تیرے سوا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے میں ہول دنیا' زمانے کے حادثات اور دن رات کی تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لیے تیری حکم سے تیری راہ میں ہجرت کر رہا ہوں' تو اس سفر میں میرے ساتھ رہنا مجھے میرے اہل و عیال میں پہنچا دے' میرے رزق میں برکت دے' مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔ مجھے اسی نیکی پر قائم رکھ جس پر تو نے مجھے پیدا کیا ہے' میں صرف تجھ ہی کو چاہتا ہوں' تو بھی مجھے محبوب رکھ۔ تو اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دیتا' تو مظلوموں کا رب ہے' میرا رب بھی تو ہی ہے میں تیرے نور عظیم و کریم کی پناہ چاہتا ہوں جس سے زمین و آسمان روشن ہیں اور جس سے اندھیروں کا پردہ چاک ہوا ہے' میرے لیے جملہ امور اول و آخر کو درست بنا دے تاکہ تیرے کرم سے میری تکالیف دور ہو جائیں' میں زوال نعمت سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیرے غضب سے ڈرتا ہوں اور حوادث عالم سے تیری پناہ چاہتا ہوں تاکہ میں انہیں برداشت کر سکوں' مجھ سے جو کچھ ہو سکا وہ بھی تیرے ہی کرم سے ہو سکا' جو زور و قوت کسی کو حاصل ہے وہ تیرے ہی کرم سے ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے روانگی کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غار ثور کی طرف بڑھے جو مکے کے نشیبی علاقے میں ایک پہاڑ میں واقع ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ ان باتوں کو جو اہل مکہ صبح ہونے کے بعد ان کے اور آپؐ کے بارے میں کہیں سنتے رہیں اور اس کی اطلاع چپکے سے انہیں پہنچا دیں۔ چنانچہ اگلی رات انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ ان کے مویشیوں کو ان اونٹوں کے ساتھ جو غار ثور کے باہر چھوڑ دیں گے مکے کی چراگاہ میں چراتا رہے اور بکریوں میں سے کسی کو ذبح کر کے اس کا گوشت روزانہ مکے لے جایا کرے تاکہ ان کے گھر سے رات کو انہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نہ کسی کے ہاتھ کھانا پہنچتا رہے۔ چنانچہ وہ ان کے حکم کے مطابق کوئی نہ کوئی بکری ذبح کر کے اس کا گوشت ابوبکرؓ کے گھر چپکے سے پہنچانے لگا

ہم اس سلسلے میں بخاری کی روایت آگے چل کر عنقریب پیش کریں گے۔ ویسے ابن جریر نے بخاری کے بعض راویوں کے حوالے سے اس سلسلے میں جو کچھ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ سے پہلے غار ثور میں جا پہنچے تھے اور حضرت علیؑ کو حکم دے گئے تھے کہ وہ لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر کے اور صدقے کی چیزیں مستحقین میں تقسیم کر کے وہاں آپؐ سے آ ملیں۔ چنانچہ

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت علیؓ آپؐ کے اس حکم کی تعمیل کر کے غار ثور ہی میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے لیکن یہ حکایت مشہور روایات کے برعکس بڑی عجیب ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کے ساتھ غار ثور سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے باہر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غار ثور میں اطمینان سے جا ٹھہرے تو اسماء بنت ابوبکرؓ آپؐ کو اور اپنے والد کو اگلی شام سے اہل مکہ کی نگاہوں سے بچ کر وہاں کھانا پہنچانے لگیں۔

اسماء کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے والد حضرت ابوبکر مکے سے روانہ ہو گئے تو ابوجہل اور قریش کے چند دوسرے آدمیوں نے ان کے دروازے پر آکر آواز دی اور جب وہ باہر نکلیں تو ان کے والد حضرت ابوبکرؓ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے جب لا علمی کا اظہار کیا تو ابوجہل نے ان کے منہ پر بہت زور کا تھپڑ مارا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑبڑاتا ہوا واپس چلا گیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ انہیں یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد کی زبانی اپنی دادی کا بیان کردہ وہ واقعہ جو ان کی دادی نے خود اسماء بنت ابوبکرؓ کی زبان سے اس سلسلے میں سنا تھا یہ تھا:۔

"اسماء کے والد ابوبکرؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکے سے چلے تو ان کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم موجود تھے جو وہ سب کے سب اپنے ساتھ لے گئے تھے اس کے اگلے دن ان کے دادا ابو قحافہ جب ان کے گھر آئے تو انہوں نے انہیں اپنے والد کے متعلق بتا دیا کہ وہ آپؐ کے ہمراہ چلے گئے تھے۔ ابو قحافہ نے جب پوتی سے پوچھا کہ آیا وہ ان کے لیے کچھ چھوڑ گئے تھے جس سے ان کی گزر بسر ہو سکے۔ تو انہوں نے اپنے دادا سے کہا کہ جو بھلائی وہ ان کے لیے چھوڑ گئے تھے کیا وہ کافی نہیں تھی۔ پھر بھی انہوں نے اپنے دادا کے اطمینان کے لیے مکان کے ایک کونے سے کپڑوں کی ایک پوٹلی اٹھا کر انہیں دکھائی جسے دیکھ کر وہ سمجھے کہ اس میں کافی درہم ہوں گے اور پھر ان سے رخصت ہو کر ان کے مکان میں جو زر نقد تھا وہ لے کر بصرے چلے گئے۔ حالانکہ اس وقت اسماء کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر بھی انہوں نے اپنے دادا کے اطمینان کے لیے وہ پوٹلی دکھائی تھی تاکہ وہ سکون کے ساتھ مکے سے رخصت ہو سکیں

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ انہیں بعض اہل علم نے جن میں حسن بن ابی حسن بصری بھی شامل ہیں بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو ابوبکرؓ نے اس سے قبل کہ آپؐ اس میں داخل ہوتے پہلے اپنا پاؤں ٹخنے تک اس کے اندر ڈال کر دیکھا کہ اس کے اندر کوئی درندہ یا موذی جانور نہ ہو۔ پھر اس غار میں خود داخل ہوئے اور وہاں دونوں طرف اس طرح صفائی کی کہ ایک تنکا تک کسی طرف نہ چھوڑا۔ پھر اس کے بعد عرض کیا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ جب آپؐ بھی غار کے اندر تشریف لے گئے تو ابوبکرؓ نے ایک دیوار میں سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا تاکہ وہاں سے کوئی کیڑا

ں) ئیے گز ی۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ انھیں عبدالرزاق، معمر اور عثمان الجزری نے بتایا اور انہیں فردا" فردا" ابن عباسؓ کے غلام سے ابن عباس کے حوالے سے اس آیت کے نزول کے بارے میں معلوم ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا تھا **واذ یمکر بک الذین کفرو یثبتوک** ابن عباسؓ کے غلام کو ان سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے سے ہجرت کا قصد فرمایا تھا تو قریش آپؐ کو جیسا کہ ان کا خیال تھا بستر پر نہ پا کر صبح ہوتے ہی آپ کی تلاش میں ادھر ادھر اس ارادے سے نکل پڑے تھے کہ آپؐ کو پکڑ کر قید میں ڈال دیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا ارادہ آپؐ کو یقیناً قتل کر دینے کا یا کم سے کم مکے سے نکال دینے کا تھا اور یہ ارادہ وہ اس رات سے پہلے ہی کر چکے تھے جس سے اللہ تعالے نے آپؐ کو آگاہ کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس رات کو آپؐ کے بستر پر حضرت علیؓ سوئے تھے۔ ابن عباسؓ کے غلام نے انہی کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا کہ جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بستر پر نہ پا کر اور اس پر حضرت علیؓ کو سوتا دیکھ کر ان سے آپؐ کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے عدم واقفیت کا اظہار کیا تو وہ لوگ صبح ہوتے ہی آپؐ کی تلاش کرتے ہوئے غار ثور تک جا پہنچے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی اس سے بہتر جگہ کوئی دوسری نہیں تھی لیکن جب انہوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں اگر کوئی فرد واحد بھی داخل ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ ظاہر ہے کہ مکڑی کا وہ جالا آپؐ کی دشمنوں سے حفاظت کے لیے اللہ تعالے کی قدرت کا کرشمہ تھا۔

مکڑی کے جالے کی یہ روایت جو متعدد ثقہ اسناد کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔ بالاتفاق مستند ترین روایت سمجھی گئی ہے۔

حافظ ابوبکر احمد بن علی بن سعید القاضی نے مسند ابوبکرؓ کے سلسلے میں بیان کیا ہے کہ ان سے بشار الحفاف نے جعفر و سلیمان، ابوعمران الجونی اور معلّی بن زیاد نیز حسن بصری کے حوالے سے بیان کیا کہ جب ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں داخل ہوئے تھے تو اس کے بعد مکڑی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا جسے دیکھ کر قریش نے کہا تھا کہ اگر کوئی ایک شخص بھی اس غار میں داخل ہوتا وہ جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ تاہم اس وقت غار کے اندر آپؐ ابوبکرؓ کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے جب ابوبکرؓ نے غار کے منہ پر دشمنوں کو دیکھا اور آپؐ سے عرض کیا کہ انہیں آپؐ کے لیے اپنی جان قربان کرنے سے تو دریغ نہ تھا لیکن وہ آپؐ کی وجہ سے فکر مند تھے تو آپؐ نے ان سے فرمایا تھا **یا ابا بکر لا تخف ان اللہ معنا** یعنی اے ابوبکرؓ ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ روایت انتہائی مستند اور حسن تسلیم کی گئی ہے جس میں غار کے اندر آنحضرتؐ کی ادائیگی نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ متعدد مستند

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

روایات میں ابوبکرؓ کی زبانی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے بعد میں اپنے بیٹے کو بتایا تھا کہ آنحضرت نے مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ بھی خوش خبری دی تھی کہ انہیں رات دن کھانا بھی مسلسل وہیں پہنچتا رہے گا۔ اس روایت کو بعض شاعروں نے نظم بھی کیا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ غار ثور کے منہ پر اگی ہوئی بیلوں میں کبوتروں کے ایک جوڑے نے اپنا گھونسلا بھی آپؐ کے اندر داخل ہونے کے بعد فوراً خدا کی قدرت سے بنا لیا تھا۔ ابن کا ذکر مشہور شاعر صرصری نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

نغمی علیه العنكبوت بنسجه وظل علی الباب الحمام ببعضی

(ترجمہ) غار کو مکڑی نے جالے سے ڈھک دیا تھا اور اس کے منہ پر (گھونسلا بنا کر) کبوتری نے انڈے دے دیے تھے۔

ایسی ہی ایک روایت حافظ نے مختلف ثقہ حوالوں سے پیش کی ہے جس میں خصوصاً" ابو مصعب مکی کی زبانی زید بن ارقم' مغیرہ بن شعبہ اور انس بن مالک کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے اس کے کناروں پر جھاڑیاں اگا کر ان میں کبوتروں کے گھونسلے بنوا دیے اور ان کے درمیان میں مکڑی کا جالا تن دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان جھاڑیوں' ان میں کبوتروں کے گھونسلوں اور مکڑی کے جالے کے عقب میں آپؐ ان لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور محفوظ رہے حالانکہ وہ غار کے دہانے پر اس طرح کھڑے تھے کہ آپؐ کو اور حضرت ابوبکرؓ کو غار کے اندر سے ان کے پاؤں کے پنجے تک نظر آ رہے تھے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے وہاں مذکورہ بالا طریقے سے آپؐ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام فرما دیا تھا۔ آپؐ نے تین شب و روز قیام فرمایا۔ اس حقیقت ثابتہ کا ذکر جو بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے سراقہ بن مالک مدلجی نے واقدی کے ذریعہ اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم اور ان کے والد کے حوالے سے بھی کیا ہے۔ ویسے اس عجیب و غریب واقعہ کا ذکر خود اللہ تعالے نے ایک آیت قرآنی میں اس وقت فرمایا جب کچھ لوگ جہاد میں آنحضرتؐ کا ساتھ دینے سے کترا رہے تھے۔ وہ آیت یہ ہے **الا تنصرو ہ فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفرو ثانی اثنین ...... الخ**

بعض سیرت نگاروں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غار میں اگلی منزل کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ آپؐ وہاں مستقل قیام کے لیے نہیں تشریف لائے تھے ان روایات میں ابوبکرؓ کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے غار سے تھوڑے ہی فاصلے پر ساحل سمندر دیکھا تھا جس پر کشتیاں موجود تھیں۔

یہ روایت اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کے لحاظ سے بعید از قیاس نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تردید میں کوئی قوی یا ضعیف روایت بھی ہماری نظر سے نہیں گزری۔ چنانچہ ہم نے اسے یہاں من و عن پیش کر دیا

ہے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابوبکر بزاز کہتے ہیں کہ ان تک یکے بعد دیگرے اور بالترتیب فضل بن سہل' خلف بن تمیم' موسیٰ بن قیصر القرشی اور ان کے والد نیز ابو ہریرہؓ کے حوالے سے یہ روایت پہنچی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے بیان کیا تھا کہ جب قریش کے ہاتھوں تنگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ خود ہجرت کے ارادے سے جس کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل چکا تھا پہلے غار ثور میں چلے گئے تھے تو آپؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انہیں وہاں بھی جب تک ان کا قیام رہے گا کھانا شب و روز برابر پہنچتا رہے گا۔ یہ روایت بیان کرنے کے بعد ابوبکر بزاز کہتے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ روایت خلف بن تمیم علاوہ کسی اور نے بھی بیان کی ہے۔

موسیٰ بن مطیر نے اس روایت کو ضعیف و متروک بتایا ہے لیکن یحیٰ بن معین نے موسیٰ بن مطیر کے اس قول کو ناقابل قبول کہہ کر رد کر دیا ہے۔ بہرکیف یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے غار ثور میں قیام اور وہاں سے مدینے کی طرف سفر کا حال قصہ سراقہ سمیت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (مولف)

ابن لہیعہ ابی اسود اور عروہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربی قبائل کے حسب معمول سالانہ حج کے بعد یعنی انصار مدینہ کی طرف سے آپؐ کی بالواسطہ بیعت کے بعد ماہ ذی الحجہ' محرم اور صفر تک مکے میں قیام فرمایا تھا لیکن جب قریش نے باہم مشورے کے بعد پختہ ارادہ اور فیصلہ کر لیا کہ وہ یا تو آپؐ کو قید کر دیں گے یا قتل کر دیں گے یا کم سے کم جبرا" مکے سے نکال دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آئیہ شریفہ **وَاِذْ يَمْكُرُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** الخ نازل فرما کر آپؐ کو ان لوگوں کی سازش کی اطلاع دیتے ہوئے آپؐ کو ہجرت کا حکم بھی دے دیا تو آپؐ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دے کر خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکے سے نکلے اور پہلے غار ثور میں تشریف لے گئے جب کہ دوسری طرف آپؐ کے دشمن جان قریش صبح ہوتے ہی آپ کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ادھر اودھر دوڑ پڑے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے مغازیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت اور اس کے ضمن میں ان دونوں کے غار ثور میں ایک رات قیام کا ذکر کیا ہے اور اس سے قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حبشہ کو ہجرت اور وہاں سے واپسی کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

یہی ذکر ابن ہشام نے بھی تصریحا" کیا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ انہیں اس سلسلے میں لیث کی زبانی عقیل کے حوالے سے ابن شہاب کی بیان کردہ ایک روایت یوں بتائی گئی کہ آخر الذکر کو عروہ بن زبیر نے ام المومنین حضرت عائشہ کے حوالے سے بیان کیا کہ انہوں نے یعنی حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ اس طرح سنایا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

"مجھے اس کے علاوہ اور کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ میرے والد نے آنحضرتؐ کا دین اختیار کرلیا ہے اور اب وہ دونوں اس دین کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ویسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں روزانہ صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے مگر جب مشرکین قریش نے مسلمانوں کو حد سے زیادہ تنگ کرنا شروع کیا تو میرے والد آپ کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے لیکن ابھی وہ برک الغماد تک پہنچے تھے کہ انہیں ابن دغنہ نے دیکھ لیا تو قبیلہ تارہ کا سردار تھا۔ جب اس نے ان سے مکے سے چلے آنے کا سبب پوچھا اور انہوں نے اس کی تفصیل بتائی تو وہ انہیں اپنے ساتھ مکے واپس لے آیا اور ان سے کہا کہ وہ وہاں اس کے پڑوس میں قیام کریں تو وہ بولے کہ وہ تو ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں ہیں۔ بہرکیف جب میرے والد ابن دغنہ کے ہمراہ مکے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روز تک مکے ہی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو اس کے بعد بتایا کہ حبشہ کے علاوہ جب ہجرت کریں گے تو وہ مقام دو گرم مقامات کے درمیان ایک سرسبز و شاداب نخلستان ہو گا۔"

اس کے بعد حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :۔

"پھر جنہیں مدینے کی طرف ہجرت کرنا تھی وہ ادھر جانے لگے اور میرے والد ان لوگوں کے لئے سامان فراہم کرنے لگے۔" اس کے بعد آپ فرماتی ہیں:

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد (ابوبکرؓ) سے فرمایا کہ آپؐ انہیں بھی مدینے روانہ فرما دیتے لیکن خود اپنے لئے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے آپؐ سے یہ سن کر میرے والد نے اپنے متعلق پوچھا ـــــــ انہیں آپؐ نے اپنے ہمراہ ہجرت کی خبر دی۔ اس کے بعد میرے والد رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ اس زمانے میں ہمارے ہاں دو سواریاں تھیں اور ان کے لئے چارہ بھی پڑا رہتا تھا جو چھ مہینے کے لئے کافی تھا۔"

اس کے بعد حضرت عائشہ فرماتی ہیں :۔

"ان دونوں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لے آتے تھے اور کسی روز میرے والد آپ کے ہاں چلے جاتے تھے۔ پھر انہی دنوں ایک روز جب آپ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: "اب میں تمہارے پاس سے چلے جانے والا ہوں۔" یہ سن کر میرے والد نے آپؐ سے پوچھا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ پر میرے ماں باپ قربان' آپ کے اہل و عیال کہاں رہیں گے؟" آپؐ نے جواب دیا: "ابھی تو اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے البتہ تمہیں بھی میرے ساتھ تنہا ہی چلنے کی اجازت ملی ہے۔" چنانچہ اس کے بعد میری بہن اسماء نے ایک موزے میں کچھ درہم ڈال کر اس کا منہ سی دیا تاکہ میرے والد اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جا سکیں۔ انہوں نے دونوں سواریوں کو بھی ہمارے سمیت سفر کے لئے تیار کر دیا۔"

اس کے بعد حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دونوں اونٹ لے کر مکے سے (رات کے اندھیرے ہی میں) غار ثور کی سمت چلے گئے۔

حضرت عائشہ نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کے والد یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قیمت دے کر سواری قبول کی تھی۔ اس کے بعد وہ فرماتی ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد نے اس غار میں تین راتوں تک قیام کیا تھا۔" پھر فرماتی ہیں :

"میرے بھائی عبداللہ رات بھر غار کے آس پاس رہتے تھے اور جیسا کہ انہیں میرے والد نے حکم دیا تھا کہ صبح کو مکے میں واپس آ جاتے تھے اور جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بارے میں قریش آپس میں کرتے تھے ان کی خبر رات کو غار کے قریب جا کر انہیں پہنچا دیتے تھے۔"

حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ ان دونوں سواریوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ ان کی بکریوں کے ساتھ چرایا کرتے تھے اور ان میں جو بکریاں ان دنوں دودھ دیتی تھیں ان کا دودھ حسب ضرورت رات کے وقت غار میں پہنچا دیتے تھے اور اپنا ریوڑ پہلے ہی مکے پہنچا کر ان دونوں اونٹوں کو کہیں چھپا کر باندھ دیتے تھے۔ ان کا یہ عمل تین راتوں تک برابر جاری رہا۔

حضرت عائشہؓ کی بہن جس طرح آنحضرتؐ اور اپنے والد کو کھانا پہنچاتی تھیں اس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ (مولف)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو بنی وائل میں سے بنی عبد ابن عدی کا آدمی تھا اور ساربانی کا کام کرتا تھا اجرت پر راستہ بتانے اور اپنی سواریوں کے ساتھ چلنے کے لئے ٹھہرا لیا تھا کیونکہ وہ تمام راستوں سے بخوبی واقف تھا۔ وہ شخص اگرچہ کفار قریش میں سے تھا لیکن آل عاص میں عاص بن وائل سہمی کے قبیلے کے حلیفوں میں سے تھا اور اس سے آپؐ کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مکے سے روانگی اور غار ثور میں قیام کو راز میں رکھنے کی قسم لے لی گئی تھی۔ اسے تین دن کے بعد سواریاں لے کر غار پر آ جانا تھا۔ چنانچہ مذکورہ بالا راہبر اور اس کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تیسری رات کو وہاں آ گئے اور اس کے بعد آنحضرتؐ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سواریوں پر سوار ہو کر اس رہبر کے بتائے ہوئے راستے پر اس کے ساتھ ساحلی علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ انہیں عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے جو سراقہ کا چچا زاد بھائی تھا اپنے والد کی زبانی بتایا اور یہ کہا کہ اس کے والد کو خود سراقہ بن مالک ابن جعشم کی زبان سے براہ راست معلوم ہوا کہ ایک روز ان کے قبیلے میں کفار قریش کا ایک شخص ان کی طرف سے ایک خط لے کر آیا تھا جبکہ سراقہ بھی اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ خط پڑھا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفار قریش نے

Presented by www.ziyaraat.net/

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا زندہ گرفتار کرکے مکہ پہچانے کے لئے بہت بڑا انعام مقرر کر رکھا تھا۔ سراقہ نے بیان کیا کہ اس خط کا مضمون سن کر وہ چپکے سے وہاں اٹھا اور اپنے ایک پڑوسی دوست کے پاس جا کر اس سے کہا کہ وہ اس کا گھوڑا لے کر چپکے سے اس کے علاقے کے نشیبی حصے میں چلا جائے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ خود بھی اپنے گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کا وہ پڑوسی دوست گھوڑا لئے اس کا منتظر تھا۔ سراقہ کے بیان کے مطابق اس نے صحیح راستے کا تعین کرکے پہلے تو عربوں کی رسم کے مطابق بطور شگون ادھر ادھر تیر پھینکنا چاہے مگر اس کا ایک تیر بھی آگے جانے کی بجائے اس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر گرا اور وہیں گڑ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ جھنجلایا اور یونہی اندازے سے گھوڑے کو ایک طرف سرپٹ دوڑایا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے دیکھا کہ کافی دور کچھ لوگ اس راستے پر آگے جا رہے ہیں۔ چنانچہ یہ سوچ کر کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی اسے تلاش ہے وہ آگے بڑھا تو ان کے قریب پہنچ کر اس نے دیکھا کہ دو آدمی اونٹوں پر سوار اور دو اور اشخاص ان کے آگے آگے پیچھے چل رہے ہیں ان کے بالکل نزدیک پہنچ کر اس نے دیکھا کہ واقعی وہ اس کے مطلوبہ لوگ تھے۔ یہ دیکھ کر جیسا کہ سراقہ نے بیان کیا' اس نے اپنا نیزہ سنبھالا اور ان شتر سواروں پر حملہ کرنا چاہا لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا گھوڑا اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لیتا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے گھوڑے کے سم زمین میں گڑے جا رہے تھے۔ جب اس نے گھوڑے کی لگام کھینچ کر اسے دوبارہ آگے بڑھانا چاہا تو اس کے پاؤں پہلے سے زیادہ زمین میں دھنس گئے۔ یہ دیکھ کر اس نے سوچا کہ یہ معاملہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی گھوڑے سے اتر آیا اور آپؐ سے معافی کا خواستگار ہوا اور آپؐ کو سارا واقعہ سنا دیا۔ چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ... پائی کا اندازہ فرما کر اسے معاف فرما دیا اور اسے وہاں سے واپس جانے کی اجازت دے دی۔ پھر بھی اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ اسے کسی کاغذ پر تحریر ... دے دیں کہ آپؐ نے اسے امان دے دی ہے۔ اس کے اصرار اور لجاجت کے پیش نظر آپؐ نے عامر بن فہیرہ کو جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے حکم دیا کہ وہ اسے چند سطریں بطور "امان نامہ" لکھ کر دے دیں۔ عامر بن فہیرہ نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کر دی تو سراقہ وہ کاغذ جیسی چیز لے آپؐ کو سلام کرکے اطمینان کے ساتھ وہاں سے واپس ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہو گئے۔ عامر بن فہیرہ نے وہ "امان نامہ" روٹی کو سالن میں تر کرکے کسی خشک پتے یا باریک چمڑے پر لکھا تھا۔

بخاریؒ ابن شہاب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہیں یعنی ابن شہاب کے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ ان کے والد زبیرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے سے مدینے کے سفر ... دوران دیکھا جب وہ مسلمان تاجروں کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ عروہ بن زبیر کو اپنے والد کی زبانی یہ

بھی معلوم ہوا کہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مدینے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ سفید لباس میں ملبوس تھے اور یہ کہ آپؐ کے مکے سے روانگی کی اطلاع مدینے میں مسلمانوں کو مل چکی تھی اور وہ لوگ صبح ہوتے ہی شہر سے باہر مکے کے راستے میں آپؐ کا ہر روز انتظار کرتے تھے۔ لیکن جب دن ڈھلنے لگتا تو واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ جب وہ کسی کو جیسا کہ انہیں معلوم ہو چکا تھا۔ سفید کپڑوں میں ملبوس مدینے کی طرف آتا دیکھتے تو سمجھتے کہ وہ آپؐ ہی تھے لیکن قریب آنے پر معلوم ہوتا کہ وہ تو سفید عربی لباس میں کوئی یہودی تھا۔ بہرکیف ان کی خوش قسمتی سے ایک روز آپؐ مدینے میں تشریف لے ہی آئے۔ اور وہ لوگ خوشی سے آپؐ کے گرد و پیش ہو کر چلنے لگے حتیٰ کہ آپ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں جا پہنچے اس روز روز دو شنبہ اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے رہے جبکہ آپ بیٹھ گئے۔ وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تک نہیں دیکھا تھا آگے بڑھ بڑھ کر آپؐ کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے لیکن چونکہ اس وقت آپؐ پر دھوپ آنے لگی تھی اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے سر مبارک پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے کون سے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف میں سات روز قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو اسلام میں پہلی مسجد تھی اور جہاں آپؐ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپؐ اونٹنی پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور لوگ آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کی اونٹنی چلتے چلتے آخر کار خود بخود وہاں ٹھہر گئی جہاں آج کل مسجد نبوی ہے۔ یہ جگہ حجر اسود بن زارہ میں دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی تھی جنہوں نے وہ آپؐ کے لئے ہبہ کرنا چاہی لیکن آپؐ نے انکار کر دیا اور انہیں بعد میں اس کی قیمت ادا کر دی گئی۔ بہرکیف آپؐ اس جگہ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا کہ "یہی میری منزل ہے" وہاں بھی آپؐ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس روز مدینے کے جملہ مسلمانوں کے ساتھ وہیں نماز ادا فرمائی۔

اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ یا مدینے میں آپؐ کی تشریف آوری کی برکت سمجھنا چاہئے کہ سوکھے جانوروں کے تھنوں میں بھی دودھ اتر آیا۔ چنانچہ آپ نے اور آپ کے ساتھ دوسروں لوگوں نے بھی پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ اس سے قبل مدینے کے مسلمانوں میں ہر طرف بلند آواز سے کہا جا رہا تھا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ گئے۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ اس وقت جملہ مسلمانوں کی زبان پر یہ شعر تھا۔

لا عیش الا عیش الاخرہ　　اللھم ارحم الانصار و المھاجرہ

یہ شعر آپؐ سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن ابن شہاب بیان فرماتے ہیں کہ جب سوکھے جانوروں کے تھنوں

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت ابوبکرؓ کا خواب

اسی زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ "چاند آسمان سے اتر کر بطحا مکہ اور شہر مکہ میں وارد ہوا ہے اور مکہ معظمہ کا تمام صحرا اس نور سے منور ہو گیا ہے۔ پھر اس چاند نے آسمان کا رخ کیا اور اپنی جگہ پر جا کر ٹھہر گیا اور اپنے نور و ضیا سے تمام روئے زمین کو روشن و منور کر دیا۔ بہت سے دوسرے ستاروں نے بھی اسی طرح حرکت کی۔ پھر وہ چاند ستاروں کے ہزاروں لاؤ لشکر کے ساتھ فضا میں آیا اور دوبارہ حرم کعبہ میں اترا۔ حرم اسی روشن تھا مگر تین سو ساٹھ گھر اور ایک روایت میں چار سو گھر تاریک رہے۔ جب وہ چاند حرم میں پہنچا اس کے اطراف و جوانب پھر روشن ہو گئے۔ پھر وہ چاند اوپر چلا آیا حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں قیام کیا پھر زمین پھٹ گئی اور اس میں سما گیا' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے۔ آپؓ رونے لگے۔ چونکہ آپ فن تعبیر رویاء میں مشہور و ممتاز تھے۔ آپ نے اس خواب کو تعبیر تاویل کی نظر سے دیکھا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ وہ چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آفتاب جمال ہے اور ستارے آپ کے عزیز و اقارب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ کی موافقت میں ہجرت اور مسافرت اختیار فرمائیں گے اور مدینہ میں ہجرت کریں گے۔ اور اس چاند کا مکہ کی طرف لوٹنا فتح کی دلیل ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گی اور اس چاند کا عائشہ کے گھر میں آنے سے یہ مراد ہے کہ حضرت عائشہؓ کو آپؐ کی زوجہ مطہرہ بننے کا شرف حاصل ہو گا اور زمین کے پھٹنے اور چاند کے اس میں غائب ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپؐ فوت ہوں گے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن ہوں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے دو غم ہوئے۔ ایک اپنے ملک و طن سے ہجرت کا غم اور دوسرا سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا غم۔ آپ نے دل میں سوچا جب غربت درپیش ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاحبت کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔

دامن یار نیواں گرامی داد زدست که بصد خون جگر یافته ام دامن او

القصہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کا یقین ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام و آسائش کا انتظام کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثناء میں جبرئیل علیہ السلام ہجرت کی اجازت لے آئے اور اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا۔ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

اور کفار کے ایک ایک قصہ کو واضح طور پر بیان فرمایا' عرض کیا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم یہ ہے کہ آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں اور نیند پر بھروسہ نہ کریں بلکہ سامان سفر تیار کریں اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوں' جبرئیل علیہ السلام یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

رؤساء قریش کا محاصرہ

جب رات ہو گئی روساء قریش میں سے ابوجہل' ابولہب' امیہ بن خلف' بنیہ' منبہ (یہ دونوں حجاج کے بیٹے تھے) نصیر بن حارث' عقبہ بن ابی معیط اور دوسرے بدبختوں کی ایک جماعت طے شدہ فیصلہ کے مطابق جمع ہو کر آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو جانے کا انتظار کرنے لگے۔ تاکہ انہیں قتل کر دیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابولہب نے کہا کہ رات بھر ہم اس کی نگرانی کرتے ہیں جب صبح ہو تو اسے قتل کر دیں گے تاکہ بنی ہاشم کو معلوم ہو جائے کہ یہ کام ہم نے اجتماعی طور پر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان گمراہوں کے متعلق خبر ہوئی۔ آپ نے علی المرتضیٰؑ کو فرمایا' اے علی! مجھے مدینہ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ میں کل سامانِ سفر تیار کروں گا۔ جو امانتیں میرے پاس ہیں انہیں میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم انہیں مالکوں تک پہنچا دو' مشرکین آج رات مجھے قتل کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جاؤ اور میری چادر اوڑھ کر میری جگہ لیٹ جاؤ۔ مطمئن رہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمل کرتے ہوئے' وہ چادر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوڑھتے تھے اوڑھ کر بڑے اطمینان سے سو گئے اور اپنی ذات اقدس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا۔

حضرت علیؑ کی جان نثاری

جس رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر قیام کیا اور اپنی جان نثاری کا مظاہرہ کیا' حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تمہارے درمیان عقد مواخاۃ باندھا ہے اور ہر ایک کی عمر ایک دوسرے سے زیادہ بتائی تم اپنے دوست کی زندگی کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھتے ہو؟ وحی آئی کہ علی بن ابی طالب کو دیکھو' میں نے علیؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان مواخاۃ باندھا۔ حضرت علیؑ نے اپنی جان شیریں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر قربان کر دیا اور اسے اپنی زندگی پر ترجیح دی۔ اب تم اس سبز گنبد یعنی آسمان سے محیط غبرا یعنی زمین پر جاؤ اور دشمنوں کے شر سے ان کی حفاظت کرو۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے اس نیلگوں چھت سے پرواز کی اور ربع مسکوں پر اترے۔ جبرئیل علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کے سرہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے

Presented by www.ziyaraat.net/

سنگریزے چھپا دیئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا' ان کے ہاتھ کو وہاں لے کر جا کر کہا' یہ دولت ہے جسے ہمارے والد ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا۔ اچھا غم نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

سید عالم غار ثور میں

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قدم رنجہ فرمائی کی درخواست کی چنانچہ آپ غار ثور میں تشریف لے گئے جہاں حق سبحان تعالیٰ نے فی الفور غار ثور کے منہ پر جھاڑیاں اگا دیں تاکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کا پیچھا کرنے والوں کے درمیان حائل ہو جائیں اور پردہ کریں۔ پھر عنکبوت کو حکم دیا گیا اس نے توفیق ربانی کی برکت سے اخلاص و اختصاص کے تانے بانے سے اس غار کے دروازہ پر پردہ کر دیا۔ جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم ہوا انہوں نے غار کے دھانے پر اپنا گھونسلا بنا لیا اور اسی رات اس میں انڈے دے دیئے۔ یہ تمام پردہ داری کے انتظامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تھے تاکہ آپؐ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

لعاب دہن کی مسیحائی

نقل ہے کہ وہ رات انہوں نے اس غار میں گزاری۔ حضرت ابوبکرؓ کی ایڑی پر جو سوراخ پر رکھی ہوئی تھی سانپ نے ڈس لیا۔ اس سے اس قدر شدید تکلیف ہوئی کہ ضبط نہ کر سکے' بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے' کہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے' حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں کے آنسوؤں کے قطرات آپ کے رخسار مبارک پر پڑے۔ آپؐ خواب سے بیدار ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حال دریافت کیا' عرض کیا لُدِغتُ مجھے ڈس لیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ابوبکرؓ کو دیکھا کہ آپ کے بدن پر کپڑے نہیں ہیں آپ نے اس کی کیفیت دریافت فرمائی تو ابوبکرؓ نے تمام صورت حال بیان کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دعائے خیر فرمائی۔
(معارج النبوت جلد ۳ ص ۷ سطر ۸)

حضرت اسماء ذات النطاقین فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد مکہ سے باہر نکل گئے تو چونکہ کفار ابوبکر [illegible] کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوستی کو جانتے تھے۔ دوسرے روز قریش کی ایک جماعت ہمارے گھر آئی اور ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر آئی مشرکین

نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا' مجھے نہیں معلوم۔ ان میں سے ابوجہل نے میرے منہ پر تھپڑ مارا کہ میرے کان سے گوشوارہ گر گیا۔ پھر ابوجہل نے ہر جگہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ابوبکرؓ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو بھاگ گئے ہیں پکڑ کر لائے گا میں اسے سو اونٹ انعام دوں گا۔ اس طرح جو شخص ہمیں ان کے پاس پہنچا دے گا اسے بھی سو اونٹ دوں گا۔ جوانان قریش نے جب یہ اعلان سنا تو مال و دولت کے لالچ میں آ کر مسلح ہو کر پہاڑوں اور گزرگاہوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کھوجی جو ابوکرز کے ساتھ منسوب تھا' پاؤں کے نشانات معلوم کرنے کے لئے ساتھ لے لیا۔ ابوکرز ان کے پاؤں کے نشانات کو غار ثور تک لے گیا اور کہا کہ تمہارا مطلوب اس جگہ سے آگے نہیں گیا۔ نہ معلوم اس جگہ سے آسمان کو اٹھ گئے یا زمین کھا گئی اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ اس نے کہا تمہارا مطلوب اس غار میں ہے مشرکین نے جب کبوتر کا انڈا اور تار عنکبوت غار کے دھانے پر دیکھا تو کھوجی کو کہا تیری عقل جاتی رہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے عنکبوت نے یہاں جالا تنا ہو گا۔

نقل ہے کہ مشرکین اس قدر نزدیک پہنچ گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے درمیان چالیس گز سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ کھوجی نے کہا مطلوب نے اس جگہ سے تجاوز نہیں کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی باتیں سنیں غمگین ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابوبکر! رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپؐ کی ذات اقدس کو تکلیف پہنچنے سے ڈرتا ہوں کہ دین اسلام مٹ نہ جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے پیارے دوست اور اس پردۂ عنکبوتی کے پیچھے میری آنکھوں کے قائم مقام **ولا تحزن ان اللہ معنا** حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ابوبکرؓ! ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنسو پونچھ ڈالے اور اپنے آپ کو قدرت کردگار کے حوالے کر دیا۔ تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جب حضرت ابوبکرؓ کے رونے کو یاد کیا کرتے تو روتے اور جب خود کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے تو یاد کر کے آنسو پونچھ ڈالتے۔

جب کھوجی مشرکین کو بتا رہا تھا کہ تمہارا مطلوب اس غار میں ہے اور اس سلسلہ میں اصرار کرتا تھا اس وقت مشرکین کی ایک جماعت غار کے دھانہ کے پاس سے گزر رہی تھی کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑا۔ جب انہوں نے مکڑی کا جالا اور کبوتر کا انڈا دیکھا' کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی شخص داخل ہوتا تو لازما" یہ انڈا ٹوٹ جاتا اور مکڑی کا جالا پھٹ جاتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ خدا نے مکڑی کے جالے کے ذریعہ سے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بیضہ کبوتر کے ذریعے اپنی حمایت

Presented by www.ziyaraat.net/

میں لے لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا خیر فرمائی اور کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں جس قدر کبوتر ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل سے ہیں۔ جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی تھی اور اتنا سا عمل کرنے کی بدولت پکڑے جانے' ذبح کئے جانے اور لوگوں کے شکار کرنے سے قیامت تک محفوظ ہو گئے۔

بر خاک در حلال مکن خون عاشقاں　　　صید کبوتران حرم چوں حرام شد

اعلام الورٰی میں ہے کہ جب قریش غار ثور میں پہنچے تو وہاں آدمی کی صورت ایک فرشتہ سوار کھڑا تھا۔ اس نے کہا محمدؐ کو اس جگہ تلاش نہ کرو بلکہ ان شگافوں اور غاروں میں تلاش کرو جو گرد و نواح میں ہیں۔ لوگ اس کے کہنے سے گرد و نواح میں منتشر ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رہے۔

غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تین دن رات قیام فرمایا۔ ہر رات عبداللہ بن ابی بکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ایک ایک بات اور کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کرتا' اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار مکہ کے مکرو فریب سے باخبر رہتے اور عامر بن فہیرہ جو ابوبکرؓ کا غلام تھا' بکریاں چراتا تھا' جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا بکریوں کو غار کے دہانہ پر لے آتا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ پر رات گزارتے۔ اسی طرح تین راتیں گزر گئیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کا عزم فرمایا۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۷ سطر ۱۲)

واقعہ ہجرت میں لطیف اشارات

اے درویش تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہر بادشاہ جسمانی قوت و طاقت اور فوجی قوت سے دشمن پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ لیکن حق سبحان و تعالیٰ کے لشکر جداگانہ نوعیت کے ہیں۔ کبھی مچھر اس کے میدان قدرت میں سپہ سالاری کرتا ہے کبھی چیونٹی پہلوانی دکھاتی ہے کبھی سوسمار راہنمائی کرتا ہے کبھی کتا پاسبانی کرتا ہے' کبھی بلی معرفت کا سبب بن جاتی ہے کبھی کبوتر دروازے پر نگہبانی کرتا اور مکڑی پردہ داری کرتی ہے۔

مکڑی کی آرزو

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا' خدایا مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اپنے پروں سے غار کو بلکہ اس پہاڑ ہی کو چھپا دوں۔ خطاب ہوا!

اے جبرئیلؑ! حقیقی ستار میں ہی ہوں' میرا کمال قدرت اس امر کا متقاضی ہے کہ میں اپنی کمزور ترین مخلوق کے ذریعہ دشمن کے مکرو فریب کو دور کروں' کمزور مکڑی کو مقرر کیا اور اسے حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب مکڑی کو حکم خداوندی پہنچا' اس نے اسی وقت سجدۂ شکر ادا کیا' خدا تعالیٰ کا اسے حکم ہوا کہ جا کر پردہ تان دے اور مکھی پر قناعت کر لیکن ہمت بلند رکھنا' ہم ایک روز قاف قربت کے سیمرغ کو تیرے جال میں لائیں گے۔ اس امید پر سات سو سال اس غار کے دروازے پر بیٹھی انتظار کرتی رہی۔ چنانچہ نہ رات کو آرام تھا نہ دن کو چین۔ یہاں تک کہ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غار کے دہانہ پر پہنچے۔ مکڑی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہا مجھ کمزور کو آپؐ کے دیدار کا وعدہ دیا گیا ہے' تشریف لایئے تاکہ آپ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غار کے اندر تشریف لے گئے مکڑی نے جالا تننا شروع کر دیا اور عجز آمیز لعاب پھیلانا شروع کر دیا۔

عنکبوت زار را گفتم کہ ایں پردہ چہ بود　　　گفت مہمان عزیز آمد چو کردم در سفید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا' ابوبکر! ایک مدت سے میں اس فکر میں تھا کہ میری امت اس باریک پل صراط سے کیسے گزرے گی اب عالم غیب کے خبر کنندگان نے مجھے یوں اطلاع دی ہے کہ جس طرح اس پردہ دار کو ایک باریک تار پر محفوظ رکھتے ہیں' تیرے دوستوں کو اسی طرح پل صراط سے محفوظ رکھیں گے۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۹ سطر آخر)

شیطان کی فریب کاری

جب مکڑی نے اپنا جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈا دے دیا۔ کفار نے کہا اگر کوئی شخص اس میں داخل ہوتا تو یہ تاریں کٹ جاتیں' انڈا ٹوٹ جاتا اور کبوتر منتشر ہو جاتے' وہ باہر یہ باتیں کر رہے تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکرؓ کے ساتھ غار کے اندر یہ باتیں سن رہے تھے' شیطان نے چاہا کہ چغلی کھائے' فرمان خداوند آ پہنچا کہ اے جبرئیلؑ! اس سے پہلے کہ دشمن دشمنی کرے میرے حبیب کی مدد کو پہنچو' جبرئیل علیہ السلام نے رب العزت کے حکم سے اپنا پر اس پر مارا کہ ساتویں زمین پر جا پہنچا اور بے ہوش ہو گیا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس روز جب شیطان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چغل خوری کرنا چاہی' جبرئیل علیہ السلام کے ایک پر مارنے سے باز رہا۔ اگر زندگی کے آخری لمحات میں جبکہ شیطان مومن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کوشش کرتا ہے تاکہ اللہ کے بندوں کے سینہ کے خزانہ سے ایمان کی دولت لے جائے اگر خدا تعالیٰ کی ایک نظر عنایت اسے ہم سے دور کر دے بلکہ اسفل السافلین میں پھینک دے اور بندہ کے مرتبہ کو اعلیٰ علیینؔ تک پہنچا دے تو اس کے کرم اور بندہ نوازی سے بعید نہیں۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا
Presented by www.ziyaraat.net/

اے درویش! میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ یہ وہی مکڑی تھی جسے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ پر خانہ کعبہ کی حدود متعین کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ اس کتاب کے رکن اول باب ابراہیم علیہ السلام کی فصل بنیاد کعبہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اسے خطاب ہوا کہ اے عنکبوت اس راہنمائی کی بدولت جو تو نے ہمارے خلیل کے لئے کی ہے' تجھے اس کے گرد و نواح میں کسی گوشہ میں معتکف رہنا چاہئے تاکہ ہم اس شاہباز کو تیرے دام میں لائیں اور اس کی دولت وصال سے تجھے درجہ کمال کو پہنچائیں۔ اے درویش! ایک مکڑی' بندہ کو دوست کے گھر کا پتہ دیتی ہے تو وہ لقاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت وصال کر لیتی ہے۔ بندہ جو لوگوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ کے ذریعہ حق سبحانہ تعالیٰ کا راستہ دکھاتا ہے۔ اگر جمال محمدی اور وصال احمدی سے مشرف کریں تو اس کے کرم سے کچھ بعید نہیں۔

(معارج النبوت جلد ۳ ص ۱۰ سطر ۷)

غار ثور سے مدینہ منورہ تک

(معارج النبوت جلد ۳ صفحہ ۱۵ سطر ۳ پر ہے) جمہور مؤرخین اور مشاہیر اہل سیر نے اپنی تصانیف میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ دونوں مہربان ساتھی تین دن رات غار کی چار دیواری میں پانچ وقت نماز اس معبود کی عبادت میں بسر کی جس نے چھ دنوں میں سات زمین' آٹھ بہشت اور نو آسمان پیدا کئے۔ ماہ ربیع الاول کی پنجشنبہ کی رات یا اس مہینہ کی پانچویں تاریخ دو شنبہ کی رات کو عامر بن فہیرہ اور عبداللہ ارقط آئے اور مقررہ اونٹ لائے' سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدعا ناقہ پر سوار ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور عبداللہ اور عامر دوسرے اونٹ پر بیٹھے' اور ساحل کا راستہ اختیار کیا اور رات کی تاریکی میں روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکلا وہ کسی حد تک دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو چکے تھے۔

چونکہ دشمن کے خوف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوراہہ اختیار کیا تھا۔ جب سیدھے راستہ پر آئے' کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ یاد آیا' اور وطن کی محبت اور اپنے آباؤ اجداد کے مولد کو یاد کیا۔ آپ کے دل مبارک میں اس کی یاد غالب آئی' فی الفور جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اپنے شہر اور جائے پیدائش کا اشتیاق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ **ان اللہ تعالی یقول' اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ** یہ فتح مکہ کی خوشخبری سنائی گئی تھی جس سے آپؐ کا قلب اطہر خوش ہو گیا اور وہ فکر جاتا رہا۔

آپؐ اس صحرا میں ایک پتھر کے سایہ میں آئے اور وہاں قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سونے کے لئے جگہ درست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ وہاں گرد و نواح میں سیر کرنے لگے۔ اتفاقاً" ایک چرواہے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا۔ کوشش اور تلاش کے بعد بکریوں کے مالک کو پہچان لیا اور مقررہ قانون کے مطابق کہ او صد بقکم اس چرواہے سے کچھ دودھ طلب کیا' چرواہے نے اس اجاڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی اور اس کا دودھ دوہ کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس میں کچھ پانی ملا کر اسے ٹھنڈا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جب آپؐ خواب سے بیدار ہوئے اس دودھ کو پینے کے بعد وہاں سے کوچ کیا'

ام معبد کا گھر

دوسرے روز مرحلہ قدید میں ام معبد عاتکہ بنت خزاعیہ کے گھر گزر ہوا۔ وہاں قیام کیا۔ وہ بڑھیا سخاوت اور مہمان نوازی میں مشہور تھی' بوڑھی ہو چکی تھی' بڑی عقلمند اور ذہین تھی۔ اکثر اوقات اپنے خیمہ کے دروازے میں بیٹھ جاتی اور آنے جانے والوں کی ماحضر سے تواضع کرتی۔ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے عسرت اور تنگی میں مبتلا تھی۔ جب مہمان وہاں پہنچے تو قیمتاً اس سے کچھ گوشت اور کھجوریں طلب کیں۔ ام معبدؓ نے کہا کاش میرے گھر میں گوشت اور کھجوریں ہوتیں تو میں یقیناً تمہاری مہمانداری کرتی' خریدنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے معذرت کی اور خشک سالی اور سامان کی کمی کی شکایت کی اور کہا کہ اس سال ہمارا وقت بہت خراب گزر رہا ہے کیونکہ بادلوں کے اونٹوں کی قطار بارش کے قطرات کو ہم سے دور رکھے ہوئے ہے اور قہر و غضب کے باد صرصر نے اس علاقے کے باشندوں کی کھیتی اور نسل میں کوئی بھلائی نہیں چھوڑی۔ لامحالہ مہمانان عزیز کی آمد پر ہمارے چہرے شرمندگی سے گرد آلود ہیں اور ہماری آرزوؤں کے رخسار کا رنگ قحط سالی کی بیماری سے اڑ چکا ہے۔ اچانک خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کی نظر مکان کے پیچھے پڑی۔ وہاں آپؐ نے ایک بکری چشم محبوباں کی طرف بیماریاں جسم محباں کی طرح زار و نزار خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی پائی۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے جو دکھائی دیتی ہے۔ ممکن ہے اس کے پستانوں سے دودھ مل جائے۔ ام معبد نے کہا۔ یہ ایک ایسی بکری ہے جو کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے گلہ کے ساتھ نہیں جا سکتی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کچھ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے کہا کہ وہ اس قدر کمزور ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی۔ آپؐ نے فرمایا کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں' اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اس میں کیا امر مانع ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کو اپنے پاس منگوایا اور خدا تعالیٰ

Presented by www.ziyaraat.net/

کا نام لیا اور برکت کی دعا فرمائی اور دست مبارک بکری کے پستانوں پر پھیرے' فی الفور اس کے پستان دودھ سے بھاری ہو گئے' اور اس نے اپنے پاؤں کھول دیئے۔ پستانوں کے بادلوں سے بارش کے دودھ کی مانند ذرا سے اشارہ پر اس کے پستانوں سے دودھ کی بارش شروع ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب خانہ سے برتن مانگا اور بکری کو دوہا' پہلے ام معبد کو دیا تاکہ وہ پی لے' پھر اپنے ساتھیوں کو دیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر خود پیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ دوہا اور گھر میں جو سب سے بڑا برتن تھا دودھ سے بھر کر گھر والوں کو دے دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو دودھ انہوں نے پیا اس کی قیمت ادا کی۔ پھر وہاں سے خیر و عافیت سے روانہ ہوئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد ام معبد کا خاوند' ابو معبد اکثم بن ابی الحون صحرا سے گھر پہنچا' دودھ سے بھرا ہوا برتن گھر میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا۔ ام معبد نے جواب دیا کہ ایک بلند ہمت نے ہمارے گھر کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا' اس کے ہاتھ کی برکت سے یہ سب فراخی اور آسائش میسر ہوئی' ابو معبد نے کہا اس صاحب کمال کے حسن و جمال میں سے کچھ بیان کر سکتی ہو؟ ام معبد نے نہایت فصاحت و بلاغت اور عمدگی سے کچھ شکل و صورت کی تعریف اور قدرے اعلیٰ سیرت و اخلاق کے متعلق بیان کیا۔ ابو معبد نے کہا خدا کی قسم یہ وہی شخص ہے جسے قریش تلاش کر رہے ہیں۔ اگر مجھے ان کی خدمت میں پہنچنے کا موقع مل جاتا تو اپنے ساتھ رہنے کی درخواست کرتا' مجھے امید ہے کہ میں ان کی صحبت سے مشرف ہوں گا۔

اور یہ بات پایہ نبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سید رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگشت ہائے مبارک مسلسل حمایت اور آپ کے دست مبارک کی برکت سے اس کے بعد اٹھارہ سال تک وہ بکری زندہ رہی اور صبح و شام دودھ دیتی رہی۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عام امارہ میں اس کی زندگی ختم ہوئی۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۱۶ سطر ۷)

ام معبد اور ابو معبد کا ایمان لانا

ایک مدت کے بعد ابو معبد مدینہ میں آیا اور خلعت اسلام زیب تن کیا' اور ساقی روح رواں یعنی سید انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے ایمان کا پیالہ پیا' اور ایک روایت میں وارد ہے کہ ام معبد اپنے خاوند کے ساتھ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور وہ بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئی' **و الحمد للہ علی ذالک** جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر نکلے اس روز سے ام معبد کے گھر پہنچنے کے روز تک ہاتف کو با آواز بلند یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنتے رہے۔

خیر اللہ رب الناس خیر جزائہ

رفیقین خلا خیمسی ام معبد ا

هما نزلا بالبر وارت ا جلا

فقد فازمن امسی رفیق محمد ا

سئلوا عنکم عن شاتها و اناتها

فانکم ان تسئا لوا الشاہ تشهد ا

کچھ اور اشعار بھی ان کے ساتھ تھے۔

نقل ہے کہ جب حسان بن ثابت نے ہاتف کی زبان سے یہ اشعار سنے' اسی وزن اور قافیہ میں فی البدیہہ شعر کہے جن میں سے بعض اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

لقد خاب قوم زال عنهم نبیهم و قدس من یسری الیہ و یغتد ی

نبی یری مالا یری الناس حولہ و یتلوا کتاب اللہ فی کل مشهد ا

لیهن ابابکر سعاد ۃ جد ہ بصحبتہ من یسعد اللہ یسعد ا

سراقہ کا تعاقب

صحیح بخاری میں عبدالرحمٰن بن مالک ہذیلی سے جو سراقہ بن مالک جعشم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اسے اس کے باپ نے بتایا' وہ سراقہ سے روایت کرتا ہے' کہ قریش کی طرف سے ہمارے پاس قاصد آئے اور انہوں نے اطلاع دی ہے کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرے یا قید کرے ہر ایک کے بدلے پوری دیت سو اونٹ اسے دیں گے اور اس کے تمام اخراجات کی کفالت کریں گے۔ ہر طرف انہوں نے قاصد روانہ کئے ہیں اور ہر جگہ یہ خبر پھیلا دی ہے' سراقہ کہتا ہے کہ میں ایک روز قریش کے درمیان یعنی بنی مدلج میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا جو دور ساحل کے راستہ چلے جا رہے ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سراقہ یہ بات سن کر خوش ہوا' اسے معلوم ہو گیا کہ یہ آپؐ ہی ہیں مگر قائل کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے کہا یہ فلاں فلاں شخص تھے جو میرے سامنے سے گزرے' میں نے ان کے حالات معلوم کئے' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی نہیں تھے۔ اس گفتگو سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اسے شک میں ڈال دے اور پھر اپنے کام کی تدبیر کرے' پھر مجلس عام سے اپنی مجلس خاص میں گیا اور لونڈی سے کہا کہ اس کے گھوڑے کو فلاں ٹیلہ کے پیچھے تیار رکھے' پھر پوشیدہ طور پر نیزہ پکڑا اور ان کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کے اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا اور بلا توقف گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر سے آگے بڑھ چکے تھے۔ اور خدا کے بھروسے اور اطمینان سے مدینہ کا راستہ طے کر رہے تھے۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جا رہے تھے۔ اچانک سراقہ دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ نزدیک پہنچا اس کا گھوڑا سر کے بل گرا اور وہ زمین پر گر پڑا' وہ پھر اٹھا اور سو اونٹوں کے لالچ نے اسے اس بات پر ابھارا کہ وہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ سے چل پڑا۔ کہتے ہیں کہ کنانہ سے تیر قمار نکال چکا تھا اور اس کے مقصد کے خلاف فال نکلی تھی' مگر اس کے باوجود وہ نہ رکا اور اس کا لالچ فال پر غالب آیا' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقب میں گھوڑا سرپٹ دوڑایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قدر نزدیک پہنچ گیا کہ کلام پاک کی تلاوت کی آواز اسے سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پکڑے جانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی' اور رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اے ابوبکرؓ روتے کیوں ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی ذات کے لئے نہیں روتا' میں آپؐ کی ذات گرامی اور گمشدگی پر روتا ہوں۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دشمن کا غم مت کیجئے۔ کیونکہ دوست ہمارے ساتھ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنا اسی وقت نیاز کی کمان سے دعا کا تیر پھینکا۔ اور ان کلمات کو اپنی زبان معجز بیان سے ادا فرمایا کہ **اللھم اکفناہ بما شئت** اے اللہ اس دشمن کے شر کو جس طرح تو چاہتا ہے دور فرما۔ حقیقت یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سراقہ کے درمیان ایک نیزہ یا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ فی الفور سراقہ کے گھوڑے کے چاروں دست و پا زانوؤں تک طویلہ کی میخ کی مانند زمین میں گڑ گئے۔ سراقہ چلا اٹھا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جانتا ہوں کہ یہ قید بلا آپ کی دعا کا اثر ہے۔ اب دعا فرمایئے کہ میرا گھوڑا آزاد ہو جائے۔ مجھے آپ سے کوئی سرو کار نہیں ہو گا۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ اور جو شخص پیچھے آ رہا ہو گا اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **اللھم ان کان صادق فاطلق فوسہ** فی الفور گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے۔ پھر سراقہ نے کہا' اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے نور بصیرت سے دیکھتا ہوں کہ تیری شمع نبوت کی شعاعیں تمام دنیا کو منور کریں گی۔ مجھے عہد نامہ عطا فرمایئے کہ جب آپ کی عزت و جلال کا جھنڈا ثریا کو چھونے لگے تو میں اس کے وسیلہ سے آپؐ کی بارگاہ جلال میں راہ پا سکوں۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا' اے عامر! کیا تیرے پاس قلم دوات ہے؟ عرض کیا ہاں' عامر بن فہیرہ نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ لکھا اور اسے دے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سراقہ کے پاس جو زاد راہ اور سامان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا' اور ایک روایت میں ہے کہ سراقہ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ اس نشانی کو لے لیجئے۔ راستہ میں میرے بہت سے مواشی اور ہیں جس چیز کی ضرورت ہو اس نشانی کے ذریعہ لے کر استعمال فرمائیں تو مجھ پر احسان عظیم ہو گا۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں تجھ سے یہی توقع رکھتا ہوں کہ میرے

معاملہ کو پوشیدہ رکھے گا۔ سراقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو قبول کیا اور امان نامہ کو اپنی جیب میں ڈال کر واپس ہوا۔ فتح مکہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین سے لوٹے تو مقام جعرانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور نامہ امان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا' آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آج نیکی اور وفا کا دن ہے' اسی جگہ دولت اسلام سے بھی بہرہ مند ہوا رضی اللہ عنہ۔

جب سراقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوٹا' تو بہت سے متلاشی اس راستہ پر اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ سراقہ جس کے پاس پہنچتا اسے کہتا کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب میں اس راستہ میں آیا تھا مجھے ان کا کوئی نشان نہیں ملا' لوگوں کو واپس لے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینان و سکون سے منزل مقصود پر پہنچ گئے اور راستہ میں کسی تکلیف سے دو چار نہ ہوئے۔

جب ابوجہل کو سراقہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچنے کا علم ہوا تو اس نے اسے ملامت کی اور اس کی سرزنش پر مشتمل نظم و نثر میں پیغام اس کی طرف بھیجا' ان ناپاک و نجس اشعار میں سے یہ دو شعر تھے۔

بنی مدلج انی اخاف سفیھکم　　　سراقہ یستوفی بنصر محمد
علیکم بہ ان لایفرق جمعکم　　　فصبح شتی بعد عود دسو دد

سراقہ نے جب ابوجہل کے اشعار پڑھے۔ اسے یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

ابا بالحکم باللات ان کنت شاہدا　　　لامر جوادی ان تسبح قوائمہ
عجبت و ان لم تشکک بان محمد　　　بنی بہ برھان فمن ذایکائمہ
علیک بکف الناس عنہ فانتی　　　اری امرہ یوما ستبد و امعاملنۃ

یعنی اے ابو الحکم! مجھے لات کی قسم اگر تو میرے گھوڑے کا اس وقت حال دیکھتا جبکہ اس کے دست و پا زمین میں مضبوطی سے اس طرح دھنسے ہوئے تھے کہ حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا' تو تو حیران رہ جاتا اور یقیناً تو کہہ اٹھتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ ان چند روشن دلائل سے جن کا چھپانا ممکن نہیں۔ تجھے چاہئے کہ اس کے ساتھ رشتہ مودت و معاونت استوار کرے' اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ کیونکہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ایوان رسالت کی بلندی آسمانوں سے ہمسری کرے گی۔

باش تا صبح دولتش بدمد　　　کیں ہنوز از نتائج سحراست

Presented by www.ziyaraat.net/

عنہ و عن و جمیع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔
ارباب سیر نے لکھا ہے کہ ان دنوں زبیر بن العوام، مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے ایک قافلہ کے ہمراہ مکہ کو جا رہے تھے، راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ملاقات ہوئی۔ زبیر بن العوام سابقین اہل اسلام میں سے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ سے گہری دوستی تھی، جب راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ملاقات کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس نے سفید لباس پہنایا اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک دوسری چادر دی اور ایک دوسرے کو الوداع کہا، زبیر مکے چلے گئے وہاں کے ضروری کام نمٹائے پھر مدینہ کو ہجرت کی اور بعض روایات میں ہے کہ زبیر کی بجائے طلحہ بن عبداللہ تھے۔ واللہ اعلم

آفتاب رسالتؐ کا مدینہ منورہ میں نزول اجلال

اصحاب سیر اور ماہرین فن حدیث و روایت رحمہم اللہ نے اس طرح بیان کیا کہ جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی آمد کے متعلق باشندگان طیبہ نے سنا کہ مکہ سے مدینہ روانہ ہو گئے ہیں وہاں کے تمام مسلمان قبلہ جمال اور کعبۂ اقبال کے استقبال کے لئے صرہ کی طرف باہر جاتے اور حضرت جلال محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تشریف آوری کا انتظار کرتے۔ جب ہوا شدید گرم ہو جاتی گھروں کو لوٹتے، جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مدینہ میں نزول اجلال فرمایا، حسب سابق مدینہ کے لوگ مراسم خدمت بجا لا کر اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ اتفاقاً" مدینہ کا ایک یہودی قلعہ کی چھت پر کسی کام کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سید کائنات اور سند مخلوقات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خیر و برکات اور فوز و نجات کی معیت میں دور سے چلے آ رہے ہیں۔ اور آپؐ کے چاند سے رخساروں کی شعاع خورشید تاباں کی مانند اس بیاباں میں چمک رہی ہے۔ اور آپ کا سرو قد سفید ملبوس میں جنت جاوید کی فضا میں طوبٰی کی مانند خراماں خراماں چلا آ رہا ہے۔ تو یہودی ضبط نہ کر سکا۔ بے اختیار پکار اٹھا **یا معشر العرب ھذا احد کم الذی تنظرونہ** یہ رہا وہ بخت و اقبال جس کے تم منتظر تھے اپنے اقبال و اجلال کا سایہ اس سرزمین کے خوش قسمت باشندوں کے سروں پر ڈالتے ہوئے اور اس ہدایت کے قابل میدان میں مہربانی و عنایت کے جھنڈے کو سربلند کئے ہوئے ہے۔ یہ مبارک اثر خبر آناً" فاناً" تمام شہر میں پھیل گئی۔ تمام لوگوں، مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں نے خود کو بہترین لباس و اسلحہ سے آراستہ کیا، فرحت و انبساط کے گھوڑوں پر سوار میدان جمعیت میں پہنچے۔ چنانچہ صرہ کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اور شرائط آداب بجا لائے۔ کہتے ہیں کہ وہ سرور و راحت اور عیش و آرام جو اس روز مدینہ اور اہل مدینہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تشریف آوری سے حاصل ہوا تھا، ایسا ہرگز

علیہ و آلہ و سلم کی زیارت نہیں کی تھی اس مجلس میں خادم مخدوم میں تمیز نہ کر سکے۔ چنانچہ تحفہ و سلام دعا حضرت ابوبکرؓ میں پہنچاتے اور آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ یہاں تک کہ سورج کی شعاعیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سایہ اقبال پر پڑنے لگیں۔ ابوبکرؓ نے اٹھ کر آفتاب رسالت کے لئے سایہ کا انتظام کیا، اس سبب سے حاضرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو پہچانا، اس کے بعد وہاں کے تمام باشندے مسلسل اور متواتر سید السادات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انواع و اقسام کی تعریف و نعت کہتے رہے، ان سے حسان بن ثابت نے اپنے بہترین قصیدہ میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مدح میں آپ کو چند اشعار سنائے یہ دو اشعار اس قصیدہ سے ہیں۔

منت من اللہ یوم حللت فینا   ووجھک اذ ھب ظلم اللیالی
فکنت کراسۃ نزلت علینا   بایمن طائر مجسن فالی

منت خدا یراکہ بما آمدی و برد   نور ہدایت تو ظلام ضلال را
بودی کرامتے و گرفتیم از رخت   بر خویشتن نجستہ و فرخندہ فال را

ہجرت کے پہلے سال کے واقعات
مدینہ طیبہ میں پہلی مسجد

علمائے سیر و تاریخ رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ راجح قول کے مطابق حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات چار دن رات قبیلہ بن بکر بن عوف کے پاس ٹھہرے۔ وہاں محلہ قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ حق سبحانہ و تعالٰی کی گواہی کے مطابق جس کی بنیاد تقویٰ پر تھی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ **لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ** اور پہلی مسجد جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مدینہ میں نماز ادا کی مسجد قبا تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مکہ سے مدینہ کا عزم فرمایا اس روز سے تیسرے روز حضرت علی صلواۃ اللہ علیہ نے بھی مدینہ کو ہجرت کی تیاری کی۔ ان کا مکہ میں ٹھہرنے کا مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کے سپرد وہ امانتیں کیں تھیں جو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس رکھی ہوئی تھیں تاکہ وہ ان کے مالکوں تک پہنچا دیں۔ جب انہوں نے یہ کام صحیح طور پر پورا کر دیا۔ پیدل مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ابھی قبا ہی میں تھے کہ حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں آ پہنچے، کہتے ہیں کہ

Presented by www.ziyaraat.net/

رات کو سفر کرتے اور دن کے وقت چھپے رہتے' یہاں تک کہ سترھویں یا اٹھارھویں ماہ ربیع الاول ولی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔ سفر کے رنج و ملال برداشت کرتے ہوئے آبلہ پا پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست حق پرست کو ان زخموں پر پھیرا اور شفاء کی دعا فرمائی فی الفور صحت مند ہو گئے۔ پھر زندگی بھر کوئی زخم اور تکلیف اس مشکل کشاء سردفتر اولیاء کے پاؤں کو نہیں ہوا۔ (معارج النبوت جلد ۲ ص ۲۶ سطر آخر)

تعمیر مسجد نبوی

وہ جگہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی بیٹھی تھی رافع بن عمر کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی' وہ دونوں اسعد بن زرارہ کے زیر کفالت تھے۔ اس جگہ کھجوریں فروخت کرتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے وہاں مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ زمین کس کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ سہل اور سہیل کی ملکیت ہے۔ اسعد اور اس کے دونوں ساتھیوں سہل اور سہیل نے دل و جان سے سید انس وجاں کے سپرد کر دی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا بلکہ دس مثقال سونے کے عوض اسے خریدا اور حضرت ابوبکرؓ کے حوالے کیا۔ انہوں نے وہ قیمت ان کے سپرد کر دی۔ اس جگہ کے نزدیک ہی کفار کی قبریں تھیں' کھجور کے درخت بھی تھے' اور غیر آباد جگہ بھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے قبروں کو برابر کر دیا گیا اور کھجوروں کے درختوں کو اکھاڑ دیا گیا اور ناہموار جگہ کو برابر کردیا گیا۔ جب زمین ہموار ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد کی تعمیر کے دوران مہاجر و انصار صحابہ سنگ و خشت لاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اینٹیں اٹھانے میں صحابہ کرام کے ساتھ موافقت کرتے تھے' دوستوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمارت میں اہتمام دیکھا کہ بنفس نفیس اینٹیں اٹھاتے ہیں تو تمام بڑی گرمجوشی اور زور و شور سے امداد و اعانت میں مصروف ہو گئے۔ علی مرتضیٰ اینٹیں اٹھاتے وقت یہ رجز پڑھتے۔

لا یستوی من یعمر المساجد   یداب منہا قائما و قاعدا

و من یرا من المستراب حامدا

عمار یاسرؓ نے یہ رجز حضرت علی سے یاد کر لیا تھا اور پڑھتے تھے۔ ایک صحابی فارغ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سمجھا یہ مجھ پر تعریف کر رہا ہے اسے کہا' چپ رہو ورنہ میں اس لاٹھی سے جو میرے ہاتھ میں ہے تجھے ماروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمار یاسر میری آنکھیں ہیں' کوئی

شخص اسے نہیں مار سکتا' صحیح بخاری کی روایت ہے کہ اس دن تمام صحابہ کرام ایک ایک اینٹ اٹھا کر لے جاتے تھے اور عمار یاسر دو دو اینٹیں اٹھا رہا تھا' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور دوسری اینٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اٹھاتا تھا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سر اور منہ سے مٹی جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے۔ **ویح عمار تقتلہ الفیئتہ الباغیہ یدعوھم الی الجنتہ و یدعونہ الی النار** اور عمار کہتے **اعوذ باللہ من الفتن**

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں جو حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کے درمیان ہوئی شہید ہوئے۔ القصہ جب عمارت چھت پر پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کھجور کی شاخیں چھت پر ڈال دیں اور کھجور کے تنوں کے ستون بنائے گئے۔ ان میں سے بعض محراب میں استعمال کئے گئے اور بیت المقدس کی طرف قبلہ مقرر ہوا' مسجد میں تین دروازے رکھے گئے' ایک وہ جسے باب الرحمتہ کہتے ہیں اور دوسرا وہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے' اور تیسرا مسجد کے پیچھے جہاں سے عوام مسجد میں آتے۔ ان دنوں مسجد کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی تھی' جس جگہ نماز کا وقت ہو جاتا اسی جگہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ یہ مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسی حالت پر تھی چونکہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ خلیفہ نے اسے کشادہ کیا' لیکن عمارت مسجد میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ مسجد کو کئی مرتبہ کشادہ کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمارت مسجد میں تبدیلی کرکے اسے وسعت دی' اس کی دیواروں کو پتھر اور چونے سے منقش کیا' اس کے ستونوں کو بھی منقش پتھروں سے ترتیب دیا گیا اور اس کی چھت کو ساج کی لکڑی سے بنایا گیا' پھر ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے اور زیادہ وسیع کیا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے مکانات کو جو مسجد سے متصل تھے مسجد میں داخل کر لیا گیا' اس کے بعد مہدی عباس نے اسے تعمیر کیا' اس کے بعد مامون رشید نے اس کی تجدید کی اور اسے وسیع کیا اور اسے پورا استحکام بخشا' اب تک خلیفہ مامون رشید کی تیار کردہ مسجد موجود ہے۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۱۳)

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے محلّہ میں قیام

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چھوٹے بڑے اکثر اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے امڈ آئے۔ مدینہ کے رہنے والے دل و جان سے چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی باگ اپنے اپنے قبضہ قدرت میں لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھروں میں ٹھہرا کر انہیں منور و محترم کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی سے ہاتھ اٹھا لو کیونکہ یہ مامور ہے جہاں اسے حکم ہوا ہے اسی جگہ پر ٹھہرے گی۔ نقل ہے کہ جب اونٹنی اس میدان میں آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے بالمقابل ہے تو اونٹنی بیٹھ گئی۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا دیا اور باگ ڈھیلی چھوڑ دی۔ تھوڑی دور جا کر واپسی اسی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتر آئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ہماری یہی منزل ہے۔ چونکہ ابو ایوب انصاریؓ کا گھر وہاں سے نزدیک تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامان وہ اپنے گھر لے گئے۔ اسی اثناء میں بعض انصار نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا سامان تو ابو ایوب انصاری لے گئے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لے چلیں تو بندہ پروری سے بعید نہ ہو گا۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا المرء مع رحلہ مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹنی ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اور جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے محمدؐ اسی جگہ اتریئے۔ کیونکہ ابو ایوب انصاری نے حق تعالیٰ کے لئے تواضع کی' جس وقت آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے لوگوں نے اپنے گھروں کو آراستہ کیا تاکہ آپ وہاں قیام فرمائیں۔ ابو ایوبؓ نے کہا میں کمزور' فقیر اور غریب جولاہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میرے گھر میں قیام فرمانا باعث عار تو نہ ہو گا؟ آپ میرے گھر میں کیسے ٹھہریں گے؟ چونکہ اس نے انکساری و تواضع اختیار کی اور خود کو اس قابل نہ سمجھا' آپؐ اس کے ہاں ٹھہرے' جس طرح جودی پہاڑ کے تواضع کرنے کی وجہ سے کشتی نوح علیہ السلام اس پر آ کر ٹھہری۔ اور کوہ سینا پر اس کے تواضع کرنے کی وجہ سے تجلی وارد ہوئی۔

ابو ایوبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قریبی قرابت رکھتے تھے اور وہ خط جو تبع نے شامول یہودی کے سپرد کیا تھا کہ یہ خط اس کے بیٹوں کے ذریعے نسلاً" بعد نسل رسول آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا' وہ ابو ایوبؓ کے پاس تھا کیونکہ یہ شامول کے اکیسویں فرزند تھے' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ان امور کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو ایوبؓ کے گھر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات ماہ تک اس مکان کی نچلی منزل میں رہائش پذیر رہے اور ابو ایوبؓ اپنے اہل و

عیال سمیت بالائی منزل میں رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو ایوبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں اور میرے اہل و عیال رات بھر سو نہیں سکے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا۔ اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ بالائی منزل میں کوئی شخص حرکت کرے یا چلے اور چاک یا غبار نیچے آئے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں چاہتا ہوں کہ آپ بالاخانہ میں تشریف رکھیں تاکہ ہم نچلے حصہ میں ٹھہریں۔ اور اس فکر و تردد سے نجات پائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اے ابو ایوب! مجھے نچلے حصے میں رہنے میں سہولت ہے اور مناسب بھی ہے کیونکہ میرے پاس لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اور اوپر آنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ابو ایوبؓ اے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ درست ہے لیکن یہ ادب کے خلاف ہے کہ آپؐ نچلے حصے میں ہوں اور ہم بالا خانہ میں۔ القصہ اس نے بہت اصرار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرما لیا۔ ایک ماہ بالا خانہ میں قیام فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حکم لائے کہ اب اپنے لئے گھر اور مسجد تعمیر کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ماہ مدینہ منورہ میں قیام کے بعد مسجد اور اپنے حجرہ کی تعمیر شروع کرائی۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۷۲ سطر ۱۹)

مسجد نبویؐ کی بنیاد اور ابو ایوبؓ کے مکان میں اس کا استقرار

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے مکے سے قبا میں تشریف آوری کے بعد وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی اور نماز بھی ادا فرمائی تھی لیکن اس ضمن میں مختلف روایات ہیں کہ آپؐ نے وہاں کتنے روز قیام فرمایا تھا اور اس دوران میں کون سے دن مسجد کی بنیاد ڈالی تھی بہرکیف آپ وہاں بنو عمرو بن عوف میں ٹھہرے تھے اور اس کے بعد وہاں سے سے جو مدینے کا بالائی حصہ کہلاتا تھا روانہ ہو کر بنو نجار کی طرف چلے تو عمرو بن عوف کے قبیلے کے لوگ آپؐ کی حفاظت کے لئے آپ کے گرد و پیش تلواریں لے کر ایک جلوس میں شکل میں آپؐ کو وہاں تک پہنچانے کے لئے ساتھ ساتھ آئے۔ اس جلوس میں آپؐ کی سواری آگے آگے اور آپؐ کے پیچھے ابو بکرؓ کی سواری تھی۔

جب آپؐ نے بنو نجار میں اپنی اونٹنی کے وہاں رک جانے اور بیٹھ جانے کے بعد قیام کا ارادہ فرمایا تو وہ لوگ قباء کو واپس چلے گئے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے آپ نے بنو نجار میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرمایا۔ یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ بنو نجار کے ایک وفات یافتہ شخص عمرو کے دو

Presented by www.ziyaraat.net/

تختوں سے بنائی گئیں تھیں' نیز یہ کہ اس کی چھت پر مٹی سے پہلے کھجور کے پتے رکھے گئے تھے اور آپ کی وفات تک وہ اسی حالت میں تھیں' پھر جب حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں جب وہ بوسیدہ ہو کر گرنے لگیں تو انہوں نے بھی مسجد کی تعمیر میں وہی چیزیں استعمال کروائیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کروائی تھیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں مسجد کو اینٹوں سے تعمیر کرایا۔ تاہم یہ روایت بھی غریب ہی بتائی جاتی ہے کیونکہ دوسری ثقہ روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی بنیادوں میں اینٹیں لگوائی تھیں اور اس کی دیواریں بھی کچی اینٹوں سے تعمیر ہوئی تھیں' البتہ اس کی چھت میں کھجور کے تختے استعمال ہوئے تھے اور اس پر کھجور ہی کی جھاڑیاں رکھی گئی تھیں' نیز یہ کہ اس میں حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کوئی تبدیلی یا اضافہ نہیں ہوا۔ البتہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی دیواریں پکی اینٹوں سے چنوا دی تھیں لیکن اس کی چھت میں وہی چیزیں استعمال کروائی تھیں جو آنحضرتؐ کے زمانے میں ہوئی تھیں یعنی کھجور کے تختے اور ان کے اوپر کھجور ہی کے پتے وغیرہ۔ ویسے ابو داؤد مذکورہ بالا حوالوں کے ذریعہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مسجد میں نہ صرف کافی اضافہ کیا تھا بلکہ اس کی دیواروں میں منقش پتھروں کے علاوہ اس کے فرش میں بھی پتھر کی سلیں لگوائی تھیں۔

مسجد کے موضوع سے کسی قدر ہٹ کر یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جسے امام احمدؒ نے ابی نضر' حشرج بن نباتہ عبسی' بہز' زید بن حباب' عبدالصمد اور حماد بن سلمہ کے حوالے سے بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے آخر الذکر دونوں کو یہ بات سعید بن جمہان اور سفینہ سے معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: "میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اور اس کے بعد ملوکیت میں بدل جائے گی۔" سفینہ اس حدیث پر اظہار رائے کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضورؐ کی بات سچ تھی کیونکہ آپ کے بعد ابوبکرؓ کی خلافت دو سال' عمرؓ کی دس سال' عثمانؓ کی بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت چھ سال رہی جس کی مجموعی مدت تیس سال ہوتی ہے۔

امام احمدؒ کی روایت کردہ حدیث کے بھی یہ الفاظ ہیں جنہیں ابو داؤد' ترمذی اور نسائی نے سعید بن جمہان ہی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حدیث حسن بتایا ہے۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۶۵ سطر ۳)

مسجد نبویؐ کے فضائل

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے وہاں مسجد کی بنیاد پڑنے اور اس کی تعمیر کا ذکر کرنے کے بعد اس کے مستند فضائل پر تفصیلی گفتگو سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد میں

محراب و منبر کی تعمیر کے بعد آپ کے منبر سے خطبہ شروع کرتے ہی جو حیرت خیز و اثر انگیز واقعہ پیش آیا اس کا ذکر کر دیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ مسجد نبوی میں آپؐ کے خطبات کے لئے ممبر کی تعمیر سے قبل آپؐ اپنے مصلے ہی سے مسجد میں نماز کے لئے جمع شدہ مسلمانوں کی طرف رخ کر کے خطبات ارشاد فرمایا کرتے تھے اور ان کے لئے دوران میں سہارے کے لئے مصلے کے قریب ہی ایک لکڑی کے ستون سے ٹیک لگا لیتے تھے لیکن جب پہلے روز آپ نے ممبر سے خطبہ ارشاد فرمانا شروع کیا تو اس ستون سے ایسی آواز آنے لگی جیسے کوئی بچہ اپنی ماں سے جدا ہو کر روتا ہے۔ یہ دیکھ کر اور لوگ تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے لیکن جب آپ نے ممبر سے اتر کر اس ستون پر شفقت سے ہاتھ رکھا تو وہ بالکل اسی طرح خاموش ہو گیا جیسے بچہ اپنی ماں کی گود میں آ کر چپ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ ممبر سے خطبہ ارشاد کرنے سے قبل اور اس کے بعد اس ستون پر شفقت سے ہاتھ ضرور پھیرتے تھے۔

یہ روایت سہل بن سعد ساعدی' جابرؓ' عبداللہ بن عمرؓ' عبداللہ بن عباسؓ' انسؓ بن مالک اور ام سلمہؓ کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اس روایت کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ مدینے کی اہل ایمان کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی اس کے علاوہ بے جان چیزوں کا بھی آپؐ سے اس درجہ لگاؤ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور یہی آپ کے رحمتہ للعالمین ہونے کا ثبوت ہے۔

قباء میں ظہور اسلام کے بعد پہلی مسجد اور وسط مدینہ میں مسجد نبوی کے فضائل سے متعلق تمام تر روایات درج ذیل ہیں:

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے یحیٰ بن انیس ابن یحیی نے بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ان کے والد نے ابو سعید خدری سے سنا کہ بنی خدرہ اور بنی عمرو بن عوف کے دو آدمیوں کے درمیان اس بات پر اختلاف تھا کہ جو مسجد بربنائے تقویٰ اپنی تعمیر کے لئے مشہور ہے وہ مسجد قبا ہے جو ظہور اسلام کے بعد سب سے پہلی تعمیر کی گئی یا مسجد نبوی؟ خدری کہتا تھا کہ وہ مسجد قبا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں آپ کی رائے دریافت کی' آپؐ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے اس مسجد کے متعلق فرمایا: "وہ یہ مسجد ہے" یعنی مسجد نبویؐ کو مسجد قباء پر فضیلت ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے مسجد قباء کے بارے میں "خیر کثیر" والی مسجد فرمایا۔

ترمذیؒ نے قتیبہ' حاتم بن اسماعیل اور انیس بن ابی یحیٰ اسلمی کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اسے حدیث حسن بتایا ہے۔

امام احمدؒ اسحاق بن عیسیٰ' لیث بن سعد' ترمذی' نسائی اور ان کے علاوہ قتیبہ' لیث' عمران بن ابی انس'

Presented by www.ziyaraat.net/

عبدالرحمٰن بن ابی سعید اور ان کے والد کے حوالے سے اس حدیث کے بارے میں مذکورہ بالا دو آدمیوں کا مسجد قبائل اور مسجد نبوی کی بابت باہم اختلاف بیان کرتے ہوئے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مندرجہ بالا جواب پیش کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں حمید الخراط کی زبانی ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے یہ حدیث اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ابی سلمہ نے جب عبدالرحمٰن بن ابی سعید سے پوچھا کہ ان کے والد کو یہ حدیث کیونکر معلوم ہوئی تو وہ بولے کہ انہوں نے جب مسجد قباء اور مسجد نبوی کی ترجیحی حیثیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود دریافت کیا تو آپ نے مٹھی بھر کنکر زمین سے اٹھا کر انہیں زور سے زمین پر پٹک کر فرمایا: "یہ تمہاری مسجد ہے۔" ظاہر ہے کہ اس سے آپ کی مراد مسجد نبوی تھی۔ مسجد نبویؐ کی فضیلت کے بارے میں امام احمدؒ نے کئی دوسرے متعدد حوالوں سے دو دوسری روایات میں بھی پیش کیا ہے۔ حضرت عمرؓ ان کے بیٹے عبداللہ، زید بن ثابت اور سعید بن مسیب نے بھی اپنی اپنی روایات میں آنحضرتؐ کی اس رائے کا اظہار کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ان کی تائید کی ہے۔ بہرکیف متاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ مسجد قباء کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں اس لئے تضاد نہیں ہے کہ مسجد قباء کی فضیلت اپنی جگہ درست ہے لیکن جیسا صحیحین (صحیح مسلم و صحیح بخاری) دونوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنی اپنی جگہ بلحاظ فضیلت جن تین مساجد یعنی مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد بیت المقدس کا بطور خاص زور دے کر ذکر فرمایا۔ وہ اس لئے کہ مسلمان انہیں تین مساجد سے زیادہ سے زیادہ لگاؤ رکھیں گے۔ آنحضرتؐ نے جیسا کہ صحیحین میں بیان کیا گیا ہے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کا ثواب سوائے مسجد حرام کے ہزاروں ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ صحیحین میں یحیی القطان کی زبانی حبیب، حفص بن عاصم اور ابو ہریرہؓ کے حوالے سے یہ روایت بھی پیش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

مسجد نبوی کے فضائل سے متعلق بے شمار احادیث ہیں جنہیں ہم انشاء اللہ "کتاب المناسک من کتاب الاحکام الکبیر" میں بیان کریں گے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم** (مولف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مسجد نبوی کے قریب ایک کمرہ اور آپؐ کے اہل و عیال کے لئے اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے حجرے بنائے گئے تھے۔ حسن ابن حصن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ جب لڑکے تھے تو اپنی والدہ خیرہ کے ساتھ جو ام سلمہ کی کنیز تھیں رہا کرتے تھے ان کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمرہ ایسا تھا جس کی چھت وہ اٹھا کر چھو لیا کرتے تھے اور اس کے کمرے کے ساتھ جو کمرے تھے وہ بہت ہی چھوٹے اور شکست و ریخت کے قریب معلوم ہوتے تھے۔

جو شکل و شمائل، جسامت اور قد و قامت حسن ابن بصریؒ کی بیان کی گئی ہے وہ خود حسن بصریؒ کی تھی۔ (مئولف)

سہیلی اپنی کتاب "الروض" میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو مکان بنائے گئے تھے وہ اینٹوں کے تھے، البتہ ان پر مٹی سے لپائی کی گئی تھی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض مکان پتھروں سے بنائے گئے تھے اور ان میں پہاڑی بجری بھی استعمال کی گئی تھی اور ان کی چھتیں بھی اینٹوں کی تھیں۔ اس کے بارے میں حسن بصریؒ کی جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمرہ درخت عرعر کی شاخوں کو باہم پیوست کرکے بنایا گیا تھا۔ انہی کے بقول اور جیسا کہ تاریخ بخاری میں بھی ہے۔ آپؐ کے مکان کا دروازہ پتلی پتلی لکڑیوں سے بنایا گیا تھا اور اس کی درزیں سوکھی گھاس سے بھر دی گئی تھیں نیز یہ کہ اس دروازے میں دو پٹ نہیں تھے۔ آپؐ کی ازواج مطہرات کی وفات کے بعد ان کے سارے مکان بھی مسجد کے صحن میں شامل کر لئے گئے تھے۔

واقدی اور ابن جریر وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اریقط دئلی مدینے سے مکے جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں زید بن حارثہ اور ابو رافع کو بھی ان کے ساتھ کر دیا تھا تاکہ وہ آپؐ کے اور ابوبکرؓ کے اہل وعیال کو لے کر وہاں سے مدینے لے آئیں۔ آپؐ نے اور ابوبکرؓ نے انہیں ضروری زاد راہ کے علاوہ پانچ سو درہم بھی دے دیئے تھے تاکہ وہ قدبر سے اونٹ خرید لیں۔ چنانچہ وہ حضرت فاطمہ، اور ام کلثوم، سودہ عائشہ کے علاوہ آپؐ کے اور ابوبکرؓ کے دیگر اہل و عیال کو مکے سے مدینے لے آئے تھے۔ حضرت عائشہ، عبداللہ بن ابوبکرؓ اور ان کی والدہ ام رومان تینوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کی والدہ ام رومان نے راستے میں اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ میں پکڑا دی تھی اور کہتی جا رہی تھیں: "میں مدینے پہنچ کر اپنی بیٹی کو دلہن بنا کر اس کی رخصتی کر دوں گی۔" حضرت عائشہؓ اس کے بعد فرماتی ہیں کہ "ایک جگہ کسی نے مجھ سے کہا کہ اونٹ کی مہار مجھے دے دو، چنانچہ میں نے مہار اسے دے دی۔ اس کے بعد اونٹ رک گیا اور ہم خدا کے فضل و کرم سے اس پر آرام سے اتر آئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جہاں وہ سواری سے اتری تھیں وہ جگہ سنخ تھی۔ پھر حضرت عائشہؓ آٹھ ماہ بعد اپنے گھر سے رخصت ہو کر زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے آپ کے مکان میں چلی گئی تھیں۔ ان کے ہمراہ ان کی بڑی بہن اسماء گئی تھیں جبکہ عبداللہ بن زبیرؓ ان کے شکم میں تھے۔ اس کا ذکر ہم انشاء اللہ آگے چل کر سال اول کے آخری واقعات کے ساتھ کریں گے۔

(البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۷۸ سطر آخر)

Presented by www.ziyaraat.net/

مدینہ میں مزید مسلمانوں کی آمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارث اور ابو رافع کو یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص غلام تھے۔ انہیں دو اونٹ اور پانچ سو درہم خرچہ دے کر مقرر فرمایا۔ حضرت فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت سودہ بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں اور ام ایمن جو زید کی بیوی تھیں اور اس کے لڑکے اسامہؓ کو مدینہ لائے۔ عبداللہ پسر ابوبکر نے عبداللہ اریقط سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے والد محترم کے مدینہ منورہ میں تشریف لے جانے کا حال سن رکھا تھا۔ اس موقع کو غنیمت جان کر عبدالرحمن' عائشہ اور اپنی والدہ ام رومان کو جو ابوبکرؓ کی بیوی تھیں کو ساتھ لیا۔ طلحہ بن عبداللہ نے بھی ان کے ساتھ موافقت کی۔ چنانچہ اہل بیتؑ کی رفاقت میں یہ تمام حضرات مدینہ آ گئے۔ اور اس طرح یہ ٹہنیاں اپنے اصل کے ساتھ مل گئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص اپنی رہائش کے لئے مسجد کی دیوار کے متصل حجرہ تعمیر کیا۔ اس کی تکمیل کے بعد ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے اہل و عیال کے ساتھ اپنے حجرہ مبارکہ میں منتقل ہو گئے۔

ظہر و عصر میں چار رکعت فرض کا حکم

نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے ایک ماہ یا زیادہ مدت کے بعد تین نمازوں میں ظہر' عصر اور عشاء میں دو رکعت کا اضافہ فرمایا جسے فرض کر دیا۔ ان تین نمازوں میں سے ہر ایک دو رکعت کی بجائے چار رکعت ہو گئی اور صبح و شام کی نمازیں اپنی حالت پر رہیں۔

عبداللہ بن سلام دامن اسلام میں

عبداللہ خود کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور لوگ جوق در جوق آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی لوگوں کی موافقت میں آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میری نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے لوگوں کا سا نہیں ہے۔ میں نے غور سے آپ کی باتیں سنیں۔ فرماتے تھے۔

ایھا الناس آمنوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الا رحام و صلوا باللیل و الناس بنام قد خلو جنت السلام

مدینہ پاک میں سرور کائناتؐ کا پہلا خطاب

عبداللہ بن سلام نے جب اس خطبے کے مندرجہ بالا الفاظ سنے تو گھر آیا۔ دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سوال پوچھے اور دل میں کہا کہ یہ تین سوالات ہیں جنہیں پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں اس سے زیادہ نہیں پوچھوں گا کیونکہ میں فضول سمع خراشی سے ڈرتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کبھی بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے' دوسرا یہ کہ جنت میں جنتیوں کو سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی۔ تیسرا یہ کہ قیامت کی متعینہ علامت بتایئے۔ جب عبداللہ بن سلام نے اپنے سوالات پورے طور پر بیان کر دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فی الفور ان کا جواب ارشاد فرمایا۔

ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام حق تعالیٰ کی طرف سے آئے اور پیغام لائے' عبداللہ سلام نے کہا ذاک عدو و الیھود جبرئیل علیہ السلام تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپ نے اس غلط فہمی کا قلع قمع کرنے کے لئے یہ آیت پڑھی۔ قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ ----- عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ تک پڑھی۔ پھر اس کے سوالات کے جوابات دیئے۔ فرمایا' والدین میں سے ایک کے ساتھ مشابہت' نطفہ منی کے اثر کی وجہ سے ہے۔ جس کا نطفہ منی زیادہ ہوتا ہے اس کے ساتھ مولود کی مشابہت ہوتی ہے۔ پہلا طعام جو اہل بہشت کو دیا جائے گا وہ اس مچھلی کا جگر ہو گا جس پر زمین قائم ہے لوگوں کے حشر کی ابتدا یوں ہو گی۔ کہ مشرق کی طرف سے آگ نمودار ہو گی۔ چرواہے کی مانند جو بھیڑ بکریوں کو ہانکتا ہے۔ لوگوں کو میدان حشر میں ہانک کر لے جائے گا۔

عبداللہ بن سلام نے جب اپنے سوالات کے جوابات سنے پکار اٹھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ اور سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' یہودی اور میری قوم باوجودیکہ میرے علم و دانش اور سیادت و ریاست کو تسلیم کرتے ہیں مجھ پر بہتان باندھیں گے اگر انہیں علم ہو گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو مجھ پر بہت زیادہ بہتان تراشی کریں گے۔ میری درخواست ہے کہ میرا اسلام ظاہر ہونے سے پہلے آپ انہیں بلائیں اور میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو ایک کونہ میں چھپا دیا اور یہود کو طلب کیا' انہیں خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں تم جانتے ہو کہ میں سچا رسول ہوں۔ اس کے باوجود تم ایمان نہیں لاتے۔ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ رسول برحق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا عبداللہ بن سلام تم میں کیسا آدمی ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہمارا پیشوا' ہم میں سب سے زیادہ دانشمند اور ہمارے پیشوا کا لڑکا ہے۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان

Presented by www.ziyaraat.net/

ہو جائے اور خدا تعالیٰ اسے اس دین سے محفوظ رکھے تو تم کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا حاشا کہ مسلمان ہو جائے اور خدا تعالیٰ اسے اس دین سے محفوظ رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین مرتبہ ان کلمات کو دھرایا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابن سلام باہر آؤ۔ ابن سلام کلمہ پڑھتا ہوا مکان سے باہر نکلا اور کہا اے یہود خدا سے ڈرو اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لے آؤ تم یقیناً جانتے ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کہنے لگے تم جھوٹ کہتے ہو اور ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا **هو اشد و اجعلنا و ابن اجهلنا** عبداللہ بن سلام نے کہا مجھے اسی بات کا ڈر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں مجلس سے نکال دیا۔

حضورؐ کی دعا سے مدینہ کی آب و ہوا خوشگوار ہو گئی

روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے اس جگہ کی ہوا میں عفونت تھی۔ انہیں موافق نہ آئی۔ اکثر مہاجرین بیمار ہو گئے۔ ان میں سے حضرت ابوبکرؓ اور ان کا غلام بلال بھی تھا۔ بخار نے ان کو پریشان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روزانہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ حضرت ابوبکرؓ بخار کی شدت میں یہ رجز پڑھتے۔

کل امر مصبح فی اهله و الموت علی من شراک نعله

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بخار سے آرام پاتے' عتبہ' شیبہ' امیہ بن خلف اور ان کے ناخلف ساتھیوں پر لعنت کرتے' کیونکہ ان لوگوں کی وجہ سے وہ مکہ کی عمدہ آب و ہوا سے محروم ہوئے تھے اور مدینہ کی متعفن ہوا میں گرفتار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان خستہ حالوں پر رحم فرماتے ہوئے یہ دعا فرمائی۔ **اللهم حبب الينا المد ينته كحبنا مكه اذا اشد اللهم بارك لنا فی صاعها و مد ها و صحهالنا و انصل حمايا الی الحجفته**

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس دعا کی برکت سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے غریب بیماروں کو تندرستی عنایت فرمائی اور مدینہ کی ہوا سازگار اور صحیح ہو گئی۔ وہاں کی عفونت اور **و با حجفته** کی طرف منتقل ہو گئی۔

عبداللہ ابن سلام کا اسلام لانا

امام احمدؒ محمد بن جعفر اور عوفؒ کی زبانی زرارہ اور عبداللہ بن سلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ خود

عبداللہ بن سلام نے زرارہ کو بتایا: "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو لوگ آپؐ کو دیکھنے کے لئے کثرت سے جمع ہو گئے اور میں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھا لیکن میری نظر جونہی آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی میں سمجھ گیا کہ اس چہرے والا شخص کاذب نہیں ہو سکتا۔" اس کے بعد عبداللہ بن سلام کہتے ہیں: "سب سے پہلے جو کلام میں نے آپ کی زبان مبارک سے سنا وہ یہ تھا: امن و امان پھیلاؤ' اطمینان سے کھاؤ' (کھانا کھاؤ) رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو اور پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔"

ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ اس روایت کو عوف الاعرابی اور زرارہ ابن ابی عوفی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں اور ترمذیؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس روایت کا سیاق اس کے صحیح ہونے کا مقتضی ہے اس لئے جو کچھ عبداللہ بن سلام نے بیان کیا وہ انہوں نے یقیناً آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے سنا ہو گا اور جب آپؐ نے قباء میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اس سے قبل ہی انہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ آپؐ کے وہاں داخل ہوتے ہی آپؐ کو دیکھ لیا ہو گا۔

اس سے قبل عبدالعزیز بن صہیب کی زبانی انس کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ جب آنحضرتؐ قباء سے روانگی کے بعد مدینے میں بنی نجار کے محلے میں پہنچے تو ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے دروازے پر رکنے سے قبل بہت سے لوگ آپؐ کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا بہت ممکن ہے کہ عبداللہ بن سلام ہی کی نظر آپؐ کے روئے مبارک پر سب سے پہلے پڑی ہو کیونکہ وہ بھی انہی لوگوں میں شامل تھے۔ ویسے بخاری نے اس سلسلے میں عبدالعزیز کی زبانی انسؓ کے حوالے سے جو بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن سلام نے آپ کو دیکھتے ہی آپ سے عرض کیا تھا۔

"**اشهد انک رسول الله و انک جئت بحق**۔" انہوں نے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے آپ سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ وہ (عبداللہ بن سلام) یہودیوں کے بڑے سے بڑے سرداروں بڑے سے بڑے عالموں اور ان کے بیٹوں کو خوب جانتے ہیں اور اس کے بعد آپؐ سے عرض کیا تھا کہ آپ انہیں یعنی ان یہودیوں کو طلب فرما کر اسلام کی دعوت دیں۔ لیکن ان سے یہ نہ فرمائیں کہ وہ (عبداللہ بن سلام) پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہیں ورنہ وہ کچھ کا کچھ کہنے لگیں گے۔ چنانچہ جب آپؐ نے ان یہودیوں کو طلب فرما کر ان سے اللہ سے ڈرنے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرکے مسلمان ہو جانے کے لئے فرمایا تو انہوں نے دوسرے حاضرین سے کہا: "ہم تو انہیں نہیں جانتے۔" ان کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جانب تھا اور یہ بات انہوں نے آپؐ کے بارے میں تین بار کہی۔ اس پر آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ عبداللہ بن سلام کو جانتے ہیں؟ یہ سن کر وہ یک زبان ہو کر بولے۔ "وہ ہمارے بزرگوں اور سب سے بڑے عالموں کی اولاد ہیں۔" ان کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے عبداللہ بن سلام کو آواز دے کر اپنے سامنے

Presented by www.ziyaraat.net/

طلب فرمایا اور ان کی طرف اشارہ فرما کر ان یہودیوں سے ارشاد فرمایا: "یہ تو مسلمان ہو چکے ہیں۔" لیکن وہ یہودی آپؐ کے اس ارشاد گرامی کا یقین نہ کرکے واپس جانے لگے تو عبداللہ بن سلام نے ان کے سامنے اپنے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہوئے ان سے کہا: "اے گروہ یہود واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں اور دعوت حق لے کر یہاں تشریف لائے ہیں۔"

عبداللہ بن سلام کی زبان سے یہ سن کر وہ بولے کہ وہ (عبداللہ بن سلام) ان کے اور ان کے بزرگوں کے فتنہ پرداز لوگوں میں سے ہیں اور پھر ان میں ہزاروں نقص نکال ڈالے جس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا: "مجھے اسی بات کا اندیشہ تھا۔"

یہی روایت عبداللہ بن سلام کے خاندان کے ایک اور شخص کے بارے میں بیان کی جاتی ہے۔ جو عبرانی زبان کا بہت بڑا عالم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے بھی پہلے قباء اور پھر بنی نجار کے ہاں آپؐ کی زیارت کی تھی اور مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی پھوپھی یا چچی سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کی باتیں وہی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے آپؐ کے نبی ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

(البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۵۹ سطر ۲)

آنحضرتؐ کی قبا سے روانگی اور بنی سالم میں آپؐ کا خطبہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناقے پر سوار ہو کر قباء سے روانہ ہوئے اور بنی سالم بن عوف کے گھر پہنچے تو اس وقت زوال کا وقت ہو چکا تھا۔ لہٰذا آپ نے وہاں موجود مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کے ساتھ پڑھا کیونکہ اس سے قبل مکے میں مشرکین قریش کی ایذا رسانی کی وجہ سے چند مسلمانوں کا آپس میں جمع ہو کر عام دنوں میں کسی وقت کی نماز پڑھنا بھی سخت مشکل تھا۔ اس لئے ظہور اسلام کے بعد اس جمعہ کی نماز کو جمعہ کی نماز باجماعت مسلمانوں کی ایسی پہلی نماز سمجھنا چاہئے۔ مکے میں ایسی نماز جمعہ اور اس کے خطبے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ انہیں یونس بن عبدالاعلیٰ اور ابن وہب نے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطبے کے بارے میں بتایا جو آپ نے قباء سے بنی سالم بن عمرو بن عوف میں پہنچ کر اس نماز جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا جو آپ نے مدینے میں پہلی بار ادا فرمائی تھی۔

سعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ آپؐ نے اس نماز جمعہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا:

"الحمد اللہ، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے طالب امداد ہوں، اس سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں، اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے وجود سے انکار نہیں کرتا۔ میں کفر

کرنے والے کا دشمن ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا بندہ اور رسول ہے جسے اس نے دوسرے رسولوں کی طرح دنیا کی ہدایت، دین حق کی تبلیغ اور زمین پر روشنی پھیلانے اور بندگان خدا کی پند و موعظت کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ انہیں علم، انسانوں کی گمراہی، دنیا سے رحلت، قرب قیامت اور قرب اجل کے بارے میں بتایا جائے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ رشید ہے اور جس نے ان سے منہ موڑ کر راہ معصیت اختیار کی وہ ہمیشہ کے لئے پست ترین قعر ذلت و ضلالت میں گرا۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں یہ وہ بھلائی ہے جو آخرت تک ہر مسلمان کو مسلمان بنائے رکھتی ہے۔ مسلمان دوسروں کو تقویٰ کا حکم اور اس کے نفس کی اطاعت سے روکتا ہے۔ جس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے نہ اس سے میرا کوئی ذکر ہے، تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کیا جائے اور اس (کے عذاب) سے ڈرا جائے، امر آخرت کی صداقت جلد ظاہر ہونے والی ہے، جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین بھلائی کا خواہش مند ہے وہ بظاہر اور بباطن اس کے حکم پر عمل کرتا ہے جس کی مدت کچھ بہت زیادہ نہیں ہے، اپنے نفس کی اطاعت سے پرہیز کرو، اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ جو شخص قول کا سچا اور ایفائے عہد میں کامل ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ مَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) اپنے ہر عمل میں وہ ظاہری ہو یا باطنی خدا سے ڈرو کیونکہ (**من یتق اللہ یکفر عنہ سیئاتہ و یعظم لہ اجرا**) اور (**من یتق اللہ فقد فاز فوزا عظیما**) جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بغض اور اس کی عقوبت کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی تکلیف بھی دور کر دیتا ہے۔ اللہ کا تقویٰ (خوف) چہرے کو روشن کر دیتا ہے، متقی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (پس) اس سلسلے میں اپنے فائدے کی بات لے لو، اس کی طرف بھی افراط کا خیال ترک کر دو، کیونکہ اس نے تمہیں اپنی کتاب مقدس کا علم بخشا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ اختیار کریں تاکہ سچے اور جھوٹے لوگوں میں امتیاز کر سکیں۔ بھلائی کرو جس اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے، اللہ کے دشمنوں سے عداوت رکھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو جیسا اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (جہاد میں) مسلمان کو اپنے دشمن کو ہلاک کرنے یا اسے زندہ چھوڑ دینے کا حق دیا، جو قوت ہے، فقط اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو، وہی آخرت میں موت کے بعد تمہارے کام آئے گا۔ بندوں کی اصلاح اور ان کی اصلاح کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کسی بات کا تقاضا کر سکتا ہے، بندے اس سے کسی بات کا تقاضا نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا زور اپنے بندوں پر ہے، ان کا اللہ تعالیٰ پر کوئی زور نہیں، بندے اللہ کی ملکیت ہیں، اللہ بندوں کی ملکیت نہیں ہے۔ **اللہ اکبر و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**"

نبی کریمؐ کا یہی خطبہ ہے جس کی ابن جریر نے بالا سناد مرسلہ روایت کی ہے۔ (مولف)

Presented by www.ziyaraat.net/

بیہقیؒ نے بھی اسی خطبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینے میں ورود کے بعد آپؐ کا پہلا خطبہ بتایا ہے۔ (مولف)

بیہقیؒ مزید کہتے ہیں کہ انہیں عبداللہ الحافظ' ابو العباس الاصم' محمد بن عبدالجبار اور یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق کے حوالے سے بتایا کہ آخر الذکر سے مغیرہ بن عثمان بن محمد بن عثمان اور اخنس بن شریق نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے حوالے سے بیان کیا کہ ورود مدینہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کے سامنے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں حمد و ثنا کے بعد جو کچھ ارشاد فرمایا وہ یہ تھا:

"لوگو! اپنی ذات حیثیت پر پہلے غور کرو' اللہ تمہیں بتاتا ہے اور پھر تم سے پوچھتا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر اس کے حکم سے بجلی گر پڑے تو کیا اسکے بعد اس کے بکریوں کے گلے کو بلانے والا اور چرواہا کوئی ہو گا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی تمہارا ترجمان ہے اور نہ کوئی تمہارا پردہ پوش' وہ تم سے یہ بھی فرماتا ہے کہ کیا اس نے تمہاری ہدایت کے لئے اپنا رسول نہیں بھیجا؟ کیا اس نے تمہیں مال و دولت نہیں دی؟ کیا اس نے تم پر اپنا فضل نہیں کیا؟ پھر تم اپنے نفس کی پیروی پر کیوں مائل ہو؟ ایسا کرو گے تو پھر اگر تم اپنے دائیں بائیں دیکھو گے تو تمہیں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور اگر نیچے نظر ڈالو گے تو آتش جہنم کے سوا کچھ نہ دیکھ سکو گے۔ کاش تم ایک لمحے کے لئے اس پر غور کر کے اعمال نیک کی طرف آؤ گے تو تمہارے لئے ایک ہی بہتر راستہ ہے یعنی کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اعمال حسنہ کا تجزیہ کرنے کے لئے دس سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ضرب در ضرب بے شمار مثالیں ہیں۔ **والسلام علی رسول اللہ و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔**"

بیہقیؒ مندرجہ بالا اصحاب کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس جمعے کا خطبہ آخر میں آنحضرتؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ یہ ہے:

"الحمد للہ! میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے امداد طلب کرتا ہوں' ہم اپنے نفس کے فتنوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں' اللہ جس کو گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں) سب سے بہتر کلام اللہ تعالیٰ کتاب (قرآن مجید) ہے' اس نے فلاح پائی جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے زینت بخشی اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے اختیار بخشا کہ وہ ہدایات اسلام کے علاوہ دنیا کے تمام انسانوں کی باتوں کو رد کر دے۔ کلام الٰہی سب سے زیادہ بہتر (یعنی شریں کلام) ہے اس کی تبلیغ کرو' جسے اللہ چاہے اسے تم بھی چاہو' اللہ کو اپنے دل کی تمام گہرائیوں سے چاہو' اللہ کے کلام اور اس کے ذکر کو الٹ پلٹ نہ کرو نہ اپنے قلوب میں اس کی کمی آنے دو' جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار بخشا اور اس کے

پہلی تحریر یہ تھی:

"یہ تحریر نبی امی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مدینے کے مومن و مسلم انصار اور مکے کے مسلم و مومن مہاجرین کے لئے بطور شرائط مواخاۃ اسلامی یادداشت کی صورت میں لکھائی ہے۔ اس کی شرائط یہ ہیں:

چونکہ مکے کے مہاجر ہوں یا مدینے کے انصار دونوں اسلام کی رو سے ملت واحد ہیں' اس لئے ان میں خواہ ان کا تعلق قریش مکہ کے کسی قبیلے سے ہو یا مدینے کے انصار بنی ساعدہ' بن جشم' بنی عمرو بن عوف اور بنی نبیت سے ہو' اپنے معاشی حالات اور کثر العیال ہونے کی وجہ سے تنگ دست ہونے کی وجہ سے کبھی ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے بلکہ بہرحال فہم و فراست کے راستے پر چل کر باہمی امداد اور بھائی بندی پر کمربستہ رہیں گے' کوئی مومن غیر مومن کا حلیف نہیں ہو گا' مومنین کے مابین بنائے ظلم و تعدی کا ذریعہ بنے گا کسی غیر مومن کی نصرت و امداد پر مائل نہ ہو گا۔ خواہ وہ اس غیر مومن کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' ہر مومن اپنے غریب پڑوسی کی مدد کرے گا' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ذمہ داری ہے' کوئی مومن کافر کے ساتھ ہو کر کسی مسلمان کو قتل کرے گا نہ مومن کے مقابلے میں کفار کی مدد کرے گا' بعض مومن یہودیوں کے غلام ہیں' اس لئے مومنوں کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ ان غلاموں کو ان کے غیر مومن مالکوں کے ظلم و تعدی سے بچائیں۔ کیونکہ تمام مسلمان ملت واحد ہیں اس لئے کوئی مومن فی سبیل اللہ جہاد میں کسی غیر مومن کی مدد نہیں کرے' البتہ بطور عدل و انصاف باہمی صلح و صفائی میں شریک ہو سکتا ہے' کوئی مومن قریش کے کسی مشرک کو پناہ دے گا نہ کسی مومن پر اس کو ترجیح دے گا۔ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے ہاتھوں بلا قصد قتل ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو دوسرے مسلمان بہ تقاضائے انصاف اس کے ورثا کو خون بہا یا دیت لینے پر راضی کرنے کی کوشش کریں گے' ہر مسلمان مکمل مسلمان ہے اس لئے اس کے لئے اپنے دین پر قائم رہنا لازم ہے۔ ہر مسلمان اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے اس صحیح یعنی شرائط تحریر کی پابندی کرے گا۔ اگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہو تو وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کر کے ان کے احکام کی پابندی کریں گے۔ ورنہ اس کے برعکس عمل پر خدا اور رسول کے مغضوب ٹھہریں گے اور دنیا و آخرت دونوں جگہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔"

Presented by www.ziyaraat.net/

مہاجرین و انصار میں مواخاۃ

البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۷۸ سطر ۳۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا :

(۱) **"والذین بتو و الدار و الایمان من قبلھم یحبون ----- الخ"**

(۲) **"و الذین عاقوت ایمانکم فا تو ھم نصیبھم ----- الخ"**

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے صلت بن محمد اور ابو اسامہ نے ادریس، طلحہ بن مصرف، سعید بن جبیر اور ابن عباس کے حوالے سے قول باری تعالٰی **(و لکل جعلنا موالی)** اور **(و الذین عاقدت ایمانکم)** کے بارے میں ورثہ کا یہ قول بیان کیا کہ ان آیات قرآنی میں جو اشارات ہیں وہ ان جملہ مہاجرین کے بارے میں ہیں جنھوں نے مکے سے مدینے کو اللہ کے حکم پر ہجرت کی اور ان انصار مدینہ کے بارے میں جنھوں نے ان مہاجرین کو خلوص قلب سے خوش آمدید کہا اور ان کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہو گئے اور انھوں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ وہ نہ صرف اللہ تعالٰی کے ارشادات پر ایمان رکھتے تھے بلکہ بعد میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حقیقتہ" بھائیوں کی طرح بھائی بھائی بنا دیا۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ سفیان نے عاصم سے سن کر انس کا یہ قول بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے گھر میں مہاجرین و انصار کو مواخاۃ اسلامی کی تلقین فرمائی تھی اور انھی کے گھر میں دونوں سے اخوۃ اسلامی پر قائم رہنے کا حلف لیا تھا اور ان میں سے دو دو افراد کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینے میں مہاجرین و انصار میں فرداً" فرداً" اخوت اسلامی کی بنیاد رکھی تھی اور انہیں خود اپنی زبان مبارک سے بھائی بھائی بنایا تھا۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں جو حدیث ہم تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ نے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے ان سے فرمایا: **"تاخوا فی اللہ اخوین"** یعنی اللہ کے نام پر دو دو آدمی ایک دوسرے کے بھائی بنو۔

مدینے میں مہاجرین کے ابتدائی مصائب

متعدد مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین مکہ کے مدینے پہنچنے سے قبل وہاں کی مقامی خصوصیات میں شدت کی گرمی، پانی کی کمی اور وبائی امراض کی کثرت تھی۔

اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ کی زبانی جو روایت منقول ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے مدینے پہنچ کر وہاں کی خصوصیات سننے کے بعد جب اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ انھوں نے مدینے کو کیسے پایا تو ان کا جواب یہ تھا کہ جن کے ساتھ وہ مدینہ آئے تھے ان کی خاطر سے وہ موت کو ان کے جوتے کی ایڑی کے ایک پرزے سے بھی کمتر سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے جب یہی بات حضرت بلالؓ سے پوچھی تو انھوں نے کہا کہ مدینے کے وہ عارضی مصائب تو کیا تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام پر رات سے صبح تک ان کے تمام بال نوچ لئے جائیں اور کھال اتار لی جائے تو وہ اس حالت میں بھی گھبرائیں گے نہیں بلکہ خوشی کا اظہار کریں گے۔

حضرت عائشہؓ سے جو روایت منقول ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انھی کے بقول حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کے مذکورہ بالا جوابات سے انہیں یہی اندازہ ہوا کہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں سرشاری کی وجہ سے یہ جوابات دینے پر مجبور تھے۔ ورنہ مدینے میں عام مہاجرین کو جن مصائب کا سامنا تھا وہ درحقیقت کچھ اور تھے۔

بہرکیف جب حضرت عائشہؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا :

"اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے مدینے کو مکے کی طرح بلکہ اس سے زیادہ محبوب بنا دیا ہے اور اس کے جملہ نقائص کو ہمارے لئے خوبیوں سے بدل دیا ہے؟"

ایک دوسری راویت میں جو امام احمدؒ نے یونس اور لیث کی زبانی زید بن ابی حبیب، ابی بن اسحٰق بن یسار، عبداللہ بن عروہ اور خود عروہ کے حوالے سے بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینے پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ دونوں بیمار ہو گئے تھے اور جب حضرت عائشہؓ مدینے پہنچیں اس وقت تک بیمار تھے۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اجازت لے کر جب ان کی عیادت کے لئے گئیں اور ان دونوں سے یکے بعد دیگرے ان کی ناسازی طبع کا احوال پوچھا تو ان دونوں نے وہی جوا بدیا جن کا مندرجہ بالا پہلی روایت میں حضرت عائشہؓ کی زبانی ذکر ہو چکا ہے۔

مدینے کے مذکورہ بالا شدائد کے بارے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جواب بھی متعدد مستند

Presented by www.ziyaraat.net/

روایات میں وہی ملتا ہے جو بطور حدیث نبوی سطور بالا میں درج کیا جا چکا ہے۔

صحیحین (صحیح مسلم و صحیح بخاری) میں ابن عباس کے حوالے سے جو روایت پیش کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اہل مکہ سے معاہدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے کچھ صحابہؓ عمرہ کی غرض سے مدینے سے مکے پہنچے تو اس زمانے میں مدینے کے موسمی بخار میں کافی عرصے تک مبتلا رہنے کی وجہ سے کافی کمزور ہو گئے تھے۔ چنانچہ انہیں دیکھ کر مشرکین مکہ آپس میں کہنے لگے کہ وہ مدینے کے مصائب اور وہاں کے وبائی امراض سے گھبرا کر نقاہت کے باوجود وہاں سے مکہ لوٹ آئے ہیں۔ ان کی ان چہ میگوئیوں کی خبر جب آپؐ کو ملی تو آپؐ نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف وغیرہ مستعدی سے کریں تاکہ مشرکین مکہ کا گمان گمان باطل ثابت ہو جائے۔

اس روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مدینے میں نماز کے وقت کچھ لوگ کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں سے آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا سبب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نصف ہوتا ہے اور ایسے لوگ جب اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی دعا کرتے ہیں تو اس کا اثر ان کے احساس و اظہار ضعف و اضمحلال کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادگرامی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی طرف مسلمانوں کس عذر کی بنا پر صوم و صلوٰۃ میں جو رعایت دی گئی ہے۔ اس سے متصادم یا متضاد نہیں ہے کیونکہ آپؐ کا یہ ارشاد تو عام مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور مصائب میں صبر و استقامت کے لئے تھا۔ ویسے نہ صرف اپنے رسول بلکہ عام مہاجرین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مدینے کی فضا کو اپنے فضل و کرم سے رفتہ رفتہ خوشگوار بنا دیا تھا۔ (البدایہ و النہایہ جلد ٣ ص ٢٧٢ سطر ١٣)

ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی وفات

ابی امامہ ان بارہ آدمیوں میں سے ایک اور پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی قوم بنی نجار کے سامنے مکے کے قریب عقبہ میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیعت کا اعلان کیا تھا اور اس وجہ سے اپنی قوم کے نقیب تسلیم کر لئے گئے تھے۔ انہوں نے تینوں عقبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کی بیعت کے مناظر دیکھے لیکن عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرکے مسلمان ہونے والے وہ پہلے جوان شخص تھے اور وہی پہلے آدمی تھے جنہوں نے جیسا کہ پہلے

بیان کیا جا چکا ہے' مدینے میں لوگوں کو جمع کرکے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا اعلان کیا تھا۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ابی امامہ اسعد بن زرارہ کی وفات اس مہینے میں ہوئی تھی جب مدینے میں مسجد نبویؐ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہ کہ ان کی موت گلے کی بیماری سے ہوئی تھی۔

ابن جریر اپنی تاریخی کتب میں کہتے ہیں کہ انہیں محمد بن عبد الاعلیٰ اور یزید بن زریع نے معمرؒ زہری اور انس کے حوالے سے بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شوکہ میں ابی امامہ سے ملے تھے جہاں کے لوگ بہت سچے اور نیک تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم نے یحییٰ بن عبداللہ ابن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کے حوالے سے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی امامہ کی موت پر فرمایا: ''ابی امامہ کی موت (اس وقت) ہوئی' کیونکہ یہودی اور دوسرے اہل عرب جو میرے مخالف ہیں کہہ رہے ہیں کہ اگر میں نبی ہوتا تو میرا ساتھی کیوں مرتا' حالانکہ اپنی یا اپنے کسی ساتھی کی موت کو روک دینا جیسی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔'' آپؐ کا یہ ارشاد واقعی تقاضائے وقت تھا کیونکہ ہجرت کے فوراً بعد ابی امامہ کی اچانک موت آپؐ کے لئے صدمے کا باعث تھا اور وہی پہلے شخص تھے جن کی وفات آپؐ کے مدینے میں تشریف آوری کے تھوڑے ہی دن بعد ہوئی۔ ویسے ابو الحسن بن اثیر کا خیال یہ ہے اور یہی انہوں نے ''غابہ'' میں لکھا کہ ابی امامہ کا انتقال ماہ شوال میں ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینے میں تشریف لائے ہوئے ساتواں مہینہ تھا۔ واللہ اعلم۔

محمد بن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابی امامہ اسعد بن زرارہ کی وفات کے بعد بنی نجار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اب ان کا نقیب کسے ہونا چاہئے یا آپؐ ان کی جگہ کسے اس حیثیت مقرر فرمانا چاہتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: ''آپ لوگ رشتے میں میرے ماموں ہیں اور اب میں آپ لوگوں میں آگیا ہوں تو آپ کا نقیب بھی اب میں ہی ہوں۔'' آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر وہ لوگ سوچ میں پڑ گئے کیونکہ آپ کا نقیب بنانا وہ خلاف ادب سمجھتے تھے۔ تاہم آپؐ کا یہ جواب اس مصلحت پر مبنی تھا کہ آپ ان میں سے کسی کو کسی دوسرے پر ترجیح دینا پسند نہیں فرماتے تھے۔ بہرحال بنی نجار کے فضائل میں اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ آپؐ ان کے نقیب ہوں۔
ابن اثیر کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ابی نعیم اور ابن مندہ دونوں کے اس بیان کی صریحاً'' تردید ہوتی ہے کہ ابی امامہ اسعد بن زرارہ اور بنی ساعدہ کے نقیب تھے اور ابی امامہ اسعد بن زرارہ واقعی بنی نجار ہی کے نقیب تھے۔ اور ابن اثیر کا مندرجہ بالا قول بالکل صحیح ہے۔

ابو جعفر بن جریر اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینے پہنچنے کے بعد

Presented by www.ziyaraat.net/

مسلمانوں میں وفات پانے والے پہلے شخص ابی امامہ ہی تھے۔ ابن جریر اس ضمن میں یہ بھی کہتے ہیں کہ جب آپؐ مدینے تشریف لائے تو اس کے بعد اپنی وفات تک ابی امامہ کے صاحب مکان کلثوم بن ہدم نے ایک کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں پہنا اور یہ کہ کلثوم بن ہدم کی وفات کے بعد یعنی اسی سال اچانک ابی امامہ بھی وفات پا گئے۔ جبکہ مسجد نبوی کی تعمیر ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جس میں ابی امامہ دن رات مشغول رہتے تھے۔

کلثوم بن ہدم بن امری القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی جن کا تعلق بنی عمرو بن عوف سے تھا بہت ہی بوڑھے آدمی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینے میں تشریف آوری سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ جب آپؐ نے مکے سے مدینے کو ہجرت کرنے کے بعد سے قباء میں قیام فرمایا تو وہ اس رات وہاں پہنچ گئے تھے اور آپؐ کے صحابہ کے ساتھ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا کے مکان میں رات سے صبح تک گفتگو میں مشغول رہے تھے جس کے بعد جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنی نجار میں منتقل ہو گئے۔

ابن اثیر بیان کرتے ہیں: "کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ کے مدینے میں پہنچنے کے بعد مسلمانوں میں وفات پانے والے یہی بزرگ تھے" اسعد بن زرارہ نے ان کے بعد وفات پائی۔ اس سلسلے میں طبری کا یہی بیان ہے۔

حضرت عائشہؓ حضورؐ کے نکاح میں

مشہور روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ کی رخصتی ماہ شوال ۱ھ میں ہوئی۔ چار شنبہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لائے۔ انصار کے مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں اکٹھی ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ کی عمر اس دن نو سال تھی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ان دونوں ہم محلہ سنخ میں بنی الحارث میں رہتے تھے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ میری والدہ نے آکر میرے بالوں میں کنگھی کی، منہ دھویا اور مجھے کھینچتے ہوئے اس مکان کے دروازہ تک لے گئی جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ چونکہ میں نے والدہ کے ہاتھ میں بے چینی کا اظہار کیا تھا۔ میرا سانس پھول گیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد مجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس تخت پر جو ہمارے گھر میں تھا بادشاہ کی مانند تشریف فرما دیکھا، مجھے لے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھا دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کی بیوی ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے لئے اس پر اور اس کے لئے آپ پر برکت نازل فرمائے۔ ہمارے پاس دعوت ولیمہ کے لئے کچھ نہیں تھا اور نہ

ہی اونٹ یا بکری ذبح کی۔ ہماری عروسی کا طعام، دودھ کا ایک پیالہ تھا جو سعد بن عبادہؓ کے گھر سے بھیجا گیا تھا، عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ جو موجود تھیں اس دودھ میں سے ہم نے پیا، پھر حاضرین نے مبارک بادی اور باہر چلے گئے۔ اور مبارک وقت میں قران السعدین ہوا یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زفاف ہوا، اس خاص حجرہ میں جو مسجد کے ساتھ تعمیر کیا گیا تھا قیام کیا یہاں تک کہ اسی جگہ آپ کا وصال ہوا۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۹ سطر ۵)

(یہ روایت کتاب اہل سنت کی ہے۔ علما اہل سنت ازواج نبی کی توہین کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ نہ جانے وہ اس روایت کے راوی اور مصنف کے بارے میں کیا فتویٰ جاری فرمائیں گے۔)

حضرت عائشہؓ کی رخصتی

امام احمدؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تزویج و رخصتی کے بارے میں وکیع، سفیان، اسماعیل بن امیہ، عبداللہ بن عروہ، ان کے والد اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے شادی شوال کے مہینے میں کی یعنی میری رخصتی اسی ماہ میں ہوئی، میرے ساتھ شادی سے زیادہ آپؐ کسی عورت کے ساتھ اپنی شادی سے محظوظ ہوئے ہوں گے؟"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ کے ساتھ شادی اور شوال کے مہینے میں اپنی رخصتی سے خوشی ہوئی ہو گی اور انہوں نے اسے اپنے لئے بابرکت سمجھا ہو گا۔

مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی سفیان ثوری کے حوالے سے یہ روایت پیش کی ہے اور ترمذیؒ نے اس روایت کو روایت حسن اور صحیح بتایا ہے لیکن ہم نے اس روایت کو بجز اس کے کہ یہ سفیان ثوری سے منقول ہے اس حد تک صحیح بلکہ قرین قیاس نہیں سمجھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی سے صرف سات یا آٹھ ماہ قبل ہو گئی ہو گی۔

البتہ اس سلسلے میں ابن جریر کے دو قول بھی پیش کئے گئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی شادی آنحضرتؐ سے حضرت سودہؓ سے آپ کی شادی سے قبل ہجرت کے بعد سخ میں دن کے وقت ہوئی تھی۔ یہ بیان ہرچند ان باتوں کے برعکس ہے جو آج کل بیان کی جاتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ عیدین کے درمیان شادی کسی کو راس نہیں آتی کیونکہ اس سے زوجین میں تفرقہ پڑ جاتا ہے لیکن یہ صرف ہمارے توہمات پر مبنی ہے کیونکہ خود حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق جو سطور بالا میں درج کیا گیا رسول اللہ صلی

Presented by www.ziyaraat.net/

اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کی شادی ماہ شوال میں ہوئی تھی اور رخصتی بھی اسی ماہ میں ہوئی تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا' انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آپؐ ان کے ساتھ شادی سے زیادہ کسی دوسری عورت کے ساتھ اپنی شادی سے محظوظ ہوئے ہوں گے؟

حضرت عائشہؓ کا یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی ازواج میں سب سے زیادہ انہی سے محبت کرتے تھے اور ان کا یہ بیان واضح دلائل سے ثابت ہے۔

بیں یا اکیس افراد پر مشتمل تھا اور وہ راستے میں دن کے وقت آرام کرتے اور رات کے وقت سفر کرتے تھے اور ان کا دستہ پانچویں روز صبح کے وقت خرار جا پہنچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ یہ لوگ خرار سے آگے نہ جائیں' کیونکہ اس سے قبل سعد عیر تک جو خرار سے ایک دن کے سفر کے فاصلے پر آگے تھا ستر افراد کا ایک دستہ لے کر پہلے ہی جا چکے تھے اور وہ دستہ بھی صرف مہاجرین پر مشتمل تھا۔

ابو جعفر بن جریر کہتے ہیں اور ابن اسحٰق بھی ان کی تائید کرتے ہیں کہ ہجری سال اول میں مدینے کے دور و نزدیک علاقوں سے گزرنے والے قریش مکہ کے قافلوں پر نظر رکھنے کے لئے تاکہ وہ کسی برے ارادے سے مدینے کی طرف نہ بڑھ سکیں اسلامی لشکر کے یہی تین دستے روانہ کئے تھے جن کا ذکر واقدی نے اپنی تاریخ اسلامی میں ہجری سال دو کے واقعات بیان کرتے ہوئے کیا ہے۔

سال اول ہجری کے مبارک دوران میں عالم اسلام کی نسبت سے پہلے پیدا ہونے والے بچے عبداللہ بن زبیرؓ تھے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور بخاریؒ نے بھی عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ اسماء اور ان کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ . . . (رضی اللہ عنہا) کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔ البتہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ سے چھ ماہ قبل نعمان بن بشیر پیدا ہو چکے تھے اور وہ ان دونوں بچوں کا سال ولادت دوسرا سال ہجری بتاتے ہیں یعنی نعمان بن بشیر کی ولادت ہجرت کے چودہ ماہ بعد اور عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہجرت کے بیسویں مہینے بتاتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی طرف سے سال ہجرت کا آغاز غلط اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ کیونکہ جیسا پہلے بیان کیا جا چکا ہے مکے سے مہاجرین کے اختتام ہجرت کے فوراً بعد عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہوئی اس لئے بہرصورت انہی کی ولادت اسلام میں پہلی ولادت قرار پاتی ہے۔ جو ہجری سال اول کے دوران ہی میں ہوئی۔ ہم اس کا تفصیلی ذکر ہجری سال دوم کے واقعات کے ضمن میں انشاء اللہ عنقریب چل کر کریں گے۔

ابن جریر کہتے ہیں اور یہی اکثر کہا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبیدہ اور زیاد بن سمیہ بھی ہجری سال اول کے دوران ہی میں پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔

یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ ہجری سال اول کے دوران ہی میں کلثوم بن ہدم نے وفات پائی۔ جب وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں مقام قباء میں آپ کے بنی نجار کی طرف روانہ ہونے سے قبل حاضر ہوئے تھے اور اسی سال ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے اس وقت وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد نبوی کی بنیاد رکھ چکے تھے لیکن اس کی تعمیر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ ہجری سال اول ہی میں ابو اصیحہ نے اپنی املاک پر طائف میں اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل سہمی نے مکہ میں انتقال کیا تھا۔

ابن جریر کے اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا انتقال اسلام لانے سے قبل ہو چکا تھا۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۲۹۴ سطر ۳)

حضورؐ غیب عالم دان ہیں

یہی پہلا سال تھا کہ ایک جنگل کے درندے بھیڑئے نے گفتگو کی۔ ہوا یوں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک چرواہے سے بھیڑ چھین لی۔ چرواہے نے چالاکی سے بکری اس سے واپس لے لی۔ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر آیا۔ اور اپنی دم اپنے درمیان سے نکال کر چوتڑوں کے بل بیٹھ کر فصیح زبان میں گویا ہوا' اور راعی سے کہا کہ وہ رزق جو خدا تعالٰی نے مجھے دیا تھا تو نے مجھ سے لے لیا۔ چرواہا کہنے لگا' خدا کی قسم ایسا عجیب واقعہ میں نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ بھیڑیئے گفتگو کریں۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ایک شخص اس نخلستان میں دو پہاڑوں کے درمیان گزشتہ اور آئندہ واقعات کی تمہیں خبر دیتا ہے اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے اور یہ کفار اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور دشمنی کے خنجر کو اعتقاد کی کمر سے نہیں اتارتے۔ اسی روز چرواہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اور بھیڑیئے سے باتیں کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جلد ہی آخری زمانہ میں ایسا ہو گا کہ ایک شخص اپنے گھر سے باہر نکلے گا' ابھی وہ گھر واپس نہیں آئے گا کہ اس کا چابک اور نعلین اس کے اہل و عیال کے حالات اس سے بیان کریں گے۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۳۵ سطر ۶)

یہودیوں کے ساتھ صلح

اسی پہلے سال بنی قریضہ' بنی نضیر اور بنی قینقاع کے یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے محمد آپ مخلوقات کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی گواہی دیں۔ میں وہ موعود پیغمبر ہوں جس کی تعریف و توصیف تم نے توریت میں دیکھی اور پڑھی ہوئی ہے۔ میں وہی پیغمبر ہوں جس کی خبر تمہارے علماء نے تمہیں دی ہے۔ کہ مکہ میں پیدا ہو گا اور میری ہجرت گاہ یہ جگہ ہو گی۔ اور سب پیغمبروں سے آخری اور سب سے زیادہ بزرگ پیغمبر میں ہوں گا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

علیہ و علیہم السلام۔ اور میری دوسری صفات ایک ایک کرکے انہوں نے بیان کی ہیں۔ یہود نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم نے سنا' لیکن ہم کسی دوسرے کام کے لئے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان صلح کے قواعد مستحکم ہو جائیں۔ جس کا مضمون یہ ہو کہ ہم سے کوئی نفع و ضرر نہ پہنچے لیکن ہم

حضور اکرم کے غزوات

بسند ہائے صحیح و حسن و معتبر حضرت امام جعفر صادق اور امام علی نقی علیہم السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی کسی اہم کام کے لئے منت مانے کہ کثیر رقم صدقہ کروں گا تو اس کو چاہئے کہ اتنے درہم تصدق کرے اس لئے کہ خداوند عالم نے قرآن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور مومنوں سے خطاب فرمایا ہے ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ﴾ یعنی خدا نے تمہاری کثیر موقعوں پر مدد کی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ ہم نے ان مواقع کو شمار کیا جن میں آنحضرتؐ نے مشرکوں سے جہاد کیا تھا اور خدا نے حضرتؐ کی مدد کی تھی تو وہ اسی ۸۰ موقع تھے۔ اور شیخ طبریؒ نے مجمع البیان میں روایت کی ہے کہ جن غزوات میں آنحضرتؐ بہ نفس نفیس موجود تھے وہ چھبیس غزوے ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ ابوا تھا پھر غزوہ بواطہ' غزوہ عشیرہ' غزوہ بدر اولیٰ' غزوہ بدر کبریٰ' غزوہ بنی سلیم' غزوہ شویق' غزوہ ذی امر' غزوہ احد' غزوہ بحران' غزوہ اسد' غزوہ نبی نضیر' غزوہ ذات الرقاع' غزوہ بدر اخیرہ' غزوہ دومتہ الجندل' غزوہ خندق' غزوہ بنی قریظہ' غزوہ بنی لحیان' غزوہ نبی قرد' غزوہ بنی مصطلق' غزوہ حدیبیہ' غزوہ خیبر' فتح مکہ' غزوہ حنین' غزوہ طائف اور غزوہ تبوک تھے۔ ان میں سے نو غزوات میں حضرتؐ نے خود جہاد کیا۔ پہلا غزوہ بدر کبریٰ جو ہجرت کے دوسرے سال ۱۷ ماہ رمضان روز جمعہ کو واقع ہوا دوسرا غزوہ احد ہے جو ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں ہوا تیسرا و چوتھا غزوہ خندق و بنی قریظہ جو چوتھے سال ماہ شوال میں ہوئے پانچواں غزوہ بنی المصطلق ہے جو سال پنجم ماہ شعبان میں ہوا چھٹا غزوہ خیبر ہے جو ہجرت کے چھٹے سال ہوا ساتواں غزوہ فتح مکہ ہے جو آٹھویں سال ماہ رمضان میں ہوا۔ آٹھواں اور نواں غزوہ حنین و طائف جو ہجرت کے آٹھویں سال ماہ شوال میں ہوئے اور جن لڑائیوں میں حضرتؐ نے لشکر بھیجے اور خود تشریف نہیں لے گئے۔ وہ چھبیس ہیں۔

کلینیؒ نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ کرتے

ہیں تو ہمارا شعار جنگ کے درمیان یا محمدؐ یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہوتا ہے اور جنگ بدر و احد میں صحابہ کا شعار یا نصر اللہ اقترب تھا یعنی اے خدا کی مدد قریب ہو۔ جنگ بنی النضیر میں یاروح القدس ارح تھا اے روح القدس راحت دے جنگ بنی قینقاع میں یا رب لا یغلبنک تھا پروردگار کفار تیرے لشکر پر غالب نہ ہونے پائیں۔ جنگ طائف میں یا رضوان تھا حنین کی جنگ میں یا نبی عبداللہ تھا جنگ احزاب میں حم لا ینصرون تھا جنگ بنی قریظہ میں یا سلام اسلمھم تھا جنگ مریسیع میں جس کو جنگ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں الا الی اللہ الامر تھا۔ جنگ حدیبیہ میں الا لعنۃ اللہ علی الظالمین تھا جنگ خیبر میں یا علی اتھم من عل تھا۔ فتح مکہ میں نحن عباد اللہ حقا تھا جنگ تبوک میں یا احد یا صمد تھا جنگ بنی الملوح میں امت امت تھا اور جنگ صفین میں یا نصر اللہ تھا۔ اور امام حسین علیہ السلام کا شعار یا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تھا وہی شعار ہمارا ابھی ہے اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ جنگ میں تمہارا شعار کیا ہے انہوں نے کہا حرام ہے فرمایا کہ اپنا شعار حلال کو قرار دو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کا شعار "یا منصور امت" تھا۔ احد کی لڑائی میں مہاجرین یا نبی اللہ عبداللہ یا بنی عبدالرحمٰن کہتے تھے اور قبیلہ اوس والے یا بنی عبداللہ کہتے تھے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوئی لشکر کسی دشمن کی طرف بھیجتے تھے تو ان کے لئے دعا کرتے تھے اور لشکر کے سرداروں کو ان کے ماتحتوں کے ساتھ طلب فرما کر اپنے پاس بٹھاتے اور سردار کو خود اس کے اور اس کے لشکر کے بارے میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی ہدایت فرماتے۔ پھر ہر ایک سے تاکید فرماتے کہ خدا کا نام لے کر اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے جاؤ اور خدا و رسول کی خوشنودی کے لئے جہاد کرو ہر اس شخص کے ساتھ جو خدا کا منکر ہے' اور مکر و فریب مت کرو۔ غنیمت سے کچھ مت چراؤ اور کافروں کو قتل کرنے کے بعد ان کے ہاتھ' پیر اور آنکھ ناک اور دوسرے اعضا مت قطع کرو۔ اور بوڑھوں'

Presented by www.ziyaraat.net/

بچوں اور عورتوں کو مت قتل کرو اور نہ راہبوں کو جو عبادتخانوں میں بیٹھے ہوں یا غاروں اور پہاڑوں میں خلوت گزین ہوں اور نہ درختوں کو کاٹو سوائے ان کے جن سے تم کو دشواری اور زحمت ہو۔ اور مسلمانوں میں کوئی کسی کافر کو امان دیدے تو وہ مسلمانوں کی طرف سے امان میں ہوگیا اس کو چھوڑ دو تاکہ خدا کے کلام کو سنے اگر وہ تمہارے دین کا تابع ہو جائے تو وہ دین میں تمہارا بھائی ہے اور اگر انکار کرے تو اس کے جائے پناہ میں اس کو پہنچا دو اور اس کے قتل پر خدا سے مدد کے طلبگار رہو۔ اور دوسری روایت میں فرمایا خرمے کے درختوں کو مت جلاؤ اور پانی میں غرق مت کرو' پھل دار درختوں کو مت کاٹو' زراعت کو آگ مت لگاؤ' ممکن ہے کہ تم اس کے محتاج و ضرورت مند ہو حلال جانوروں کے پیروں کو مت کاٹو جب تک کہ ان کے کھانے کی ضرورت نہ ہو۔ جب مسلمانوں کے دشمنوں کا مقابلہ ہو تو پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو اگر ایک بات بھی مان لیں تو قبول کرو اور ان کو چھوڑ دو۔ سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کو دارالسلام کی جانب ہجرت کا مشورہ دو۔ اگر وہ ہجرت نہ کرنا چاہیں اور اپنے شہر میں رہنا ہی پسند کریں تو اعراب کی مانند ہوں گے جن کو غنیمت سے حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اگر وہ دعوت اسلام قبول نہ کریں تو ان کو جزیہ دینے کی شرط پیش کرو۔ اگر وہ اہل کتاب سے ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دیں۔ اگر وہ یہ شرط قبول کریں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ اگر ان میں سے کوئی بات نہ مانیں تو خدا سے مدد طلب کرو اور ان سے جہاد کرو۔ اگر کبھی اہل قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے خواہش کریں کہ خدا کے احکام پر قلعہ سے باہر آئیں تو قبول کرو بلکہ اپنے میں سے کسی کو حاکم بنا لو شائد تم کو ان کے بارے میں حکم خدا کا علم نہ ہو اور اگر تم ان کو امان میں دو تو اپنی امان کے ساتھ امان دو خدا و رسولؐ کی امان کے ساتھ امان مت دو۔ اور جناب امیرؑ سے بسند معتبر روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کے پانی میں زہر مت ملاؤ بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے کبھی کسی دشمن پر شب خون نہیں مارا جناب صادقؑ سے بسند موثق روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ کے لشکر کی تعداد جنگ بدر میں تین سو تیرہ اور جنگ خندق میں نو سو تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے ذریعہ سے جب خیبر کو حاصل کیا' زمین و باغ اور کھیتوں کو شراکت میں اہل خیبر کو دے دیا کہ ان سے جو کچھ حاصل ہو نصف مسلمانوں کا حصہ ہوگا اور نصف کے حقدار وہ خود ہوں گے اس اپنے نصف میں سے زکواۃ عشر اور نصف عشر دیں اور جب اہل طائف مسلمان ہوئے اور ان پر زکواۃ اور نصف عشر کے سوا اور کچھ مقرر نہ فرمایا اور مکہ معظمہ میں جب قوت کے ساتھ داخل ہوئے تو وہاں کے سب باشندے اسیر ہوئے حضرتؐ نے سب کو آزاد کر دیا اور فرمایا جاؤ میں نے تم سب کو رہا کر دیا اور معاف کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا لشکر کافروں سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا جب وہ لشکر واپس آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مرحبا معمولی جہاد سے تو تم فارغ ہو گئے لیکن تم پر جہاد اکبر ابھی باقی ہے۔ پوچھا جہاد بزرگ کیا ہے؟ فرمایا نفس امارہ کے ساتھ جہاد کہ اس کو اس کی خواہشات سے روکو وہ تمام جہادوں سے دشوار ہے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیہاتی عربوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ اپنے مکانوں میں رہیں ہجرت نہ کریں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کوئی جہاد کا موقع آئے تو اس میں شریک تو ہوں گے مگر ان کو مال غنیمت سے حصہ نہ ملے گا اور بسند موثق انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ عورتوں کو اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے کہ مردوں کی مرہم پٹی کریں گی لیکن ان کو غنیمت میں حصہ نہ ملے گا مگر تھوڑی سی عطا و بخشش کے طور پر دے دیا کرتے تھے دوسری معتبر حدیث میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے قول حق تعالیٰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (پ۱۰ آیت ۶۰ سورۃ انفال) کی تفسیر دریافت کی یعنی کافروں کے لئے مہیا کرو طاقت جو تم سے ہو سکے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے مراد تیر اندازی ہے دوسری معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خدا گھوڑے اور اونٹ اس شرط پر دوڑاتے تھے کہ جو کچھ اس سے حاصل ہو جہاد پر صرف کریں اور آیت کریمہ اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ابتدا میں

Presented by www.ziyaraat.net/

جہاد کے لئے مقرر تھا کہ سو مسلمان ہزار کافروں کے مقابلے میں کھڑے ہوں اور میدان سے بھاگیں نہیں پھر خدا نے ان پر فضل کیا اور اس حکم کو منسوخ فرما دیا اور سو مسلمانوں خود قریش کے ساتھ جہاد کے لئے تیار ہوئے اور بواط کے مقام تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے پھر حضرتؐ غزوہ عشیرہ کے لئے نکلے قافلہ قریش سے مقابلہ کے ارادہ سے عشیرہ تک پہنچے جو ینبع میں ایک موضع ہے اور تمام ماہ جمادی الاول اور جمادی الثانی کے چند ایام وہاں ٹھہرے اور بنی مدلج اور قبیلہ ضمرہ کی اولاد سے صلح کر کے واپس آئے۔ عمار یاسرؓ سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت امیر المومنینؑ کے ہمراہ غزوہ عشیرہ میں تھا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو یقظان آؤ بنی مدلج کے حالات چل کر دیکھیں کہ وہ اپنے چشمہ پر کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں حضرت کے ساتھ ان کے قریب گیا اور کچھ دیر دیکھتا رہا کہ ہم پر نیند غالب آ گئی اور ہم نخلستان میں جا کر خاک پر سو رہے۔ ناگاہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بیدار کیا۔ جناب امیرؑ کے جسم سے خاک جھاڑ رہے تھے اور فرماتے تھے ابو تراب اٹھو اور فرمایا کہ اے ابو تراب میں تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کروں جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ حضرتؐ نے فرمایا شقی ترین مرد سر خک ثمود تھا جس نے ناقہ صالحؑ کو پے کیا اور اس امت کا شقی ترین وہ شخص ہے جو تم کو اس جگہ ضربت لگائے گا اور اپنے دست اقدس کو آنحضرتؐ کے فرق مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اس کے خون سے اس کو تر کر دے گا۔ اور حضرتؑ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا (مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱ سطر ۱۲۔ تاریخ دمشق جلد ۱ صفحہ ۲۲ ۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۷۳ ۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ ۔ سیرت النبی ہشام جلد ۲ ص ۲۳۴ ۔ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۶۴۔ الامتاع ص ۵۵۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۴۔ الکنی والاسماء جلد ۲ ص ۱۶۲ ۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۴ ۔ رغبتہ الآمل جلد ۷ ص ۱۸۰ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۶۰ ۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۰ ۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۴۱ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۴۷ سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۴۲) پھر غزوہ عشیرہ سے مدینہ کی جانب واپس آئے اور دس روز نہ گزرے تھے کہ کرز بن حارث فہری اہل مدینہ کے چوپائیوں اور مویشیوں کو حملہ کر کے ہنکا لے گیا۔ حضرت اس کی تلاش و تعاقب میں نکلے اور صفوان کی وادی تک پہنچے جو بدر کے قریب و جوار میں ہے اسی غزوہ کو غزوہ بدر

اولے کہتے ہیں اس میں حضرتؐ کے علمدار جناب امیرؑ تھے اور حضرتؐ نے مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا جانشین بنایا تھا غرض کرز کو نہ پایا اور مدینہ واپس آئے اور جمادی الثانی کے باقی ایام اور رجب و شعبان کے پورے مہینے حضرتؐ مدینہ میں اقامت پذیر رہے اسی اثنا میں حضرت علیہ السلام نے سعد بن وقاص کو اسی اشخاص کے ساتھ بھیجا وہ بھی بغیر جنگ کے واپس آئے پھر مدینہ والوں کو ایک گروہ کے ساتھ عبداللہ بن جحش کو مدینہ سے باہر بھیجا ان کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ماہ حرام تھا اور ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ جب دو روز راستہ طے کر لینا تو اس خط کو پڑھنا جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہو اس پر عمل کرنا انہوں نے بموجب تاکید کے دو روز کے بعد اس خط کو کھولا اور پڑھا اس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں جا کر قیام کرو اور قریش کے حالات سے جن کا تم کو علم ہوتا رہے مجھے اطلاع دیتے رہو۔ یہ پڑھ کر کہا جان و دل سے منظور ہے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس کو شہادت پسند ہو وہ میرے ساتھ آئے۔ یہ سن کر ہمراہی ان کے ساتھ چلے اور نخلہ میں پہنچے۔ وہاں عمرو بن الحضرمی حکم بن کیسان عثمان اور مغیرہ پسران عبداللہ بھی منقہ اور چھال اور کھانے کی چیزیں برائے تجارت طائف سے خرید کر لئے ہوئے آئے وہ مکہ جا رہے تھے جب ان لوگوں نے لشکر اسلام کو وہاں دیکھا اور خوفزدہ ہوئے مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے اپنا سر مونڈوا لیا اور ان پر ظاہر کیا گویا ہم لوگ عمرہ کے لئے آئے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے وہ ماہ رجب کا آخری دن تھا۔ یہ سن کر مشرکین مطمئن ہو گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اگر ہم ان سے جنگ کرتے ہیں تو ماہ حرام میں جنگ قرار پائے گی اور اگر چھوڑ دیتے ہیں تو یہ کل مکہ میں پہنچ جائیں گے اور مجمع البیان کی روایت کے مطابق ان پر مشتبہ تھا کہ آیا ماہ رجب شروع ہو گیا یا نہیں آخر ان کی یہ رائے قرار پائی کہ ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ نے ایک تیر عمر بن الحضرمی کو مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا مال و سامان غنیمت میں لے لیا اور مدینہ لائے اور مشرکین میں سے دو شخصوں کو اسیر بھی کر لیا۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ جب مال غنیمت آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا میں نے ماہ حرام میں جنگ کرنے کی ممانعت نہیں کی تھی اور آپ نے

Presented by www.ziyaraat.net/

مال غنیمت اور اسیروں پر تصرف نہ کیا وہ لوگ اپنی اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوئے۔
ادھر کفار قریش نے حضرتؐ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؐ نے ماہ حرام کو حلال کر دیا اور
نے ان کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں تا کہ لوگوں کی تالیف
قلوب ہوتی رہے اور آپ کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ اپنی کتابوں میں وہ پڑھ چکے تھے کہ
آنحضرتؐ دو قبلہ والے ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کعبہ کو قبلہ قرار
دینا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ وہ آپؐ کے اجداد کرام اور جناب ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور
سات ماہ کے بعد یا سولہ یا سترہ یا اٹھارہ یا انیس مہینے کے بعد علے الاختلاف وہ قبلہ منسوخ
ہوا اور حضرتؐ کعبہ کی جانب مامور ہوئے اور رخ کیا جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید
میں ارشاد فرمایا اور شیخ طوسی نے تہذیب میں .بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی
ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس وقت آنحضرتؐ نے کعبہ کی جانب نماز میں
رخ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جنگ بدر سے واپسی کے بعد اور کلینی نے .بسند جس روایت
کی ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا جناب رسول خداؐ بیت المقدس کی
جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا کعبہ کی طرف پیٹھ کرتے تھے فرمایا جب
تک مکہ میں تھے پشت بھی نہ کرتے تھے۔ لیکن جب مدینہ تشریف لائے تو کعبہ کی جانب پیٹھ
اور بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو کعبہ کی
طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے
مکہ میں مبعوث برسالت ہونے کے تیرہ سال تک اور انیس ماہ تک مدینہ میں بیت المقدس
کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ تو یہودیوں نے کہا تم ہمارے تابع ہو اور حضرتؐ رنجیدہ
ہوئے اور رات کے وقت باہر نکل کر آسمان کی جانب نظر کی یعنی وحی کے انتظار میں تھے
صبح ہوئی اور آپؐ نے نماز ادا کی اور وحی کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت
آیا اور آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی تھی کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے قَدْ
نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ۲ آیت ۱۴۴
سورۃ البقرہ) "بیشک ہم تمہارا آسمان کی طرف بار بار نظر کرنا دیکھتے تھے لہٰذا ہم تم کو اس
قبلہ کی طرف پھیرے دیتے ہیں جس کو تم پسند کرتے ہو" اور جبرئیلؑ نے نماز ہی میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ جو

آپؐ کے پیچھے تھے سب نے کعبہ کی جانب رخ کر لیا۔ مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں
مردوں کی جگہ پر ہو گئے۔ تو پہلی دو رکعت بیت المقدس کی طرف ہوئی اور آخری دو
رکعت کعبہ کی طرف ادا کی گئیں۔ یہ خبر مدینہ کی دوسری مسجدوں میں بھی پہنچی تو وہاں کے
لوگوں نے بھی جو دو رکعت ادا کر چکے تھے اثنائے نماز ہی میں کعبہ کی جانب رخ کر لیا اس
سبب سے وہ مسجد دو قبلہ والی مسجد مشہور ہو گئی۔ اس وقت مسلمانوں نے کہا تھا کہ جو
نمازیں ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں وہ ضائع ہوئیں اس وقت خدا نے یہ آیت
نازل کی ماکان اللہ لیضیع ایمانکم (پ۲ آیت ۱۴۳ سورۃ البقرہ) یعنی خدا ایسا
نہیں ہے کہ خدا تمہارے ایمان کو ضائع کر دے گا" یعنی تمہاری نمازوں کو جو بیت
المقدس کی جانب تم نے پڑھی ہیں اور حدیث موثق میں منقول ہے کہ جن لوگوں نے مسجد
قبلتین کی جانب نماز پڑھی تھی وہ عبد الاشہل تھے اس میں بہت سی حدیثیں ہیں بعض کہتے
ہیں کہ قبلہ کے منقلب ہونے کے بعد مسجد قبا کی تعمیر ہوئی اور حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے
اس کی تعمیر کی اور کہتے ہیں کہ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں تعمیر ہوئی اور اسی
سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اور اسی سال زکواۃ فطرہ واجب ہوئی اور اسی
سال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے عید الفطر کی نماز صحرا میں جا کر ادا کی۔
(حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۲۳ سطر آخر)

حمزہ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے روانہ ہوئے یہ قافلہ شام سے آیا تھا اس
میں تین سو آدمی تھے، ابوجہل بن ہشام ہمراہ تھا۔
یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیص کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے
فریقین کی مڈ بھیڑ ہوئی یہاں تک کہ سب لڑنے مرنے کے لئے صفیں باندھ لیں۔
مجدی بن عمرو الجہنی جو فریقین کا حلیف تھا۔ کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا
اور کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان حائل ہو گیا۔
حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے واپس ہوئے۔
السراج المبین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشرکین
مکہ کے ہاتھوں پریشان ہو کر مدینہ آ گئے تھے تا ہم کینہ پرور اور حاسد قوم آپ کی فکر سے
غافل نہ تھی۔ اسلام کا استیصال اور نعوذ باللہ محمدؐ کے قتل کو وہ کبھی بھول نہیں سکتے تھے

Presented by www.ziyaraat.net/

ایسی حالت میں اسلام اور اہل اسلام کو ان کی مخالفتوں سے بچنا اور مدینہ کی قوموں میں امن قائم رکھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرض تھا اور اس مفید اور ضروری انتظام کے لئے ذیل کے امور لازمی تھے کیونکہ بغیر ان کے قریش سے سخت دل اور بے رحم قوم کے مقابل میں حفاظت اسلام اور امن عام کا قائم رکھنا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔

(۱) اسباب کی خبر رکھنے کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبے میں ہیں۔

(۲) جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینے کے گرد رہتی تھیں ان میں امن کا قائم رکھنا اور قریش کی نہ مدد کرنے کا معاہدہ کرنا مگر اس کے ساتھ ہی عہد شکنی کی حالت میں ان سے مقابلہ کرنا اس ارادہ کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا امن کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہد شکنی کی مکافات قائم نہ کی جاتی تو کوئی معاہدہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکتا تھا اور امن مطلوبہ خیال نہیں ہو سکتا تھا۔

(۳) جو مسلمان مکہ میں پہنچ گئے تھے اور موقع پا کر وہاں سے ہجرت کرنا چاہتے تھے ان کی اعانت کرنا کیونکہ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا قریش کو ہمیشہ یہی خیال لگا رہتا تھا کہ شاید اس کے ساتھ کوئی مسلمان کسی حیلے سے بھاگ نہ جائے۔

(۴) قریش کی جو جماعت مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینے پر آنے والی ہے ہتھیاروں سے اس کا مقابل کرنا۔

(۵) جب کافران مسلمانوں کو جو ان کے قبضہ میں ہیں تکلیف دیتے ہوں تو ان ظلم رسیدہ مسلمانوں کی اعانت اور مخلصی کے لئے ان کافروں پر ہتھیار اٹھانا اور ان سے مقابلہ کرنا۔

(۶) جب کافران مسلمانوں کو جو ان کے احکام مذہبی ادا کرنے سے منع کریں جو ان کی علمداری میں بستے ہیں تو ان پر ہتھیار اٹھانا اور ان سے مقابلہ کرنا اگرچہ ان غزوات کی صورت مذہبی جنگ کی ہو گی لیکن اسلام کا مقصود ان غزوات سے اپنی مذہبی آزادی حاصل کرنا شمار ہوگا۔ جو کسی طرح قابل الزام نہیں کہا جا سکتا آنحضرت کے زمانہ میں جتنے غزوہ اور سرایا واقع ہوئے وہ انہیں اصول پر مبنی تھے اسلام کی کامیابیاں اور اس کی اتنی وسیع اور شریح فتوحات پورے طور سے کرتے ہیں کہ جہاد کرنے کی اور دشمنوں سے بچنے کیلئے

اسلام کے یہ مقرر کئے ہوئے قاعدے کتنے صحیح سچے اور جائز تھے جب تک ان قواعد کی پابندی رہی اسلام کی ظلم و تعدی زبردستی اور بے جا تیغ کشی کی شکایت دنیا کے کسی گوشہ سے نہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو جہاں کہیں دست بقبضہ ہونے کی مجبوری ہوئی اس کی اصلی غرض مدافعت تھی غزوہ سریہ دونوں کے معنی جنگ کے ہیں غزوہ اس کو کہتے ہیں جس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک ہوں اور سریہ اسے کہتے ہیں جس میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک نہ ہو سکے ہوں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جنگ پر اہل اسلام میں کسی کو عام اس سے کہ مہاجر ہوں یا انصار سردار لشکر بنا کر لشکر کے ہمراہ بھیج دیا ہو۔ جناب علی مرتضیٰ عموماً" تمامی غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے اور ہر معرکہ میں فوج اسلامی کی علمداری آپ ہی کے لئے مخصوص تھی۔ عن ثعلبہ ابن ابی مالک قال کان علی اخنرایۃ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر المشاھد کلھا (مناقب امام احمد بن جنبل) ابن عباس فرماتے ہیں کہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب علی مرتضیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمدار تھے سریہ کی خدمت آپ کو کم سپرد ہوئی اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کو کسی دوسرے اہل اسلام کی ماتحتی میں کسی خدمت کے بجا لانے کی کم تکلیف دی گئی۔

غزوہ ودان

غزوہ ودان یا ابوایہ ابوا غزوہ ماہ صفر سن ۱ ہجری میں ہوا ودان مکہ اور مدینہ کے درمیان فرع کی طرف واقع ہے یہ بستی جفہ سے ملی ہوئی ہے برشتی وہاں سے چھ میل اور ابوا آٹھ میل ہے ابوا فرع کے متعلقات سے ہے اور یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ مقدسہ حضرت آمنہ خاتون کی قبر واقع ہے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو لے کر ودان کی طرف تشریف لے گئے۔ قبلہ بنی بکر جن کا خاندانی سلسلہ رسول اللہؐ سے عبد مناف اور کنانہ کی پشت میں ملتا ہے وہاں بستے تھے وہ فوج اسلامی کی آمد دیکھ کر کچھ ایسے خائف ہوئے کہ فوراً" صلح پر راضی ہو گئے اور فیما بین یہ طے پایا کہ وہ اسلام اور

Presented by www.ziyaraat.net/

کفار دونوں میں کسی کی طرف نہ ہوں ان میں شریک ان کے اس معاہدے کے بعد آپ اپنی جماعت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے۔ (کامل ابن اثیر ص ۴۵)

غزوہ بواط یہ غزوہ اس کے بعد ربیع الاول میں واقع ہوا ابواط ایک چھوٹی سی بستہ کوہ خیبر سے ملی ہوئی پہاڑ پر رضوی کے پاس واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خارجا" معلوم ہوا کہ کفار قریش پورے سامان جنگ کے ہمراہ یہاں تک پہنچ کر مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ سن کر اسلامی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور علی مرتضیٰ کو علمدار لشکر بنایا مگر بواط کے قریب پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر افواہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھی کامل ابن ایثر ص ۴۵ غزوہ سفوان یا بدر الاولیٰ بواط کے بعد ہی یہ غزوہ واقع ہوا بدر ایک چشمہ کا نام ہے جو وادی صفراء کے اخیر حصہ میں مکہ اور مدینہ کے مابین واقع ہے وہاں سے سمندر کا کنارہ ایک رات کا راستہ ہے چشمہ بدر پر عرب کے دو مشہور قبیلہ بنی مدنج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ آباد تھے۔ اس غزوہ کا یہ سبب تھا کہ کرزبن جابر الفہری نے مدینہ والوں کے مویشی لوٹ لیے مدینہ والوں نے اس کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کی آپ نے مجرموں کی تنبیہ کے لئے اسلامی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور علی مرتضیٰ کو علم فوج عنایت فرما کر ان کی طرف تشریف

طبقات میں ہے آغاز سفر میں ہجرت کے گیارہویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا غزوہ الابواء ہے آپ کا علم حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا ۔ آپ نے مدینہ پر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ قافلہ قریش کو روکنے کے لئے ابوا پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی یہی غزوہ ودان ہے اور آپ دونوں مقام الابواء کے اور ودان پر وارد ہوئے ان دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے' یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے بہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوہ میں آپ نے فحشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں بنی ضمرہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ ضمرہ سے جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے آپ کے اور ان کے درمیان ایک عہدنامہ تحریر کیا گیا (اور ضمرہ بنی کنانہ میں سے ہیں)

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ الابواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ا ص ۳۰۸ سطر ۱۲)

طبقات ابن سعد میں ہے ہجرت کے تیرہویں مہینے شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا غزوہ بواط ہے آپ کا جھنڈا سفید تھا اور سعد بن ابی وقاصؓ لئے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینے میں سعد بن معاذؓ کو اپنا خلیفہ بنایا اور دو صحابیوں کے ہمراہ اس قافلہ قریش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیر بن خلف الجمعی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔

آپ بواط پہنچے یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلہ میں علاقہ رضویٰ اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے بواط اور مدینے کے درمیان تقریبا" چار برد (اڑتالیس میل) کا فاصلہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور آپ مدینے مراجعت فرما ہوئے۔ (ص ۳۰۹ سطر ۴)

اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرزبن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علیؑ بن ابی طالب

غزوہ بدر الکبریٰ

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں اہل اسلام کو کفار قریش کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کا موقع ملا اہل اسلام کی تعداد ۳۱۳ تھی اور قریش کی جمعیت ۹۵۰ یا ہزار کے قریب تھی۔ (کامل ابن ایثر ص ۷۴ ابو الفدا ص ۱۳۴)

فوج مشرکین کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت دیکھ کر کسی کو کامیابی کی امید نہ تھی۔ فوج مشرکین تو بڑے شاہانہ جلوس کے ساتھ مدینہ کی طرف چلے گانے والی عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ عیش و طرب کے سامان ساتھ تھے نو نو دس دس اونٹ دونوں وقت ذبح کئے جاتے تھے۔ قریش کے معزز اور مشہور رئیس ہمراہ تھے۔ اور ہر رئیس کی طرف سے ایک روز لشکر کی دعوت ہوتی تھی۔ (مغازی الصادقہ واقدی ص ۲۶) فوج اسلام میں یہ بندوبست تھے نہ یہ سامان نہ اتنے سواروں کی کثرت تھی نہ اتنے پیادوں کی جماعت

Presented by www.ziyaraat.net/

لشکرمیں کل ۳۱۳ آدمی تھے جن کے لئے سواری بھی پورے طور سے کافی نہیں تھی۔ ۳۱۳ آدمیوں میں کل دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک اونٹ پر باری باری سے تین آدمی سوار ہوتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری کا اونٹ بھی شرکت سے خالی نہیں تھا۔ کبھی جناب رسول خداؐ سوار ہوتے تھے اور کبھی علی مرتضیٰ علیہ السلام اور کبھی زید بن حارثہؓ بہرحال فوج اسلام مشرکین سے پہلے چشمہ بدر پر پہنچ گئی اور چشمہ سے کسی قدر فاصلہ پر بالو کے ایک ٹیلہ کے قریب اپنے خیمے نصب کر دیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حریف کی تلاش ہوئی اور زبیر ابن العوامؓ اور سعد ابن وقاصؓ کو علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ مشرکین کے تجسس میں روانہ فرمایا جناب علی مرتضیٰؑ چاہ بدر پر آ بیٹھے ان کے آتے ہی ایک حبشی بھی آیا اور چاہ بدر پر کھڑا ہو گیا علی مرتضیٰؑ اس کی صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ فوج مخالف کا جاسوس ہے اور ہماری خبر دریافت کرنے آیا ہے وہ شامت کا مارا آتے ہی ان کے دیکھتے ہی ایسا گھبرایا کہ سوائے خاموشی کے اس کو کچھ بن نہ آیا جناب علی مرتضیٰؑ اس کی گھبراہٹ خوف اور دہشت دیکھ کر فوراً اس کی طرف بڑھے اور اس کو گرفتار کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے وہ کچھ ایسا خائف ہو رہا تھا کہ ذرا سے استفسار پر بول اٹھا کہ میں مشرکین کا غلام ہوں اور عریض میرا نام ہے میں صرف اسلام کی حقیقت دریافت کرنے یہاں آیا تھا کے محاسن اخلاق اور آپ کی مروت و اشفاق کسی طرح اس امر کے متقاضی نہ ہوئے کہ سب سے پہلے مہاجرین مقابلہ کے لئے نکالے جائیں اور بنی ہاشم جو قریش بھی تھے اور مہاجر بھی فوج کی زینت بنا کر حریف کے مقابلے سے بچائے جائیں اس رعایت اور یک طرفہ مروت کا خیال مسلمانوں کے دل میں پیدا ہو کر کیا غضب پیدا کرتا اور اشاعت اسلام کی ان ابتدائی کاروائیوں میں کیسا تزلزل واقع ہوتا مگر آپ کی مروت و اخلاق نے بہت جلد اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا کہ عبیدہ ابن حارثؓ ابن عبدالمطلب حمزہؓ ابن مطلبؓ اور علی بن ابی طالب ابن مطلب کو فوراً ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔

شیبہ بن ربیعہ کا مقابلہ عبیدہ بن حارثؓ سے ہوا کیونکہ یہ دونوں آپس میں قریب تھے عتبہ ابن ربیعہ حمزہؓ کا مقابل ٹھہرا اور ولید ابن عتبہ جو اپنے باپ کی لاجواب دلیریوں کی یادگار تھا علی ابن ابیطالب کا مقابل ہوا آپس میں دست بقبضہ ہونے سے پہلے

تینوں مقابل اپنے اپنی شجاعت اور جرات کے جوش میں رجز خوانی کرنے لگے ولید نے علی مرتضیٰؑ کو نہ پہچانا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اس دن پشمیہ سفید کا سربند باندھے تھے اور تمامی جسم اصلاح جنگ سے پوشیدہ تھا ولید کے رجز کے جواب میں جو رجز آپ نے پڑھا وہ یہ تھا۔

تبا و تعسا لک یا ابن عتبہ اسقیک من الکاس المنا یا شربۃ ولا ابالی بعد ذالک غبۃ "اے ابن عتبہ ہلاکت تجھ کو ہو۔ میں تجھے کاسہ مرگ پلاتا ہوں اور اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ تو پھر کر اب نہ آئے گا"۔

تاریخ طبری ص ۱۳۹۷ ابوالفدا ص ۳۰۴ مغازی الصادقہ ۵۶ دیوان علی علیہ السلام ص ۵۶

ان تینوں مقابلوں میں جس نے سب سے پہلے اپنے مقابل کو زیر کیا وہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام تھے ان کی تیردستیوں نے ولید ابن عتبہ کو صرف ایک تیر لگا کر ایسا مجبور کر دیا کہ وہ مقابلہ کی تاب نہ لایا اور میدان جنگ چھوڑ کر چاہتا تھا کہ بھاگ کر اپنے باپ عتبہ سے جا ملے جو حضرت حمزہؓ سے اس وقت تک جنگ میں مصروف تھا مگر علی مرتضیٰؑ کی تیغ تیر نے پہنچ کر اس کے رشتہ امید سے پہلے ہی اس کے رشتہ حیات کو منقطع کر دیا اور وہ زمین پر گر کر اپنے خون میں آپ ہی لوٹنے لگا تاریخ طبری جلد چہارم ص ۱۳۹۸ اپنے حریف کا خاتمہ فرما کر جناب علی مرتضیٰؑ حضرت حمزہؓ کی طرف متوجہ ہوئے ان کے آتے ہی حمزہؓ نے عتبہ کو مار لیا مشرکین میں سے دو نموداروں کا جان نثاران اسلام نے یوں خاتمہ فرمایا اب شیبہ جو عبیدہ بن الحارث الہاشمیؓ سے مقابل تھا شروع جنگ سے لے کر اس وقت تک ان دونوں میں تلوار چلائی اور کوئی کسی سے سربر نہ ہو۔ آخر کا شیبہ کا ایک تیر ایسی سختی سے عبیدہ کے پاؤں پر بیٹھا کہ ساق پا کا گوشت استخواں سے چھوٹ کر نیچے لٹکنے لگا جناب علی المرتضیٰؑ کی تیزدستی ہوشیاری اور ہمت خصوصاً ایسے تنگ موقع پر نہایت قابل قدر تھی انہوں نے دور سے عبیدہ کو اس مصیبت میں گرفتار دیکھا اور فوراً اس کی کمک کو جا پہنچے ابھی شیبہ ان کے قتل کی تدبیر ہی میں تھا کہ اس کی موت اس کے سر پر آپہنچ اور علی المرتضیٰؑ کی ایک ضرب نے اس کی تمام سرگرمیوں کو ٹھنڈا کر دیا اور وہ مردہ ہو کر گھوڑے سے

Presented by www.ziyaraat.net/

زمین پر آ رہا۔ (المرتضٰی ص ۴۹ باسناد کامل ابن اثیر)

اسلام کے مجاہدین نے بہت جلد اپنے مقابل مشرکین کا خاتمہ کر دیا اور دوسروں کا انتظار کرنے لگے مگر فوج کفار میں ایسے نبرد آزما اور دلیر جوانوں کے مارے جانے سے پریشانی اور غیر اطمینانی پھیل چکی تھی اور اب بنی ہاشم کے آئندہ مقابلے کے لئے کسی قریش کا پاؤں نہیں پڑتا تھا واقعی بات بھی ایسی ہی تھی ان مقتولین کی شجاعت اور دلیریوں پر فوج کفار کو بہت بڑی تقویت تھی مگر جوانان ہاشم اپنے اپنے حریفوں پر غالب نہ آتے تو بس آج ہی اسلام کا خاتمہ بھی ہو جاتا اور پھر کسی اہل اسلام کے پاؤں میدان جنگ میں نہ ٹھہرتے ان سخت اور خوفناک حملوں کا ذکر کلام مجید میں اس طرح آیا ہے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ کیا وہ لوگ جو بدکار رہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو بھی مثل ان کے کر دیں گے جو ایمان رکھتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں ان کی موت اور زندگی دونوں برابر ہے کیا برا ان کا خیال ہے اور هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ نزلت فی الذین بزر ویوم بدر حمزة و علی و ابوعبیدہ بخاری باب المغازی المرتضٰی ص ۳۱

هذا ولدتنی امی۔

جناب علی مرتضٰیؑ فرماتے ہیں بار بار کی سخت لڑائیوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نہایت قوی زبردست اور نوجوان ہوں وہ پہلوان جو شب بیدار مثل جن کے ہوں جو شب کو نکلتے ہیں میں ایک فن و ہنر کے ساتھ لڑائی میں مقابلہ کرتا ہوں اور میری سپر ہاتھ میں رہتی تھی میری وہ آب دار تیغ ہے جو ہر ایک کینہ و عداوت کو نیست و نابود کر دیتی ہے میں اپنی تلوار سے دشمن کو دفع کرتا ہوں اور اسی کام کے لئے مجھے میری ماں نے پیدا کیا ہے۔ اتحاف اہل اسلام ص ۴۹ فواتح میبذی ص ۴۷۴۔

جناب علی مرتضٰیؑ رجز پڑھتے جاتے تھے اور ادھر ادھر حملہ کر کے اپنی قوت اور شجاعت کے بے مثال جوہر دکھلاتے تھے مشرکین کو یہ سامان بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے اس قیامت خیز ہنگامے میں بھی جو ان کے مقابل ہوتا تھا اس کا دو حالوں سے خالی نہیں ہوتا

تھا یا تو مارا جاتا تھا یا خوف زدہ ہو کر بھاگ جاتا تھا ایسے سخت محاصرہ میں علی مرتضٰیؑ کو نصرت اسلام کے ساتھ ہی رفاقت جناب سید الانام کی بھی دل سے لگی ہوئی تھی مخالفین کی یہ کثرت دیکھ کر اندیشہ ضرور ہوتا تھا کہ کہیں مشرکین کی جماعت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قصد نہ کرے آپ ایک جماعت کو توڑ کر فوراً باہر نکل آتے تھے اور رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے روئے مبارک کو دیکھ کر مطمئن ہو جاتے تھے اور پھر اسی طرح مخالفین کی گھنی صفوں میں واپس جاتے تھے اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ علی مرتضٰیؑ نے اس دن مخالفین کی کثیر جماعت پر متواتر تین حملے کئے اور حملہ میں ان کے خاص راہ کو توڑ کر باہر نکل آئے رسول خدا کو دیکھ کر مطمئن ہو گئے اور پھر رزمگاہ میں واپس گئے آپ کے دو حملوں کے علاوہ آپ کا تیسرا حملہ ایسا سخت اور پر زور تھا کہ جس میں کفاروں کے قدم ہی میدان جنگ سے نہیں اٹھ گئے بلکہ بہت سے سرداران قریش اور جوانان عرب جو اس زمانہ میں شجاعت و دلیری کے سرمایہ ناز تھے دنیا سے اٹھ گئے اور دم کے دم میں حارث بن زمعہ زمانہ ابن اسود نوفل ابن خویلد عثمان ابن کعب عثمان ابن مالک حنظلہ ابن ابوسفیان (معاویہ کے بڑے بھائی) عثمان ابن طلحہ سے نمودار جرار بے دم ہو کر خاک و خون میں لوٹتے نظر آئے ان مقتولین میں حنظلہ ابوسفیان کی سر پر ایسی سخت ضرب لگی تھی کہ اس کی آنکھیں باہر نکل پڑیں تھیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ قریش سے مجھ کو سخت تعجب ہوتا ہے کہ جب وہ میری اس لڑائی کو جو ولید ابن عتبہ کے ساتھ واقع ہوئی اور میری اس ضرب کو جس سے حنظلہ کی آنکھیں نکل پڑیں دیکھ چکے تھے تو پھر کیوں میرے مقابلہ کی جرات کرتے تھے اتحاف ص ۴۹ روضہ الصفا دوم ص ۶۸ مغازی الصادقہ کامل واقدی ص ۳۹۷ سوا نحمری ص ۲۳۰ باسناد مطالب السئول و کفایت الطالب علی مرتضٰیؑ کے اس اخیر حملہ نے فوج مشرکین کے ساتھ وہی کیا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے چاروں طرف کشتوں سے پشتے لگ گئے پھر وہ میدان جنگ میں ایک ساعت ٹھہرنے کی تاب نہ لائے کفار کے بیشمار معاونین کو مقتول اور ان گھنی صفوں کو منہزم فرما کر جناب علی مرتضٰیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے دیکھا کہ آپ اسی اضطراب اور انتشار کی حالت میں جبین نیاز زمین پر رکھتے عجب درد سے فرما رہے تھے یاحی یاقیوم برحمتک استغیث جناب رسول خدا نے دعا سے سر اٹھایا تو

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت علیؑ نے بدر کی فتح کا مژدہ سنایا اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسی مسرت کیسا سرور کیسا اطمینان حاصل ہوا ہوگا اور مخالفین کے ساتھ علی مرتضیٰؑ کے مردانہ مقابلے اور ان کے سخت محاصرے میں آپ کے دلیرانہ حملے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں میں کیسے قابل قدر ٹھہرے ہوں گے ان کا اندازہ دشوار ہے اور اس وقت ان کی نگاہوں میں آپ کی جاں نثاری کی کیسی وقعت ثابت ہوئی ہوگی ان کے محاسن خدمات کا مقابلہ سے زیادہ محاصرہ کے وقت ظاہر ہوئیں وہ ایسے تھے جن کے اقدام پر کوئی دوسرا عرب کا آزمودہ کا شجاع قدم ڈال نہیں سکتا تھا۔

اسلامی تاریخوں میں پولیٹکل ذریعوں سے جو درجہ جنگ بدر کو حاصل ہے وہی عیسائی تاریخوں میں قسطنطنیں کی بیٹل آف برج (BATTEL OF BRIDGE) کو اگر قسطنطنیں اپنی لڑائی میں اپنے مخالفین پر فتح یاب نہ ہوتا تو پھر ہماری دانست میں کوئی مذہب عیسائی کا نام لیوا آج دنیا میں نہ نکلتا اسی طرح اگر بدر میں اہل اسلام کو کامیابی نہ ہوتی تو مشرکین نے آج ہی اسلام کا ہمیشہ کے لئے استیصال کر دیا ہوتا کاشف الحقائق مولفہ شمس العلماء مولوی سید امداد امام صاحب ص ۴۰۳

مقتولین کفار کی نسبت اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس لڑائی میں علی مرتضیٰؑ نے مخصوص انہیں لوگوں کو چن چن کر قتل کیا ہے جو عداوت اسلام میں اور دوسروں سے زیادہ سرگرم اور مستعد تھے اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے خواہاں بنے تھے علی مرتضیٰؑ نے پہلے انہیں کی قوتوں کو توڑا اور اپنی تیغ آبدار سے انہیں کو قتل فرمایا مثلاً عقبہ ابن ابی محیط یہ وہ شخص ہے جو علانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجویں پڑھا کرتا تھا اور شب ہجرت ان کا گھر گھیرے رہا تو مل ابن خویلد یہ ننگ خاندان حضرت خدیجہ سے نیک نہاد اور خالص الاعتقاد مخدومہ کا بھائی تھا قریش کے عام گذر گاہوں میں مجلسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا ان دونوں کے علاوہ عتبہ شیبہ اسود ابن عبدالمطلب ابن اسد نوفلی وغیرہ وغیرہ وہی لوگ تھے جو قبل ہجرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابی طالب سے بزور چھینا چاہتے تھے ابوالفدا ص ۳۷۸ جلد سوم جناب علی مرتضیٰ نے بدر کے واقعہ کی یادگار میں اشعار منظوم فرمائے ہیں جس میں ولید ابن عتبہ کو مخاطب کر کے اپنی بے نظیر شجاعت اور اسلام کی صداقت کی پوری تصویر کھینچی ہے وَھُوَ ھٰذَا۔

یھددنی بالعظیم الولید — فقلت انا ابن ابی طالب

ولید نے مجھے بلائے عظیم سے ڈرایا — میں نے کہا میں علی ابن ابی طالب ہوں

انا ابن المبجل بالابطحین — وبالبیت من سلفی غالب

میں اس کا بیٹا ہوں جو حرمین میں سب سے بزرگ ہے — اور خاص مکہ میں غالب کے اسلاف سے ہوں

ولا تحسبنی اخاف الولید — ولا اننی منہ بالھائب

یہ نہ جانو سکتے ہیں ولید سے ڈر جاؤں گا — اور یہ نہ جانو میں اس سے ڈرنے والا ہوں

فیا ابن المغیرۃ انی امرؤ — شبوخ الانامل بالقاضب

اے مغیرہ کے بیٹے میں وہ جوان ہوں — جس کی انگلیاں شمشیر برندہ سے زیادہ سخت ہیں

طویل اللسان علی الشائنین — قصیر اللسان علی عن الصاحب

میں اپنے دشمنوں پر طویل اللسان ہوں — اور دوستوں پر قصیر اللسان

خسرتم بتکذیبکم للرسول — تعیبون ما لیس بالعائب

تم رسول کی تکذیب کرکے گھاٹے میں پڑے — تم نے ایسے شخص کو عیب لگایا جو بے عیب ہے

وکذبتموہ بوحی السماء — فلعنۃ اللہ علی الکاذب

تم نے وحی آسمان کو بھی جھٹلایا — خدا کی لعنت ہو جھوٹوں پر

(دیوان صفحہ نمبر ۵)

Presented by www.ziyaraat.net/

نغشیۃ الوحی فلما افاق قال لی یا انس اتدری ما جاءنی به
جبرئیل من صاحب العرش عرو علا قلت بابی انت وامی ما جاء
ک به جبرئیل قال قال لی ان الله یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی
فانطلق وادع لی ابابکر و عمر و طلحۃ والزبیر و بعدتهم من
الانصار قال فانطلقت فدعوتهم فلما ان اخنوا مجالسهم قال رسول
الله صلی الله علیه و آله وسلم۔

الحمد لله الذی المحمود بنعمته والمجود بقدرته
المطاع بسلطانه المهروب الیه من عنابه انار فلنا مره فی ارضنه و
سمائه الذی خلق الخلق بقدرۃ و میزهم باحکامه واعرهم بدنه
واکرمهم محمد صلی الله علیه وآله وسلم ان الله عزوجل جعل
المضاهرۃ نسبا لا حقار امرا مفترضا و حکما عادلا و خیرا
جامعا و شیخ به الا رحام والزبها للا نام فقال عزو جل وهو الذی
خلق من الماء بشرا" فجعله نسبا وصهرا وکان ربک قدیرا و
امرا" تعالی یجری الی فضائه وقضاءه بحری الی قدرۃ ولکان قدر
اجل ولکل اجل کتاب بسمیع الله مایشاء و یثبت و عنده ام
الکتاب ان الله تعالی امرنی ان ازوج فاطمه من علی واشهد کم انی
زوجت فاطمه من علی علی ازبعمائۃ مثقال فضه ان رضی بذالک
علی السنۃ القائمۃ والقریضۃ الوجه فجمع الله شملها وبارک
الله لهما اطاب الله نسلهما و جعل نسلهما مفاتیح الرحمۃ و
معادن الحکمۃ و امن الامۃ اقول قولی هنا و ستغفر واالله لی
ولکم ثم قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متبسما یا علی ان
الله امرنی ان ازوجک فاطمه و انی قد زوجتکها علی اربع مائۃ
مثقال فضۃ فقال علی علیه السلام رضیت رسول الله ثم ان علیا
خرسا جدا" شکر الله فلما رفع اسه قال رسول الله بارک الله لکما
وعلیکما واسعد حدکما وا خرج منکما کثیرا" طیب قال انس

ں بات پر راضی ہو یہ نسبت قائم رہے اور فریضہ واجب پس اللہ تعالیٰ ان دونوں میں
ت عطا کرے اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ کرے اور
ن دونوں کی اولاد کو حکمت کے معدن رحمت کی کنجیاں اور امت کے لئے امان بنائے میں
اتنا کہہ کر اپنے اور تمہارے لئے خدائے سبحانہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتا ہوں یہ کہہ کر
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبسم ہوئے اور جناب علی مرتضیٰ سے مخاطب ہو کر
پوچھنے لگے کہ مجھ کو خدا نے فرمایا ہے کہ میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو تمہارے ساتھ بیاہ
دوں میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ چاندی کے چار سو مثقال پر کیا ہے آیا تم راضی ہو
جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں اس کے بعد جناب علی مرتضیٰ
سجدے میں گئے جب یہ سجدے سے فارغ ہوئے تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خداوند
تعالیٰ سبحانہ تم دونوں پر اپنی برکت نازل فرمائے اور تمہاری دونوں کی کوششوں کو نیک
کرے اور تم دونوں سے اولاد طاہرہ بکثیر پیدا کرے انس کا قول ہے کہ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ
نے ان دونوں سے اولاد طاہرہ بکثرت پیدا فرمائی ان دونوں حضرات کے طرز معاشرت بھی
آگے چل کر ایسے پاک و صاف گذرے جو باہمی محبت و الفت اور جاودانہ مسرت کی سچی
تصویریں ہیں فی عمرہم ان میں سے ایک دوسری کا شاکی نکلا نہ نالاں نہ کسی کو کسی سے
شکایت تھی نہ رنج کیوں نہ ہو دونوں نے جناب رسول خدا کے آغوش مرحمت میں پرورش
پائی تھی اور آپ ہی کے فیض تعلیم میں تعلیم پھر ان کی سلامت النفسی رتبہ شناسی حسن
معاشرت اور باہمینہ محبت اور الفت میں نقص رہ جاتا تو کیسے؟ السراج المبین ص ۶۵

Presented by www.ziyaraat.net/

ولادت حضرت امام حسن

جناب زھری کہتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت پندرہ ماہ رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع ہوئی۔

البدء والتاریخ جلد ۵ ص ۷۳۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۹ سطر ۵ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۲۹۶ سطر ۴ بنز ثلانیات مسند جلد ۲ ص ۵۵۷۔ اسد الغابہ جلد ۲ ص ۹۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۳۳۔ اکمال الرجال ص ۶۲۷۔ شمائل ترمذی ص ۳۸۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ ص ۱۶۴۔ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۲۴۱۔ ارجح المطالب ص ۳۳۶

ولادت حضرت امام حسین

یث بن سعد کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام ہجری کے چوتھے سال ماہ شعبان میں پیدا ہوئے۔

الاستیعاب جلد ۱ ص ۱۴۲۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۷۷ سطر ۶ ارجح المطالب ص ۳۵۴۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۴۳۔ نورالابصار ص ۱۷۹۔ عمدۃ الاخبار ص ۳۹۴۔ الفصول المہمہ ص ۱۵۲۔ کفایتہ الطالب ص ۲۶۹۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۴۵۔ سطر ۱۳ تاریخ ذہبی جلد ۳ ص ۵۔ نظم درر السمطین ص ۱۹۴۔ کواکب دریہ جلد ۱ ص ۵۴۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۹۷ سطر ۱۸ تذکرۃ الخواص ص ۲۴۳۔ اخبار الدول ص ۱۰۷۔

تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لشکر بیران عنبہ پر قائم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے، آپؐ نے اپنے اصحاب کو ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں ۷۴ مہاجرین تھے اور بقیہ ۲۰۱ انصار۔

آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا حصہ و اجر مقرر فرمایا۔

وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

۱: عثمان بن عفانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بیوی رقیہ کی تیمار داری کے لئے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں، وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔

۲: طلحہ بن عبیداللہ، اور

۳: سعید بن زید جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے۔

۱: ابو البابہ بن المنذر جن کو آپؐ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

۲: عاصم بن عدی العجلانی جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

۳: الحارث بن حاطب العمری جن کو آپ نے بنی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو ان کی طرف سے ہوئی الروحاء سے واپس کر دیا۔

۴: الحارث بن حاطب جو الروحاء میں تھک گئے تھے۔ اور

۵: خوات بن جبیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔ (اہلسنت کے نزدیک)

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سفر ہوتا تھا، گھوڑے صرف دو

سہیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تھے ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں و بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الرغبا تھے جو جہنیہ میں سے تھے اور انصار کے حلیف تھے دونوں چاہ بدر تک پہنچے' خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔

مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی واپسی کی گھات میں ہیں وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انہیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلہ کی حفاظت کریں۔

مشرکین مکے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے ان کے ساتھ غلام اور دف تھے ابوسفیان بن حرب قافلہ کو لایا۔ جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو وہ لوگ خوف زدہ تھے اور ضمضم اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف و ہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی' ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا۔ محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے ؟ کیونکہ مکہ کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیا یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو"۔

مجدی نے کہا کہ بخدا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوائے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے' اس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسفیان آیا دونوں اونٹوں کی چند مینگنیاں لے کر توڑیں' کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے' یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اس نے قافلہ کے سربر آوردہ لوگوں کو غیرت دلائی اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا' بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا' قریش مکے سے آگئے تو ابوسفیان بن حرب نے ان کے پاس قیس بن امری القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ بچ گیا' لوگ واپس چلے جائیں گے' مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور

غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

قاصد ابوسفیان سے الہدہ میں ملا جو مکہ سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے۔ جہاں بنو ضمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں' اس (قاصد) نے اسے (ابوسفیان کو) قریش کے گزرنے کی خبر دی (تو نہایت افسوس کے ساتھ کہا) کہ ہائے قوم' یہ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کا فعل ہے اور کہا کہ بخدا ہم اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اتر لیں۔

بدر زمانہ جاہلیت کے تماشا گاہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا جہاں عرب جمع ہوتے تھے۔ یہاں ایک بازار تھا' بدر اور مدینے کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا وہ راستہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا پھر وہاں سے المنصرف تک بارہ میل کا ذات جذال تک بارہ میل کا پھر المعلات تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا۔ وہاں سے الاثیل تک بارہ میل پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا"۔

قریش نے فرات بن حیان العجلی کو جو اس وقت مکے میں مقیم تھا جب قریش نے مکہ چھوڑا۔ ابوسفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے مگر اس نے ابوسفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ بدر کے دن اسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انہیں الاخنس بن شریف الثقفی نے دیا جو ان کا حلیف تھا اور ان میں اس کی بات مانی جاتی تھی اس کا نام ابی تھا مگر جب اس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا خنس بہم (اس نے انہیں پیچھے کر دیا) اسی وجہ سے اس کا نام الاخنس ہو گیا اس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے' بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔

بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے' مگر جب وہ ثنیہ لفت پہنچے تو صبح کے وقت مکے کا رخ کر کے کنارہ سمندر کی طرف پھر گئے۔ اتفاقاً" ابوسفیان بن حرب ان سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں۔ ؟

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) ان سے مرالظہران میں ملا۔

بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے، جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ لیا، المقداد بن عمرو البہرانی نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماء (مقام) تک لے جائیں گے تو ہم ضرور آپؐ کے ساتھ چلیں گے۔ یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے مشورہ دو آپ کی مراد صرف انصار سے تھی سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شائد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد ہم سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو کچھ قصد فرمایا ہے اسے جاری رکھئے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی برکت سے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے بخدا میں قوم کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔ اس روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا سب سے بڑا تھا مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا قبیلہ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے مہاجرین کا شعار (نشان شناخت) یا نبی عبدالرحمٰن، خزرج کا یا نبی عبداللہ، اور اوس کا یا نبی عبید اللہ مقرر فرمایا کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز یا منصور امت تھا۔

مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے ایک جھنڈا ابو عزیز بن عمیر کے ساتھ ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا۔ یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے مشرکین کی خبر دریافت کرنے لئے علی علیہ السلام، اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چاہ بدر پر بھیجا ان لوگوں کو قریش کے پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کرلیا۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کتنے ہیں انہوں نے فرمایا بہت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں اور نو سو پچاس آدمی تھے اور انکے گھوڑے سو تھے۔

الحباب بن المنذر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مقام جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں منزل نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلئے جہان پانی قوم کے قریب ہو مجھے اس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرنی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں ہم اس پر حوض بنالیں گے خود سیراب ہوں گے قتال کریں گے اور اس کے سوا باقی کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

میں نشان لگایا۔ بدر کے دن ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔

روایت ہے کہ جب مسلمانوں کی جماعت مطمئن ہو گئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجمی کو بھیجا جو تیر والا تھا اس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اصحاب کا اندازہ کرو وہ وادی (میدان) میں گیا پھر لوٹا اور کہا۔

نہ تو ان کے لئے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر) پوری قوم تین سو ہیں اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں اے گروہ قریش مصائب حامل موت ہیں (یعنی مسلمانوں کی کم تعدادی ان کے لئے باعث ہلاکت نہ ہو گی) یثرت کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتل موت کے حامل ہیں وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ سوائے ان تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے' کیا تم انہیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے جو یہ پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کر دو بغیر اس کے کہ ہمارا آدمی قتل کر دیا جائے۔ جب وہ تم سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں لہٰذا اپنے معاملہ میں غور کرو۔

اس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا جو ان کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے انہوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو ندانی پر محمول کرو مگر ابو جہل نے جب اس کا کلام سنا تو اس پر حسد کیا اور اس کی رائے کو غلط قرار دیا۔ اس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرا دیا اور عامر بن الحفرمی کو اس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے واویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا عامر سامنے آیا اور اس نے اپنے حصہ زیریں پر خاک ڈال دی اور وائے عمر وائے عمر چیخنے لگا اس سے اس کا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اس کا حلیف تھا۔

عمیر بن وہب آیا اس نے مسلمانون پر حملہ کر دیا مگر مسلمان اپنی صفوں میں

ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں۔ اس پر عامر بن الحفرمی نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہجع تھے انہیں عامر بن الحضرمی نے قتل کر دیا' انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارثہ بن سراقہ تھے کہا جاتا ہے کہ انہیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا کہا جاتا ہے ان کو عمیر بن الحمام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم العقیلی نے مار ڈالا۔

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ' وعتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے انہوں نے مقابلہ کی دعوت دی تو قبیلہ بنی الحارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفرا کے فرزند تھے ان کی طرف نکلے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ پہلے قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ کریں انصار میں ہو آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا اور آپ کے قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو۔ آپ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور آپ نے ان کے لئے کلمہ خیر فرمایا۔

مشرکین نے پکار کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کرو جو ہماری قوم میں سے ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں۔

حمزہ بن عبدالمطلب' علی بن ابی طالب' اور عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تاکہ ہم تمہیں پہچان لیں وہ خود پہنے تھے۔ (اس لئے پہچانے نہ جا سکے)

حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں حمزہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیر ہے تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں اس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

Presented by www.ziyaraat.net/

اس نے اپنے بیٹے ولید سے کہا اے ولید اٹھ علی بن ابی طالب علیہ السلام اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی علیؑ نے اسے قتل کر دیا عتبہ کھڑا ہوا اور اس کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ بڑھے دونوں نے تلوار چلائی حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا شیبہ اٹھا اور اس کے مقابلہ میں عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے شیبہ نے عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو ان کی پنڈلی کی مچھلی میں لگا اور اسے کاٹ دیا۔

حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علیؑ نے شیبہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ (یہ دونوں فریق ہیں (یعنی مسلمین و مشرکین) جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا) اور انہیں کے بارے میں سورۃ الانفال یا اس کا اکثر حصہ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى (یعنی یوم بدر جس روز ہم سخت پکڑ کریں گے جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) و عذاب یوم عقیم (سخت دن کا عذاب) سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل ہوا۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پیچھے اس طرح دیکھا گیا کہ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت (سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہو گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) انکے زخمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھوایا اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

اس روز مسلمانوں میں چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

۱ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف ۲ عمر بن ابی وقاص ۳ عاقل بن ابی الکبیر ۴ عمیر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مہجع ۵ صفوان بن بیضاء ۶ سعد بن خثیمہ ۷ مبشر بن عبدالمنذر ۸ حارثہ بن سراقہ ۹ عوف بن عفرا ۱۰ معوذ بن عفرا ۱۱ عمیر بن الحمام ۱۲ رافع بن معلیٰ ۱۳ یزید بن

الحارث بن فسحم ۱۴ ان کا نام معلوم نہیں

اس روز مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے اور جو لوگ مقتول ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔

شیبہ و عتبہ فرزندان ربیعہ بن عبد شمس، الولید بن عتبہ، العاص بن سعید بن العاص، ابوجہل بن ہشام، ابو البختری اور حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو العدویہ کا فرزند ہے، النصر بن الحارث جس کو گرفتار کرکے الاثیل میں قتل کر دیا گیا۔ عقبہ بن ابی معیط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کر دیا گیا العاص بن ہشام بن المغیرہ جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا۔ امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، منیہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔

یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔ نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، ابو العاص بن الربیع، عدی بن الخیار، ابو عزیز بن عمیر، الولید بن الوید بن مغیرہ، عبداللہ بن ابی بن خلف، ابو غزہ عمرو بن عبداللہ الجمعی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب الجمعی ابووداعہ بن ضبیرہ السہمی، سہل بن عمرو العامری۔

قیدیوں کا فدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار اور دو ہزار، ایک ہزار درہم تک تھا سوائے اس جماعت کے جس کے پاس مال نہ تھا ان لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احسان فرمایا انہیں لوگوں میں ابو عزہ الجمعی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں سے جو کچھ ملا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت میں لے لیا مال غنیمت پر عبداللہ بن کعب المازنی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامل بنایا جو انصار میں سے تھے۔ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الصفراء کے سیر شعب (مقام) میں تقسیم کیا جو مدینے سے اوسط درجہ کے تین رات کے فاصلہ پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصے سے زاید لے لی جو منبہ بن الحجاج کی تھی اس روز وہ صرف آپ کے لئے مخصوص تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مال غنیمت ان مسلمانوں کو جو بدر

Presented by www.ziyaraat.net/

میں حاضر تھے اور آٹھ آدمیوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے پیچھے رہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا حصہ و اجر مقرر فرما دیا تھا عطا فرما دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا جس میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا جس کے نکیل پڑی ہوئی تھی وہ اس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اور اس کی شہوت کے وقت اسے مارا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تا کہ وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور مسلمانوں کی سلامتی واقعہ بدر اور اللہ نے اپنے رسول کو جو فتح عطا فرمائی اس کی اور جو مال غنیمت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان سے دلوایا اس کی خبر کر دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل عالیہ کے پاس عبداللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی خبر دینے کے لئے بھیجا۔ عالیہ (ان مقامات کا نام تھا) قباء' خطمہ' وائل واقف' بنو امیہ بن زید' قریظہ النصیر

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہ کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا' اہل مکہ کو سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور ان کی شکست کی خبر سنائی وہ الحیسمان بن حابس الخزاعی تھا۔ جنگ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے ۱۷ رمضان المبارک یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن ان اصحاب طالوت کی تھی جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اتنی تھی جتنی جگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد تھے۔

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ ان اصحاب طالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے جنہوں نے نہر کو ان کے ہمراہ عبور کیا تھا البراء کا بیان ہے کہ بخدا ان (طالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے یا چودہ تھے دو سو ستر انصار میں سے تھے اور بقیہ دوسرے لوگوں سے ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں مہاجرین میں چھہتر تھے اور رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طالوت روانہ ہوئے تھے جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں لہٰذا انہیں سواری دے' اے اللہ یہ لوگ برہنہ ہیں انہیں لباس دے' اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں لہٰذا انہیں سیر کر' اللہ نے بدر کے دن فتح دی' وہ لوگ جس وقت لوٹے تو اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دوسری سواری کے بغیر ہو انہوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطر سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلام میں سے دس سے زائد حاضر تھے مطر نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب حصہ لگایا گیا۔

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۱۷ رمضان المبارک دو شنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ جمعے کو ہوئی اور دو شنبہ کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن المسیب سے سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں دو غزوے کیے غزوہ بدر، غزوہ فتح مکہ، ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں غزوہ بدر کیا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہ رکھا۔

ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابو ایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یا رمضان کے سترہ دن گذرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے یا گیارہ دن باقی تھے اور ۱۹ دن گذرے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، اور ابو لبابہ و علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نشین تھے ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (پیادہ چلنے کی) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے پیادہ چلیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیادہ روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب سے تم لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمہیں، پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑ دوں)

ابو عبیدہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے

دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا، اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

اشعبی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے کم تھا جس کے پاس کچھ نہ تھا اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقدر ان کے مال کے ان سے فدیہ لے رہے تھے۔ اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اس کے سپرد کیے گئے اس نے انہیں سکھایا جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا جس کے پاس نہ تھے اس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ہیں جنہیں لکھنا سکھایا گیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں اسی صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو آواز دی، لوگ آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو ان دونوں باتوں میں تمہیں اختیار دیتے ہیں، یا تو قیدیوں کو سامنے لا کر سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو جو تم میں اس کو قبول کریں وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کیے جائیں گے ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم فدیہ لیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہوں گے آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قافلے کو

Presented by www.ziyaraat.net/

ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں' عباس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پکار کر کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مناسب نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔

الفیراز بن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو ندا دی گئی آگاہ ہو کہ اس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابو البختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے لہٰذا جس نے اسے گرفتار کر لیا ہو رہا کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات افراد کے لئے بد دعا فرمائی جن میں ابو جہل و امیہ بن خلف و عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط بھی تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت بدر میں بچھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو گا وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو اور جنگ شروع ہو گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ لی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے کیا' اس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشرکین سے قریب نہ تھا۔

البہی سے مروی ہے کہ یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ و شیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلہ کو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ و علی بن ابی طالب و عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم نکلے شیبہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر آیا اور ان سے کہا تو کون ہے' انہوں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیر ہوں تو اس نے کہا اچھا مقابل ہے؟ پھر دونوں میں تلوار چلنے لگی اور حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر

دیا' الولید علی علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں' علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا' عتبہ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر آیا اور پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہدہ حلف میں ہے اس نے کہا اچھا مقابل ہے دونوں میں تلوار چلنے لگی' عتبہ نے حریف کو کمزور کر دیا' حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی علیہ السلام عتبہ پر ٹوٹ پڑے۔

ابو عبداللہ بن محمد سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا۔ علی علیہ السلام نے الولید کو اور عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے قتال کیا۔ (جس کو علی رضی اللہ عنہ و حمزہ رضی اللہ عنہ نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں الاسود کے حلیف المقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سوار تھے دوسرا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے لئے تھا اس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تین گھوڑے تھے (دو گھوڑوں پر وہی تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن ابی الزغباء رضی اللہ عنہ اور بسبس بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مخبر بنا کے بھیجا دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے اور ابوسفیان کو دریافت کیا تو انہیں اس مقام کی اطلاع دی گئی دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور ہم لوگ فلاں فلاں کنوؤں پر اتریں گے وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنویں

Presented by www.ziyaraat.net/

پر اتریں گے یہاں تک کہ ہم لوگ اس سے مل جائیں گے۔ جبکہ وہ (بدر کے) کنویں پر ہو گا۔

ابوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا قوم سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ تم نے کسی کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا اس نے کہا مجھے ان دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ انہوں نے اسے نشست گاہ دکھائی اس نے مینگنی لی اور اسے مسل کے چورا چورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی اس نے کہا بخدا یثرب کی آبپاشی کے اونٹ ہیں پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روانگی کی خبر دی۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ اس روز (بدر کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب چاہیں چلیں اور جہاں قیام فرمائیں جس سے چاہے جنگ کیجئے اور جس سے چاہے صلح کیجئے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اتنا چلیں کہ برک الغماد تک جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی کریں گے کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔ عتبہ بن ربیعہ نے ان مشرکین سے کہا کہ اپنے انہیں چہروں کے بل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں ان لوگوں کے مقابلہ سے جن لوگوں کے چہرے گویا سانپ ہیں بخدا تم انہیں قتل نہ کرو گے تاوقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کریں پھر اس کے بعد تمہاری خیر نہیں۔ اس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے۔

عمیر بن الحمام ایک طرف تھے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے انہوں نے کہا واہ (بخ بخ) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے فرمایا بس کرو' انہوں نے کہا یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ آئیں گی' پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں یعنی اب میں زندگی میں سوائے کھجور کے کوئی کھجور نہ کھاؤں گا وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے پھر کہا دور ہو تمہیں نے مجھے روک لیا جو ہاتھ

میں تھیں وہ پھینک دیں اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی لٹکی تھی اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اس روز انہیں غنودگی آ رہی تھی۔

مسلمان اڑتے ہوئے بالو پر اترے بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لئے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے شیطان کا خوف دور کر دے دلوں کو مضبوط کر دے اور ثابت قدم کر دے۔

جب یہ آیت سیهزم الجمع ویولون الدبر نازل ہوئی (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہو گی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہو گی اور کون غالب ہو گی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زرہ پہن کر حملہ کرتے ہیں اور سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ آیت وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ (وقت کو یاد کرو جب تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی یہ آیت اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو پشت نہ پھیرنا بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب و یزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا فثبتو الذین

Presented by www.ziyaraat.net/

آمنوا یعنی (اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا اتنا مضمون تو ایوب و یزید کا متفق علیہ ہے)

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے (اتنا اور بڑھایا کہ عکرمہ نے کہا فاضربوا فوق الاعناق اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مار دو) اس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے علیحدہ کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز فرمایا ابوجہل کو تلاش کرو' لوگوں نے تلاش کیا وہ نہ ملا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کہ اسے تلاش کرو کیونکہ اس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ اس کا گھٹنہ گذرگاہ ہو گا جب تلاش کیا تو اس طرح پایا کہ اس کا گھٹنہ گذر گاہ تھا۔

اس روز اہل بدر کے فدیہ کی مقدار چار ہزار اور اس سے کم تک پہنچ گئی اور اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اس سے یہی فدیہ ٹھہرا لیا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں فرما رہے تھے یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے میدان جنگ کو لوٹا واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حصہ میں بدر کے دن ایک تلوار ذوالفقار مخصوص فرمائی۔

عبادہ بن حمزہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے۔ زبیر کے پاس بدر کے دن زرد رومال تھا جس کا وہ عمامہ باندھتے تھے۔

علیتہ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو جبریل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے' زرہ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کی باڑھ غبار آلود تھی انہوں نے عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں؟ فرمایا ہاں راضی ہوں تو واپس ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ اذا انتم بالعدوة الدنیا وهم بالعدوة القصوٰی (یہ وقت تھا کہ جب تم میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اس کنارے پر) وہ لوگ وادی کے ایک کنارے پر اور یہ لوگ دوسرے کنارے پر اسی طرح اسے عفان نے بھی' بالعدوہ پڑھا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا یعنی میر تھا محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ مقام کا نام بدر ہے۔ (نہ کسی شخص کا نام) (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۳۱۱ سطر آخر)

Presented by www.ziyaraat.net/

حیات القلوب

اس جنگ کا مفصل حال تمام تاریخوں میں مذکور ہے۔ مجمل یہ ہے کہ علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی، ابو حمزہ ثمالی اور ابن شہر آشوب کی روایت کے بموجب یہ ہے کہ قافلہ قریش ابو سفیان کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا تھا۔ وہ لوگ چالیس اشخاص تھے، ان کے پاس مال کثیر تھا، اور قریش میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس مال تجارت نہ ہو۔ جب یہ خبر آئی کہ وہ شام سے مکہ کی جانب واپس آ رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے کہ اس قافلہ کے راستہ پر جائیں اور ان سے وعدہ فرمایا کہ یا تو پورا قافلہ تمہارے قبضہ میں آجائے گا یا تم قریش پر غالب ہوگے اور حق تعالیٰ نے قافلہ کی طمع کو ان کے خروج کا ذریعہ قرار دیا جس کی اصل غرض کافروں کا مغلوب ہونا، اسلام کی رفعت اور مسلمانوں کی قوت تھی۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو تیرہ افراد کو طالوت کے لشکر کی تعداد کے مطابق لے کر نکلے جو جالوت پر غالب آئے تھے جن میں ستانوے مہاجرین تھے اور دو سو سولہ انصار تھے۔ جناب رسول خداؐ اور مہاجرین کا علم حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا، اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے اور چھ زرہیں اور سات تلواریں تھیں اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ لشکر اسلام میں صرف ایک گھوڑا تھا۔ بہت سی روایتوں کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کا یہ واقعہ ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماہ مذکور کی بارھویں تاریخ کو مدینہ سے روانہ ہوئے لوگوں کو جنگ ہونے کا گمان نہ تھا بلکہ وہ تو قافلہ کے مال کے طمع میں چلے تھے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو ملی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں، تو وہ خوفزدہ ہو کر شام کو واپس ہو گیا اور نقرہ تک پہنچا وہاں سے ضمضم بن عمرو خزاعی کو دس دینار اجرت دے کر ایک اونٹ پر مکہ روانہ کیا کہ قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ لوگوں کو لے کر قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے آ رہے ہیں جلد قافلہ کی مدد کو پہنچو۔ اور ضمضم کو یہ تاکید کر دی کہ جب مکہ میں پہنچنا اپنے ناقہ کا کان کاٹ دینا تاکہ خون اس کے سر اور چہرہ پر جاری ہو جائے اور کپڑے آگے اور اپنے

پیچھے سے پھاڑ دینا اور اس وحشتناک صورت سے مکہ میں داخل ہونا۔ اپنی پیٹھ اونٹ کی گردن اور منہ اس کی دم کی طرف کر کے باواز بلند فریاد کرنا کہ اے آل غالب دوڑو اور اپنے مال و متاع اور اونٹوں کو بچانے کو پہنچو اور مجھے امید نہیں کہ پہنچ سکو گے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کے ساتھ تمہارے قافلہ لوٹنے کے لئے مدینہ سے آ رہے ہیں۔

غرض ضمضم مکہ روانہ ہوا اور اس کے پہنچنے سے تین روز پہلے عاتکہ دختر عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ آل عدی اور آل فہر صبح ہوتے ہی دوڑو اس مقام پر جہاں تین روز بعد مار ڈالے جاؤ گے۔ پھر وہ سوار کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا اور ایک پتھر پہاڑ سے اٹھا کر گھمایا وہ پتھر چور چور ہو گیا اور قریش کا کوئی نہیں بچا جہاں اس کے ریزے نہ پہنچے ہوں اور مکہ کے دو خانے خون سے بھر گئے وہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوفزدہ اور وحشتناک بیدار ہوئیں اور اپنے بھائی عباس سے بیان کیا۔ عباس نے عتبہ پسر ربیعہ سے کہا عتبہ نے جواب دیا کہ یہ خواب اس بات کی دلیل ہے کہ قریش پر کوئی مصیبت آنے والی ہے پھر یہ خواب تمام اہل مکہ کے کانوں تک پہنچا۔ جب ابوجہل ملعون نے سنا تو کہا عاتکہ جھوٹ بولتی ہے ہرگز اس نے یہ خواب نہیں دیکھا یہ دوسری پیغمبر ہے جو عبدالمطلب کی اولاد میں پیدا ہوئی ہے۔ لات و عزیٰ کی قسم تین روز انتظار کروں گا۔ اگر یہ خواب سچ ثابت ہوا تو اس سے کوئی تعرض نہ کروں گا ورنہ آپس میں ایک عہد نامہ تیار کروں گا کہ عرب میں کوئی خاندان سوائے بنی ہاشم کے ایسا نہیں جس کے مرد اور عورتیں سب سے زیادہ جھوٹے ہوں۔ آخر تیسرے روز ضمضم نے مکہ کی وادی میں آواز بلند کی جیسا کہ عاتکہ نے خواب میں واقعہ کے مطابق دیکھا تھا۔

جس کو سن کر اہل مکہ مضطرب و بے چین ہوئے اور ابوسفیان کی مدد کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ سہیل بن عمرو، صفوان ابن امیہ، ابوالبختری بن ہشام، منبہ پسر حجاج، نبیہ اس کا بھائی اور نوفل پسر خویلد نے کہا اے قریش ہرگز اس سے سخت کوئی مصیبت تم پر نہیں آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پیرو تمہارے قافلہ کو لوٹنے

Presented by www.ziyaraat.net/

کا ارادہ کرتے ہیں' اسی قافلہ میں تمہارے اموال اور خزانے ہیں' وہ لوگ تمہاری تجارت بند کر دینا چاہتے ہیں' کہ آئندہ تم تجارت کے قابل نہ رہو۔ خدا کی قسم قریش کے مرد و عورتوں میں کوئی ایسا نہیں جس کا تھوڑا بہت مال اس قافلہ کے ساتھ نہ ہو۔ پھر صفوان نے ابتدا کی اور پانچ سو اشرفیاں سفر کے اخراجات کے لئے دیں۔ اس کے بعد سہیل نے کافی رقم حاضر کی۔ پھر تو کوئی شخص باقی نہ رہا جس نے اس سفر کے خرچ کے لئے کچھ نہ کچھ نہ دیا ہو غرض سفر کے سامان درست کر کے چھوٹے بڑے اونٹوں پر سوار ہوئے اور نہایت بغض و عداوت' غیرت اور تعصب میں بھرے ہوئے روانہ ہوئے جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ "اپنے شہر اور مکانوں سے سرکشی و عداوت کے ساتھ لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے" اور کہتے تھے کہ جو شخص ہمارے ساتھ نہیں چلے گا اس کا گھر برباد کر دیں گے اور جبرا" عباس ابن المطلب' نوفل پسر حارث کو بھی ساتھ لیا اور گانے بجانے والی عورتوں کو بھی لے گئے راستہ میں شراب پیتے' دف بجاتے اور گاتے ہوئے چلے۔

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو تیرہ اشخاص کے ساتھ آئے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی ایک منزل طے کی بشیر بن ابی الرعبا اور مجد بن عمرور کو قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا کہ وہ کہاں تک پہنچے ہیں جب وہ لوگ چاہ بدر کے پاس پہنچے اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیا وہاں انہوں نے دو عورتوں کو آپس میں لڑتے دیکھا ایک عورت دوسری عورت سے لپٹی ہوئی ہے اور ایک درہم اس سے مانگتی ہے جو اس نے قرض دیا تھا دوسری کہتی ہے کہ قافلہ قریش کل فلاں مقام تک پہنچ چکا ہے۔ کل یہاں آ جائے گا میں ان لوگوں کا کام اجرت پر کر دوں گی اور تمہارا قرض ادا کر دوں گی۔ یہ لوگ یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان عورتوں کی گفتگو حضرت سے بیان کی ادھر تو حضرت کے جاسوس حضرت کے پاس واپس گئے ادھر ابوسفیان قافلہ کے ساتھ بدر کے نزدیک پہنچا اور خود چاہ بدر پر آیا۔ وہاں قبیلہ جہنیہ کے ایک شخص کو دیکھا جس کو کسب جہنی کہتے ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر معلوم کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع

اپنے اصحاب کے کہاں تک پہنچے ہیں اس نے کہا میں نہیں جانتا ابوسفیان نے کہا لات و عزیٰ کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تو جانتا ہے اور ہم سے چھپاتا ہے تو قریش تجھ کو ہمیشہ دشمن رکھیں گے کیونکہ قریش میں کوئی ایسا نہیں جو اس تجارت میں شرکت نہ رکھتا ہو کسب نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کی کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن آج دو سواروں کو دیکھا جو اس کنوئیں تک آئے اور اپنے اونٹوں کو بٹھا کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر پیا اور واپس چلے گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھے۔ ابوسفیان اس مقام پر آیا جہاں ان سواروں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا وہاں مینگنیاں پڑی ہوئی تھیں ان کو توڑا ان میں سے خرمے کے بیج نکلے اس نے دیکھ کر کہا یہ تو مدینے کے اونٹ معلوم ہوتے ہیں جن کو وہ لوگ خرما کھلاتے ہیں بخدا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاسوس تھے۔

یہ دیکھ کر نہایت عجلت کے ساتھ چلا اور قافلہ کا راستہ بدل کر دریا کے کنارے کنارے مکہ پہنچا ادھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ قافلہ آپکے ہاتھ سے نکل گیا ہے لیکن کفار قریش جو اس قافلہ کی حمایت کے لئے مکہ سے نکلے تھے آپ کی طرف متوجہ ہیں لہذا ان سے جنگ کیجئے خدا آپ کی مدد کرے گا۔ اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر سے ایک منزل پہلے قیام پذیر تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جبریل علیہ السلام کے پیغام سے مطلع کیا اصحاب یہ سن کر بہت ڈرے اور رنجیدہ ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو یہ سن کر جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یہ قریش ہیں ایسے مغرور کہ جب سے کافر ہوئے ہرگز ایمان نہ لائے اور جب سے غلبہ حاصل کیا ہے کبھی ذلیل و حقیر نہیں ہوئے اور ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے ہیں اور نہ اس کے لئے سامان رکھتے ہیں حضرت محمدؐ کو ان کی رائے پسند نہ آئی اور فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر پوچھا بتاؤ کیا کرنا چاہیے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہی گفتگو کی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہہ چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم

Presented by www.ziyaraat.net/

وسلم پہلے کسی اور غرض سے مدینہ سے باہر نکلے تھے اور اب کسی اور کام پر مامور ہوئے ہیں فرمایا ہاں۔ پہلے قافلہ کے تعاقب میں ہم آئے اور اب مشرکوں سے جنگ کا حکم ہے سعد نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی جانب سے لائے ہیں سچ اور حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم دیں گے ہم اس کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ ہمارے مالوں میں سے جو چاہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیں اور جس قدر چاہیں چھوڑ دیں اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیں گے ہم کو اس سے زیادہ پسند ہے جس قدر چھوڑ دیں گے خدا کی قسم اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو حکم دیں تو ہم اس دریا میں ڈوب جائیں گے اور پروا نہ کریں گے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے باپ ماں فدا ہوں ہم کبھی اس راستہ سے نہیں گزرے اور نہ اس سے واقف ہیں مدینہ میں ہمارے چند گروہ ایسے ہیں کہ ہمارا جہاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان کے جہاد سے زیادہ نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ان کا اعتقاد ہم سے کسی طرح کم نہیں اگر وہ لوگ جانتے کہ جنگ کا موقع آجائے گا وہ پیچھے نہ رہ جاتے اب ہم سواری کے لئے اونٹوں کا انتظام کرتے ہیں تا کہ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں، اور ان کے شجاعوں اور بہادروں سے جنگ پر صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہوں۔ امید ہے کہ خدا ہماری خدمتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی اور خوشنود فرمائے گا۔ اگر فتح و نصرت جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں میسر ہوئی تو کیا کہنا اور اگر ہم مغلوب ہوئے اور مارے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اونٹوں پر سوار ہوں جو آپ کے لئے ہم مہیا کرتے ہیں اور ہماری قوم کے پاس چلے جائیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا نہ ہو گا کیونکہ خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ خدا کی برکت کے ساتھ روانہ ہو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں شخص فلاں مقام پر

قتل کیا گیا اور فلاں مشرک فلاں جگہ ذلت کے ساتھ خاک پر پڑا ہوا ہے پھر ابو جہل، عتبہ، شیبہ، منبہ و نبیہ اور تمام روسائے مشرکین کے قتل ہونے کا ذکر فرمایا اور اسی طرح واقع ہوا۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام خدا کی جانب سے یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے: كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ (پ ۹ آیت ۱۵ سورۃ انفال) جس طرح خدا نے تم کو حق و راستی کے ساتھ نکالا تو مومنین کا ایک گروہ بے شک (جنگ کے لئے) نکلنے سے کراہت کرتا تھا يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ (پ ۹ آیت ۶ سورۃ انفال) لوگ تمہارے ساتھ حق کے اختیار کرنے میں یعنی جہاد کرنے میں جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ جہاد کرنا چاہئے اور خدا کے وعدہ کے بموجب وہ دشمن پر فتح پائیں گے گویا وہ موت کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور روایت سابق کے مطابق ظاہر ہے کہ یہ کنایہ حضرت ابوبکر و عمر کی جانب ہے کہ وہ جہاد سے بچنا چاہتے تھے۔ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ پ ۹ آیت ۷ سورۃ الانفال) یاد کرو وہ وقت جبکہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ قافلہ قریش کے مقابلہ میں اور ان کے مال کے حصول میں اور ان پر فتح حاصل کرنے میں تمہارے ساتھ رہیں گے۔ حالانکہ تم صرف اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ان کے قافلہ پر تم کو قابو حاصل ہو جائے کہ تم کو جنگ نہ کرنا پڑے اور مال مل جائے۔ اور خدا یہ چاہتا ہے کہ لشکر کا مقابلہ کرو اور ان پر فتح حاصل کرو تاکہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق دین حق کو قائم فرمائے اور کافروں کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ پھینکے اور دین اسلام کو مستحکم بنا دے اور کفر و ضلالت کو زائل کر دے۔

اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو پچھلے پہر تیار ہو کر روانہ ہوئے اور چاہ بدر پر پہنچے جس کو عدویہ شامیہ کہتے ہیں وہاں

Presented by www.ziyaraat.net/

قیام کیا اور کفار قریش آکر عدویہ یمانیہ پر ٹھہرے اور اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لئے بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب نے ان کو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز میں مشغول تھے لوگوں نے ان غلاموں سے پوچھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کہاں ہے غلاموں نے کہا کہ ہم کو خبر نہیں اصحاب کو اس کی یہ بات پسند نہ آئی اور ان کو بہت مارا۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اگر وہ سچ کہتے ہیں۔ تو تم ان کو مارتے ہو اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تب بھی مارتے ہو ان کو مارو نہیں میرے پاس لاؤ۔ وہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت لائے گئے وہاں لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ بولے ہم قریش کے غلام ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ گروہ قریش جو آئے ہیں کتنے آدمی ہیں؟ کہا ہم کو علم نہیں پوچھا ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں کہا کبھی نو کبھی دس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا نو سو سے ہزار تک افراد ہیں۔ پھر پوچھا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون لوگ تمہارے ساتھ آئے ہیں انہوں نے کہا عباس، نوفل اور عقیل ہیں۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو قید رکھو اور شیخ مفید نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ بدر کے لئے گئے تو سوائے مقداد بن اسود کے ہم میں سے کسی کے پاس سواری کے لئے گھوڑے نہ تھے اور جس روز جنگ ہوئی اس کی رات کو سوائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سب کے سب سو گئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے صبح تک نماز پڑھتے رہے اور دعا و مناجات کرتے رہے اور علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ بہت ڈرے۔ عتبہ بن ربیعہ، الوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور کہا ہماری بغاوت کے درخت کا ثمر دیکھا۔ قسم خدا کی ہم اپنے پیروں کی جگہ نہیں دیکھتے ہم گھروں سے اس لئے نکلے تھے کہ اپنے قافلہ کی ان سے حفاظت کریں جبکہ قافلہ ان سے بچ کر نکل آیا ہے تو اب ان کے مقابلہ کے لئے ہمارا آنا محض سرکشی و بغاوت ہے اور قسم خدا کی جو گروہ سرکشی اور زیادتی کرتا ہے کبھی غالب اور کامیاب نہیں

ہوتا۔ کاش فرزندان عبدمناف کے مال و متاع جو اس قافلہ کے ساتھ تھے سب ہاتھ سے نکل جاتے اور یہ سفر نہ کئے ہوتے ابوالبختری نے کہا آپ بزرگان قریش میں سے ہیں اس قافلہ کا نقصان اور تاوان جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نخلہ میں لوٹا ہے اپنے ذمہ لے لیجئے اور ان کے مالکوں کو دیجئے اور ابن الحضرمی کا خون بہا جو اس قافلے میں مارا گیا ہے ہم سوگند تھا۔ تاکہ قریش راضی ہوں اور واپس جائیں۔ عتبہ نے کہا تم گواہ رہنا کہ میں نے یہ سب اپنے ذمہ لیا اور سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں سوائے ابو جہل کے کوئی ہماری مخالفت نہ کرے گا تم ابو جہل کے پاس جاؤ اور اس معاملہ میں اس سے گفتگو کرو شائد وہ اپنے فاسد ارادہ سے باز آجائے ابو البختری کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے خیمہ کی طرف گیا دیکھا کہ وہ اپنی زرہ نکال کر درست کر رہا ہے میں نے کہا کہ ابو الولید نے مجھ کو تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے یہ سنتے ہی ابوجہل غضبناک ہو کر بولا ابوالبختری کو تمہارے سوا اور کوئی نہ ملا کہ میرے پاس بھیجتا میں نے کہا واللہ اگر کوئی دوسرا مجھ کو تمہارے پاس بھیجنا چاہتا تو میں ہرگز نہ آتا لیکن وہ بزرگ قبیلہ ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے اس سبب سے آیا ہوں یہ سن کر اس کا غصہ اور زیادہ ہوا اور بولا کہ عتبہ کو سید و بزرگ قبیلہ کہتے ہو میں نے کہا تنہا میں ہی اس کو بزرگ نہیں کہتا ہوں بلکہ تمام قریش کہتے ہیں وہ نخلہ میں قافلہ کے سامان کا نقصان اور ابن الحضرمی کا خون بہا دینے کو تیار ہیں۔ ابوجہل نے کہا عتبہ کی زبان سب سے زیادہ دراز اور اس کی گفتگو سب سے زیادہ بلیغ ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف داری کرتا ہے کیونکہ وہ عبدمناف کی اولاد سے ہے اور اس کا لڑکا بھی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو بددل کر دے تاکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جنگ نہ کریں خدا کی قسم ہم اس کا تعاقب مدینہ تک کریں گے اور ان لوگوں کو قید کر کے مکہ لے جائیں گے تاکہ تمام اہل عرب سنیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور آئندہ کوئی ہماری تجارت میں سد راہ نہ ہو۔

ابوجہل نے عتبہ کے لڑکے ابوخدیفہ کا نام اس واسطے لیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تھے۔ ادھر ابوسفیان اپنے قافلہ کو حفاظت کے ساتھ مکہ لے کر پہنچا تو قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا قافلہ سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچ گیا تم

Presented by www.ziyaraat.net/

لوگ واپس آجاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اہل عرب کے ساتھ چھوڑ دو۔ اگر خود واپس نہ آؤ تو گانے بجانے والی عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیج دو تاکہ وہ قید نہ ہوں۔ ابو سفیان کا قاصد جحفہ میں ان سے ملا اور عتبہ نے چاہا کہ واپس چلیں لیکن ابوجہل ملعون اور اس کے خاندان کے لوگ راضی نہ ہوئے اور نہ عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیجنا منظور کیا۔ ادھر قریش کے لشکر کی تعداد زیادتی کی اطلاع جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کو ملی تو وہ بہت ڈرے اور مضطرب ہوئے اور خدا کی بارگاہ میں الحاح درازی کی تو خدا نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے یہ آیتیں بھیجیں۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (پ ۹ آیت ۹ سورۃ الانفال) جس وقت تم اپنے پروردگار سے استغاثہ اور فریاد کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری دعا قبول کی (اور وعدہ کیا کہ) میں ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ جو ایک کے پیچھے دوسرے آئیں گے۔ طبری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی اقلیت کو دیکھا تو رو بقبلہ ہو کر ہاتھ دعاء کے لئے اٹھائے اور کہا پروردگار اپنے وعدے کو جو تو نے مجھ سے کیا ہے پورا فرما۔ خداوندا اگر یہ مسلمانوں کا گروہ ہلاک ہوگیا تو کوئی زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اسی طرح ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے دعا و تضرع کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ ۹ آیت ۱۰ سورۃ مذکور) "خدا نے فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کرنا اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو۔ اور دشمنوں پر فتح پانا فرشتوں کی مدد سے نہیں خدا کی مدد سے ہے بیشک خدا غالب حکمت والا ہے"

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رات آئی تو خدا نے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نیند غالب کر دی اور ان سے بعض محتلم ہو گئے اور جہاں وہ لوگ ٹھہرے تھے وہ زمین ریتلی تھی جس پر پیر جمتے نہیں تھے اور کافروں نے سبقت کر کے

آیت ۱۲ سورۃ مذکور) اے رسول یاد کرو وہ وقت جبکہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا مومنوں کو کافروں کی جنگ پر مضبوط رکھو سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں خوف و رعب ڈال دوں گا۔ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ تو اے فرشتو ان کی گردنیں کاٹ ڈالو۔ واضربو منهم کل بنان (پ ۹ آیت ۱۲ سورۃ مذکور) اور ان کے جوڑ جوڑ توڑ ڈالو۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب دی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لشکر میں دو گھوڑے تھے ایک زبیر کے پاس اور ایک مقداد کے پاس اور ستر اونٹ جن پر باری باری سے لوگ سوار ہوتے تھے۔ ایک اونٹ پر باری باری جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور مشدع بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تھے۔ وہ اونٹ بھی مرثد کا تھا۔ کفار قریش کے لشکر میں چار سو اونٹ تھے اور روایت معتبرہ کے مطابق اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور کفار کے لشکر کی تعداد بعضوں نے ہزار بیان کی ہے اور بعضوں نے نو سو سے ہزار تک کہا ہے اور روایت معتبرہ اور آیات کریمہ کے مطابق خداوند عالم نے جنگ پر آمادہ کرنے اور مسلمانوں کو فتح حاصل کرنے اور کافروں کو پست و حقیر کرنے کے لئے مومنین کی نگاہوں میں کفار کو تھوڑا دکھایا تاکہ وہ کفار سے جنگ کی ہمت کریں۔ اسی طرح کافروں کو مسلمانوں کی تعداد ابتدا میں بہت کم دکھائی تاکہ وہ مسلمانوں سے جنگ کریں اور لڑائی شروع ہونے کے بعد مسلمانوں کی تعداد کافروں کو زیادہ دکھائی کہ وہ اپنے برابر سمجھنے لگے اور بہت خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت سی معتبر روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جنگ بدر ہجرت کے دوسرے سال سترھویں ماہ رمضان روز جمعہ کو واقع ہوئی اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ نویں ماہ مذکور میں ہوئی لیکن قول اول زیادہ قوی ہے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اپنے سامنے ترتیب سے کھڑا کیا اور فرمایا اپنی آنکھوں کو چھپا لو اور خود جنگ کی ابتدا مت کرنا اور نہ کچھ بولنا جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کو بہت کم دیکھا ابوجہل نے

Presented by www.ziyaraat.net/

اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سب مل کر بھی ایک نوالہ سے زیادہ نہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیج دیں تو وہ ان کو باندھ لائیں عتبہ نے کہا شاید ان کی قوت اور مدد کچھ اور بھی ہو۔ پھر عمرو بن وہب جمحی کو مقابلہ کے لئے بھیجا جو ان میں سب سے بڑا دلیر و بہادر تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے قریب آیا اور چاروں طرف گھوما اور ایک بلندی پر چڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کو ہر طرف سے دیکھا اور واپس جا کر قریش سے کہا کوئی مدد و کمک اور کہیں سے نظر نہیں آتی لیکن پانی کھینچنے والے اونٹ مڑیہل ہیں جن پر سامان لاد کر لائے ہیں نہیں دیکھتے ہو کہ منہ بند کر رکھا ہے اور بات نہیں کرتے ہیں اور سانپ کی مانند زبانیں دہن کے اندر پھیرتے ہیں اور کوئی شئے سوائے تلواروں کے پناہ دینے والی نہیں رکھتے ہیں لیکن ایسا ہے کہ وہ بھاگنے والے نہیں معلوم ہوتے مر جائیں گے قتل ہو جائیں گے اور مار ڈالیں گے لہٰذا ان سے مکر و تدبیر کرو اور جنگ میں دلوں کو سخت رکھو۔ ابو جہل نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو رعب میں آگیا ہے اور ان کی آبدار تلواروں کے خوف سے تیرا پتہ پانی ہو رہا ہے۔ چونکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کافروں کی کثرت اور ان کے حشم و خدم سے بہت ڈرے ہوئے تھے لہٰذا خدا نے ان کی تسکین کے لئے یہ آیت بھیجی وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (پ ۱۰ آیت ۶۱ سورۃ انفال) اگر وہ صلح کی پیش کش کریں تو ان سے صلح کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ خدا جانتا تھا کہ وہ صلح نہیں کریں گے اور بغیر جنگ کئے نہ مانیں گے لیکن اس نے چاہا کہ مومنین کے دلوں کو خوش کر دے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ اے گروہ قریش میں تم سے جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا مجھے عرب والوں کے ساتھ چھوڑ دو اگر میں سچا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں تو ان پر غالب آجاؤں گا تم اور تمام لوگوں سے میرے نزدیکی ہو میرے قوم و قبیلہ کے ہو اگر میں جھوٹا ہوں تو اہل عرب میرے لئے کافی ہیں لہٰذا واپس جاؤ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ پیغام سن کر عتبہ نے کہا خدا کی قسم جو شخص یہ پیغام قبول نہ کرے گا سلامت نہ رہے گا پھر وہ سرخ اونٹ پر سوار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ ہے یہی سرخ اونٹ والا ہے اگر وہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے

عافیت پائیں گے۔ پھر عتبہ نے قریش کو جمع کیا اور ان سے کہا میری بات سنو اور آج میری اطاعت کرو آئندہ کبھی مت کرنا آج مکہ کو واپس چلو۔ شراب مت پیو اور ان کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ان سے عہد و پیماں کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی رعایت کرو کیونکہ وہ تمہارے چچا کا بیٹا ہے اور تم میں سب سے بہتر اور بلند مرتبہ ہے لہٰذا واپس چلو اور میری رائے منظور کرو اگر اس جنگ سے تمہاری غرض قافلہ تجارت کے نقصان اور ابن خضرمی خون بہا سے ہے تو میں وہ نقصان ادا کرتا ہوں اور ابن خضرمی کا خونبہا میں دیتا ہوں کیونکہ وہ میرا ہم سوگند تھا۔ یہ سنا تو ابو جہل نے غضبناک ہو کر کہا عتبہ فصیح و بلیغ شخص ہے اگر آج لوگ اس کے کہنے سے واپس چلے گئے تو وہ قریش کا سردار بن جائے گا۔ پھر عتبہ سے کہا کہ تو فرزندان عبدالمطلب کی تلواروں کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور لوگوں کو واپس چلنے کی ترغیب دے رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ ہم ان دشمنوں پر فتح پا چکے ہیں اور اپنی دشمنی کا انتقام لے سکتے ہیں عتبہ یہ سنتے ہی اپنے اونٹ سے اتر پڑا اور ابو جہل پر حملہ کیا اور اس کو گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وہ اس کو مار ڈالے گا لیکن اس نے اس کو چھوڑ دیا اور اپنے گھوڑے کو پے کر ڈالا اور کہا تو مجھ کو بزدل سمجھتا ہے آج قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ تو یا میں کون بزدل اور مرعوب ہے اور قوم کو کون زیادہ تباہ کرنے والا ہے اگر تو سچا ہے تو آ میں اور تو دونوں میدان میں تنہا چلیں تاکہ معلوم ہو کہ میں زیادہ بہادر ہوں یا تو۔ یہ دیکھ کر قریش کے سربرآوردہ لوگ عتبہ کے پاس آکر کہنے لگے اس کو چھوڑ دو تاکہ اس لشکر کی شکست تمہاری طرف سے نہ ہو۔ عتبہ نے ابو جہل سے منہ پھیر لیا اور اپنے بھائی شیبہ اور اس کے لڑکے ولید سے کہا کہ اٹھو اور جنگ کے لئے میدان میں چلو اور خود زرہ پہنو پھر اپنے لئے خود طلب کیا۔ لیکن اس کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے کوئی خود اس کے لائق نہ ملا تو وہ عمامہ سر پر باندھا اور اپنی تلوار لے کر جاہلیت کی اکڑ میں دوسروں سے پہلے اپنے بھائی بھتیجے کے ساتھ میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قریش میں سے ہمارے ہمسر لوگوں کو بھیجو تاکہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ ادھر انصار میں سے تین اشخاص عود، معوذ اور عوف عفرا کے لڑکے نکلے۔ عتبہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو اپنا نسب بیان کرو تاکہ پہچانیں تینوں نے کہا

Presented by www.ziyaraat.net/

ہم عفرا کے فرزند اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ناصرو مددگار ہیں عتبہ نے کہا تم واپس جاؤ ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے تم ہمارے برابر کے نہیں ہو ہم تو اپنا ہمسر چاہتے ہیں جو قریش میں سے ہو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نہیں چاہتے تھے کہ پہلے پہل انصار ہی میدان کارزار میں جائیں اور لڑیں لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو واپس بلا لیا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحرث کو دیکھا جن کی عمر ستر سال کی ہو چکی تھی اور فرمایا اے عبیدہ تم بڑھو یہ سنتے ہی وہ مردانہ وار اٹھے ہاتھ میں تلوار لی۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اے چچا آپ بھی جنگ کے لئے نکلیئے پھر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سب سے کمسن تھے غرض یہ تینوں بزرگوار اپنی اپنی تلواریں کھینچ کر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اپنا حق طلب کرو جو خداوند عالم نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ قریش نخوت و غرور میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نور خدا کو بجھا دیں لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اس کا نور زائل ہو۔ وہ بیشک اپنے نور دین کو کامل اور تمام کر کے رہے گا پھر فرمایا اے عبیدہ رضی اللہ عنہ تم عتبہ سے اور اے حمزہ رضی اللہ عنہ تم شیبہ اور اے علی علیہ السلام تم ولید بن عتبہ سے جنگ کرو۔ غرض یہ تینوں بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہمت کی امداد چاہتے ہوئے مردانہ وار ان کفار کے پاس پہنچے۔ عتبہ نے ان کو دیکھا اور اپنے دل میں بغض و عداوت ان کی طرف سے رکھتا تھا اس کے سبب ان کو نہیں پہچانا اور پوچھا کہ تم کون ہو اپنا نسب ظاہر کرو تاکہ ہم تم کو پہچانیں۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حارث بن عبدالمطلب کا فرزند عبیدہ ہوں۔ عتبہ نے کہا بے شک تم ہمارے ہمسر ہو اور یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے کہا ایک حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں اور دوسرے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ عتبہ نے کہا دو بزرگ و بلند کفو کے لوگ ہیں خدا اس پر لعنت کرے جس نے ہم کو تم کو اس مقام پر ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے یعنی ابوجہل پر۔ پھر شیبہ نے حمزہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں حمزہ بن عبدالمطلب خدا کا شیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شیر

ہوں۔ شیبہ نے کہا اپنے حلیفوں کے شیروں کے مقابلہ پر آئے ہو اے خدا کے شیر اپنے حملہ اور دبدبہ کو عنقریب دیکھو گے۔ ادھر عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اس کے سر پر تلوار کی ضربت لگائی جس سے اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور عتبہ نے عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پیروں پر مارا جس سے دونوں پیر کٹ کر الگ ہو گئے اور دونوں زمین پر گر پڑے اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کے وار کو اس قدر رد کیا اور اپنے سروں پر روکا کہ دونوں کی تلواریں کند ہو گئیں جناب امیر علیہ السلام نے ولید کے داہنے کاندھے پر ایک تلوار ماری کہ اس کی بغل کے نیچے سے نکل گئی اس کا وہ کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اٹھا کر حضرت علی علیہ السلام کی طرف اس زور سے پھینکا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھ پر آسمان گر پڑا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی سونے کی تھی۔ جب وہ ہاتھ کو حرکت دیتا تھا تو اس کی چمک سے میدان جگمگا اٹھتا تھا۔ پھر وہ ایک نعرہ مار کر اپنے باپ کے پاس بھاگا حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تعاقب کیا اور دوسری ضربت اس کی ران پر ماری اور اس کو زمین پر گرا دیا اور یہ رجز پڑھی۔ میں اس کا فرزند ہوں جس نے حاجیوں کے لئے دو حوض بنوائے تھے میں ہاشم کا نور نظر ہوں جو قحط و خشک سالی میں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے میں اپنا وعدہ وفا کرتا ہوں اور صاحب حسب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت کر رہا ہوں ادھر حمزہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ کثرت سے حملہ کرنے کے بعد ایک دوسرے سے لپٹ گئے مسلمانوں نے یہ دیکھ کر امیر المومنین علیہ السلام کو پکارا کہ اے علی علیہ السلام اس کتے کو دیکھو جو تمہارے چچا سے لپٹا ہوا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام یہ سنتے ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ شیبہ سے قد میں لانبے تھے امیر المومنین علیہ السلام نے کہا اے چچا آپ سر نیچے کر لیجئے۔ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر شیبہ کے سینہ میں ڈال دیا امیر المومنین علیہ السلام نے ایک وار کیا اور شیبہ کا سر اڑا دیا پھر آپ عتبہ کے پاس آئے جس میں ابھی کچھ جان باقی تھی حضرت علیہ السلام نے اس کو بھی تمام کیا اور عبیدہ رضی اللہ عنہ کو آپ علیہ السلام نے اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ نے اٹھا اور خدمت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں لائے۔ حضرت علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو

Presented by www.ziyaraat.net/

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ ماں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر نثار ہوں میں تو شہید ہوں فرمایا ہاں تم میری اہلبیت علیہ السلام میں سب سے پہلے شہید ہو۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ کے چچا زندہ ہوتے تو وہ دیکھتے کہ میں ان کے کہنے کے مطابق پہلا جاں نثار ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کون چچا؟ عرض کی ابو طالب جنہوں نے کافران قریش کے جواب میں دو بیت کہے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ اے کفار مکہ! تم خانہ خدا میں جھوٹ بولتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر تم غالب آجاؤ گے قبل اس کے ہم اس کے سامنے تم کو نیزہ لگائیں اور تیر ماریں۔ ہم اس کو تمہارے حوالہ نہیں کریں گے جب تک کہ قتل نہ ہو جائیں ہم اس کی نصرت میں اپنے زن و فرزند کو بھول جائیں گے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں ایسا نہ کہو دیکھو ان کا لڑکا علی علیہ السلام شیر کی مانند خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شمشیر زنی کر رہا ہے اور دوسرے لڑکے نے خدا کی راہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ فرمایا نہیں میں نے نہیں چاہا کہ میرے چچا کا ذکر اس طرح کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ کے مقابلہ پر جناب حمزہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ کے مقابلہ پر جناب عبیدہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جیسا کہ شیخ مفید نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے بدر کی جنگ میں قریش کی جرات پر حیرت ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ میں نے ولید پسر عتبہ کو قتل کر دیا اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور شیبہ کے قتل میں میں جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کا شریک ہو گیا تو حنظلہ ابن ابی سفیان میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کے سر پر ایک تلوار لگائی اس کی آنکھیں اس کے رخساروں پر نکل کر لٹک آئیں اور وہ زمین پر گر پڑا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عتبہ شیبہ اور ولید یہ تینوں

قتل ہو چکے ابو جہل نے قریش سے کہا جلدی مت کرو۔ وحشت و ہراس مت ظاہر ہونے دو جیسا کہ ربیعہ کی اولاد نے کیا کہ تمہارے ساتھ اہل مدینہ کی جنگ پسند نہیں کرتے تھے تم مدینہ کے رہنے والے انصار کو قتل کرو اور قریش کو مت قتل کرو بلکہ ان کو زندہ اسیر کر لو تاہم ان کو مکہ لے جا کر ان کی گمراہی ان پر ظاہر کریں۔ مکہ کے چند جوان تھے جو مسلمان ہو گئے مگر ہر ایک کے باپ نے ان کو قید کر رکھا تھا اور ہجرت کرنے سے روکے ہوئے تھے وہ دین اسلام مین پختہ نہ تھے جیسے قیس بن الولید بن مغیرہ' ابو قیس بن فاکہ' حارث بن ربیعہ' علی بن امیہ اور عاص بن منبہ۔ قریش ان کو اپنے ہمراہ جنگ بدر میں لائے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی تعداد بہت کم دیکھی تو اپنے ایمان میں متزلزل ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا اور عنقریب یہ سب قتل ہو جائیں گے۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی - اِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ ۱۰ آیت ۴۹ سورۃ الانفال) اس وقت جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض کفر تھا کہہ رہے تھے کہ ان کے دین نے ان کو فریب دیا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا جو چاہتا ہے اس پر قادر و غالب ہے اور دانا اور حکیم ہے اس وقت ابلیس لعین سراقہ بن مالک کی شکل میں نمودار ہوا اور قریش کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں اپنے قبیلہ کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اپنا علم مجھ کو دو غرض کہ علم لے کر بہت سے شیاطین کا لشکر ان کو دکھایا۔ وہ سب سراقہ کے اہل قبیلہ کافروں اور مسلمانوں کو دکھائی دینے لگے اس سبب سے قریش کی ہمت بڑھ گئی۔ جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو اور جب تک میں نہ کہوں کافروں کی طرف مت دیکھنا اور نہ نیاموں سے تلواریں نکالنا۔ پھر بارگاہ احدیت میں ہاتھ اٹھا دیئے اور دعاء و مناجات میں مشغول ہوئے اور عرض کی پالنے والے یہ گروہ تیرے دین کے مددگار ہیں اگر یہ لوگ قتل ہو گئے تو زمین پر تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی جو وحی کی علامت ہے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کی جبین انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

Presented by www.ziyaraat.net/

وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے جبریل علیہ السلام خدا تعالیٰ کی جانب سے ہزاروں فرشتوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اسی وقت بہت سی بجلیوں کے ساتھ ایک سیاہ ابر نظر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے اوپر کھڑا ہو گیا جس میں سے مسلمانوں کے کانوں میں ہتھیاروں کی آوازیں آ رہی تھیں اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خیروم آگے بڑھ۔ (خیروم جناب جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے جس پر اس روز وہ سوار تھے) ابلیس ملعون نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا علم ہاتھ سے پھینک کر بھاگنے لگا منبہ پسر حجاج نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اے سراقہ کہاں جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ اپنے لشکر کو بھگا دے ابلیس نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا دور ہو جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو نہیں دیکھتا۔ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں چنانچہ خدا نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے۔ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (پ ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) یاد کرو وہ وقت جبکہ شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ (پ ۱۰ ایت ۴۸ سورۃ مذکور) اور ابلیس نے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں میں تم کو امان دینے والا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ قریش اور قبیلہ کنانہ کے درمیان عداوت چلی آ رہی تھی جب قریش اس قبیلہ کے پاس پہنچے تو دل میں اس کی عداوت کی یاد تازہ ہو گئی تو اس خیال سے واپس ہونا چاہا کہ ایسا نہ ہو کہ کنانہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان پر دوڑ پڑیں۔ اسی حال میں ابلیس سراقہ ابن مالک کی صورت میں جو اس قبیلہ کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھا اپنے ساتھ شیطان کا بڑا لشکر لئے ہوئے ظاہر ہوا اور کہا میں ضامن ہوں اور تم کو امان دیتا ہوں کہ قبیلہ کنانہ سے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) تو جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا یا شیاطین نے فرشتوں کو دیکھا تو شیطان پیچھے بھاگا اور بولا میں تم سے بیزار ہوں بیشک جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے یعنی فرشتوں کو یقیناً" میں خدا سے ڈرتا ہوں اس کا عذاب بڑا سخت ہے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ شیطان

ملعون کافروں کے لشکر میں حارث بن ہشام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا کہ فرشتوں پر اس کی نگاہ پڑی ان کو دیکھتے ہی وہ پیچھے بھاگا حارث نے کہا اے سراقہ تو ایسے حال میں ہم کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟ ابلیس نے کہا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ حارث سمجھتا تھا کہ وہ سراقہ ہے اس لئے اس نے کہا تو جھوٹا ہے تو مدینہ کے ذلیلوں کو دیکھ رہا ہے لیکن ابلیس نے حارث کے سینہ پر ہاتھ مارا اور بھاگ گیا۔ اس کے بھاگنے سے کفار بھی بھاگے اور جب مکہ پہنچے تو کہنے لگے کہ سراقہ نے ہم کو بھگایا۔ جب سراقہ نے یہ خبر سنی قریش کے پاس آیا اور قسم کھائی کہ مجھے تمہاری جنگ کی تو اطلاع بھی نہ تھی مگر بعد میں تمہارے بھاگنے کا حال معلوم ہوا جب وہ مسلمان ہوئے تب انہوں نے جانا کہ وہ ابلیس ملعون تھا اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے شیطان پر حملہ کیا اور وہ بھاگا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کا تعاقب کیا وہ جا کر دریا میں ڈوب گیا اور کہتا تھا خداوند تو نے مجھے روز جزا تک کی مہلت دی ہے کہ زندہ رہوں گا لہٰذا اپنے وعدہ کو پورا کر اور دوسری سند سے روایت ہے کہ ابلیس بھاگتا ہوا حضرت جبریل علیہ السلام سے کہہ رہا تھا کہ شاید تم نادم نہیں ہوئے کہ مجھ کو مہلت دی گئی ہے۔ روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر جبریل علیہ السلام شیطان کو پا لیتے تو قتل کر دیتے؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ اس کو ایک ضربت لگاتے جس سے قیامت تک کے لئے وہ زخمی ہو جاتا۔

المختصر عتبہ وغیرہ کے قتل ہونے کے بعد ابوجہل دونوں لشکروں کے درمیان نکل کر کھڑا ہوا۔ اور کہا خداوند ہم میں اور ان مخالفین میں سے جس نے زیادہ قطع رحم کیا ہے اور ایسی چیز لایا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تو اس کو تو آج ہی ہلاک کر دے اور بروایت ابو حمزہ ثمالی اس نے کہا خداوند ہمارا دین قدیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین نیا ہے ان میں جس دین کو تو درست رکھتا ہے اور زیادہ پسند کرتا ہے اس کی مدد کر۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (پ ۹ آیت ۱۹ سورۃ الانفال) "اگر تم فتح کے طالب ہو تو تمہاری طرف آئی جیسا کہ تم نے دعاء کی" پھر حضرت علی علیہ السلام نے مٹھی ریت اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

Presented by www.ziyaraat.net/

دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے کہنے سے کافروں کی طرف پھینکا اور فرمایا شاھت الوجوہ یعنی چہرے قبیح ہو جائیں۔ خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اس ریت کو کافروں کے چہروں پر مارا اور وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ان سنگریزوں میں سے کچھ بھی جس کو مس ہو گیا وہ اس روز مارا گیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ ۹ آیت ۱۷ سورۃ مذکور) اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنگریزے تم نے نہیں پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے۔ اس روز اسی مشرکین مارے گئے اور اسی قید ہوئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوجہل کو زندہ نہ جانے دو۔ عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو دیکھا تو ایک ضربت اس کی ران پر ماری اس ملعون نے بھی ایک تلوار عمرو رضی اللہ عنہ کو ماری جس سے ان کا ہاتھ کٹ کر لٹک گیا عمرو رضی اللہ عنہ نے اس ہاتھ کو پیر سے دبا کر زور کیا اور علیحدہ کر دیا اور جنگ میں مشغول ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت پہنچا جبکہ ابوجہل ملعون اونٹ سے گر چکا تھا اور اپنے خون میں لوٹ رہا تھا میں نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ کو اس قدر ذلیل کیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تجھ کو ذلیل کرے دین سچا کس کا ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حق ہے میں اب تجھ کو قتل کرتا ہوں اور اپنا پیر میں نے اس کی گردن پر رکھا۔ اس ملعون نے کہا اے گوسفند چرانے والے تو نے بڑی سخت گردن پر پیر رکھا ہے اس سے زیادہ کوئی امر مجھ پر دشوار نہیں ہے کہ تجھ ایسا شخص مجھے قتل کرے کاش عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی مجھ کو قتل کرتا یا قریش میں سے کوئی قتل کرتا۔ میں نے اس کے سر سے خود اتارا اور اس کا سر جدا کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر لا کر ڈال دیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشخبری ہو آپ کو یہ ابوجہل کا سر ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس کا سر دیکھا تو سجدہ میں گر پڑے اور شکر خدا بجا لائے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتگان بدر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے گروہ! خدا تم کو برا بدلہ دے تم نے مجھے جھوٹا کہا حالانکہ میں صادق ہوں تم نے مجھے خیانت سے نسبت دی حالانکہ میں

امانتدار ہوں پھر ابوجہل ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص فرعون سے زیادہ سرکش تھا۔ جب فرعون کو ہلاکت کا یقین ہوا تو خدا کی واحدانیت کا اقرار کیا اور جب اس ملعون کو ہلاکت کا یقین ہوا تو اس نے لات و عزیٰ کو پکارا۔ حدیث و سیر کی کتابوں میں سہل بن عمر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے روز بدر سفید مردوں کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا ہر ایک کے پاس ایک نشان تھا وہ کافروں کو قتل کر رہے تھے اور قید کر رہے تھے اور ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی چاہ بدر پر تھے اور جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی قلت اور قریش کے لشکر کی کثرت دیکھی ہم نے کہا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں گے ہم لشکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فنا کر دیں گے ہمارا اندازہ تھا کہ قریش کے مقابلہ میں لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد چوتھائی حصہ ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ہم نے دیکھا کہ ایک ابر لشکر کے اوپر ظاہر ہوا اور ہتھیاروں کی جھنکار ہمارے کانوں میں پہنچی اسی اثناء میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گئے میرا چچا زاد بھائی یہ دیکھتے ہی ڈرا اور ہلاک ہو گیا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

صہیب سے روایت ہے کہ روز بدر کثرت سے ہاتھ قطع ہوئے اور زخم ظاہر ہوئے جن سے خون جاری نہ تھے اور وہ فرشتوں کی ضربت کی علامت تھی۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ میں روز بدر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تین سر لایا جن سے دو تو میں نے کاٹے تھے اور تیسرے کے بارے میں میں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ بلند قامت شخص نے اس کو ایک ضربت لگائی تھی اور وہ سر کٹ کر گر پڑا تھا۔ میں نے اٹھا لیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ وہ بلند قامت شخص فرشتہ تھا۔ سائب کہتے ہیں کہ روز بدر کسی نے مجھ کو اسیر نہ کیا۔ جب روز بدر قریش بھاگے تو میں بھی ان کے ساتھ بھاگا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سفید رو بالا قد انسان جو ایک ابلق گھوڑے پر سوار آسمان سے نیچے آیا اس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف ادھر سے گذرے مجھ کو بندھا ہوا دیکھا تو اٹھا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اور ابو رافع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا ہمارے گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا اور میں بھی مسلمان ہو گیا تھا جناب عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام الفضل بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ لیکن جناب عباس رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے بلکہ اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت مالدار تھے اور لوگوں کے ذمہ ان کا بہت سا مال باقی تھا اور دشمن خدا ابولہب جنگ بدر میں خود حاضر نہیں ہوا تھا بلکہ اپنی بجائے اس نے عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا جب قریش کی زبوں حالی کی اطلاع اس کو ہوئی تو بھی بہت ذلیل ہوا اور ہم لوگوں کی قوت و ہمت بڑھ گئی میں چونکہ بوڑھا تھا زمزم کے حجرے میں تیر بنایا کرتا تھا ایک روز بیٹھا ہوا تیروں کو تراش رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اور ہم آپس میں مسلمانوں کی فتح پر خوش ہو رہے تھے ناگاہ ابولہب کو ہم نے دیکھا کہ اپنا پیر گھسیٹتا ہوا آ رہا ہے وہ آ کر حجرے کی ایک طرف ہماری طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابوسفیان بھی آ گیا ابولہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس آ تجھ کو صحیح حالات معلوم ہوں گے غرض ابوسفیان کو اس نے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور بہت سے لوگ ان کے گرد آ آ کر کھڑے ہو گئے ابو لہب نے پوچھا اے پسر برادر بتاؤ کہ تمہارے لشکر پر کیا گذری اس نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ان کے لشکر کے مقابلہ پر آئے اور وہ جب ہماری طرف بڑھے ہم شکست کھا کر بھاگتے انہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قتل و اسیر کیا اور جو چاہا کیا۔ تاہم میں اپنے لشکر کو ملامت نہیں کرتا اس لئے کہ مردان سفید کو ہم نے ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان و زمین کے درمیان دیکھا جن کے مقابلہ پر کوئی شخص کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر کہا وہ فرشتے تھے ابو لہب نے یہ سنتے ہی میرے منہ پر ہاتھ مارا اور چاہتا تھا کہ مجھ کو مار ڈالے ناگاہ ام الفضل اٹھیں اور ستون خیمہ لے کر اس کے سر پر مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا اس کا آقا موجود نہیں ہے اور تو اس کو لاوارث اور کمزور سمجھتا ہے غرض وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر گیا اور سات روز نہیں گذرے تھے کہ مرض تخمہ میں مبتلا ہوا اور جہنم واصل ہوا۔ چونکہ وہ مرض متعدی ہے اور لوگ اس سے پرہیز کرتے ہیں اس لئے لڑکے بھی اس

کے پاس نہیں جاتے تھے ۔ آخر لوگوں نے ان کو ملامت کی تو مجبوراً" اس کو گھسیٹ کر مکہ کی ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور اس پر پتھر پھینکے جس میں وہ چھپ گیا اب وہ عمرہ کے راستہ پر واقع ہے کہ جو شخص ادھر سے گذرتا ہے اس پر پتھر مارتا ہے اور وہ ایک پہاڑ کے مانند بلند ٹیلہ ہو گیا ہے۔

ابو الیسیر نے چاہا کہ عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرے لیکن نہ کر سکا تو ایک فرشتہ نے اس کی مدد کی اور وہ اسیر ہوئے شیخ مفید نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ نوفل بن خویلد بھی جنگ میں آیا ہے تو دعا کی کہ پالنے والے نوفل سے پناہ میں رکھ جب قریش بھاگ گئے جناب امیر علیہ السلام نے اس کو دیکھا کہ میدان میں حیران و سرگردان ہے اور نہیں سمجھتا کہ کیا کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کو ایک ضربت لگائی جس سے اس کا خود گر پڑا۔ پھر آپ نے تلوار ماری اور اس کے پیروں کو قطع کر دیا وہ زمین پر گرا اور آپ نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ اس وقت فرما رہے تھے کہ نوفل کی بھی کسی کو خبر ہے؟ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے اس کو قتل کر دیا ہے یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب ابوبصیر انصاری نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اسیر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے عباس نے کہا اس نے مجھے اسیر نہیں کیا بلکہ میرے بھتیجے علی علیہ السلام نے اسیر کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے چچا سچ کہتے ہیں وہ ایک بڑا فرشتہ تھے جو علی علیہ السلام کی شکل و صورت میں بھیجے گئے تھے تاکہ ان کی ہیبت دشمنوں کے دلوں کو زیادہ ہو۔ سند دیگر ابوبصیر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ عباس اور عقیل کو میں نے دیکھا کہ ایک مرد جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا کو کھینچتا ہوا علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لایا اور ان کے سپرد کر دیا اور کہا اپنے چچا اور بھائی کو لو کیونکہ تم زیادہ ان کے مستحق ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ روز بدر جس زخمی مشرک

Presented by www.ziyaraat.net/

سے پوچھا جاتا کہ تم کو کس نے مارا وہ کہتا تھا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے، اور یہ کہتے ہی مرجاتا۔

خاصہ و عامہ کی اکثر کتب معتبرہ میں امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت ہے بدر کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لشکر میں پانی کم تھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مشک لے جا کر پانی بھرلائے کوئی تیار نہ ہوا کیونکہ رات بھر اندھیری تھی اور ہوا سرد اور تیز چل رہی تھی امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مشک اٹھالی اور چاہ بدر پر پہنچے چونکہ کوئی ڈول موجود نہ تھا اس لئے خود کنوئیں میں اترے مشک بھری اور واپس روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک بہت سخت ہوا سامنے سے آئی جس سے راستہ چلنا دشوار ہوگیا آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہوا گذر گئی پھر اٹھ کر چلتے تو دوبارہ اسی شدت کی ہوا چلی آپ پھر بیٹھ گئے او وہ بھی گذر گئی اسی طرح تین مرتبہ ہوا اور دوسری روایت کے مطابق ہر مرتبہ پانی مشک سے بہہ جاتا تھا اور آپ پھر اس کو بھر کر چلتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آپ نے پوچھا یا علی علیہ السلام اس قدر دیر کیوں ہو گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ تین مرتبہ نہایت سخت ہوا چلی جس کے ہول سے میرا بدن لرز گیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کیا تھا عرض کی نہیں۔ فرمایا پہلی بار جبریل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور تم کو سلام کرتے ہوئے گذر گئے دوسری مرتبہ میکائیل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور ہر ایک نے تم کو سلام کیا اور تیسری مرتبہ اسرافیل علیہ السلام تھے ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور سب نے تم کو سلام کیا اور وہ سب ہماری مدد کو آئے ہیں۔ احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتے روز بدر سفید عمامے باندھے ہوئے تھے ان کے عمامے نشان والے تھے جن کا ایک گوشہ آگے اور ایک گوشہ پیچھے لٹک رہا تھا۔ دوسری روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمامہ سر پر باندھا اور دو گوشے ایک آگے اور ایک پیچھے لٹکا دیئے، جبریل علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کے سر پر

بھی اسی طرح عمامہ باندھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہیں۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتوں نے روز بدر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جنگ میں مدد کی وہ پانچ ہزار فرشتے ہیں وہ زمین پر ہیں اور جب تک حضرت صاحب الامر کی مدد نہ کرلیں گے آسمان پر نہ جائیں گے۔ جاننا چاہئے کہ وہ مشرکین جو حضرت شیر خدا حیدر کرار علیہ السلام کی نصرت آثار تلوار سے جنگ بدر میں کشتہ ہوئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے مخالفوں نے بیان کیا ہے کہ کفار کے مقتولین انچاس تھے ان میں بائیس امیر المومنین علیہ السلام نے قتل کئے اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ ستائیس قتل کئے اور محمد ابن اسحاق نے مخالفوں سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام صحابہ سے زیادہ خود قتل کئے اور روایت و سیر معتبرہ شیعہ کے موافق ستر کفار جنگ بدر میں مارے گئے ان میں سے پینتیس مشرکین تمام صحابہ اور فرشتوں کی تلوار سے واصل جہنم ہوئے اور بروایت شیخ مفید نصف سے زیادہ مولائے مومنین علیہ السلام کی شمشیر آبدار سے درک اسفل میں پہنچے۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ روز بدر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ فرزندان عبدالمطلب علیہ السلام میں سے کسی کو نہ قتل کرو نہ اسیر کرو کیونکہ وہ اپنے اختیار سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ اور کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش فرزندان عبدالمطلب کو جنگ بدر میں لائے اور قریش کے رجز پڑھنے والوں نے رجز شروع کیا تو طالب حضرت ابو طالب کے بیٹے نے بھی رجز پڑھنا شروع کیا وہ رجز میں اپنے لشکر والوں کو نفرین کر رہے تھے کہ لشکر اسلام سے کشتہ اور مغلوب ہوں اور دعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر غالب ہو جب قریش نے ان کا رجز سنا کہا یہ ہم کو شکست دلوا دے گا پھر ان کو واپس بھیج دیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا وہ باطن میں مسلمان تھے اور علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ابوبشر انصاری نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو اسیر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کسی نے ان کی گرفتاری میں تمہاری مدد کی ہے؟ کہا ہاں ایک

Presented by www.ziyaraat.net/

مہربان ہے۔ بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی قصہ کے آخر میں منقول ہے کہ جب جناب عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد مینہ کی جانب ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال غنیمت حاصل ہوا' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اے چچا اپنی چادر بچھایئے اور اس مال میں اپنا حصہ لیجئے عباس نے چادر بچھا دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سا مال اس میں دے دیا اور فرمایا یہ منجملہ اس کے ہے جو خدا نے فرمایا یُؤتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ تم کو اس سے بہتر عطا کرتا ہے جو تم سے لیا گیا ہے اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیت مذکور حضرت عباس' عقیل اور نوفل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز بدر بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل کی اور ابوالبختری کے قتل کی ممانعت کر دی تھی لیکن ابوالبختری نے اسیر ہونا پسند نہ کیا اور قتل ہو گیا اور بنی ہاشم میں سے یہ تینوں اشخاص گرفتار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ یہاں بنی ہاشم میں سے کون کون اشخاص ہیں جناب امیر علیہ السلام گئے اور جب عقیل کی طرف سے گذرے تو محض خدا کے لئے ان کی طرف نظر نہ کی اور آگے بڑھ گئے عقیل نے کہا اے بھائی میرے پاس آؤ میرا حال نہیں دیکھتے ہو حضرت نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی عقیل کو فلاں شخص نے اسیر کیا ہے عباس کو فلاں نے اور نوفل کو فلاں نے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے جب عقیل کے قریب پہنچے فرمایا ابوجہل مارا گیا عقیل نے عرض کی اب آپ کا ایسا مخالف اور دشمن کوئی دوسرا مکہ میں نہیں ہے اگر آپ نے ان سبھوں کو ختم کر دیا ہے تو آپ مکہ میں جایئے پھر عباس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے آپ نے فرمایا اے چچا اپنا اور اپنے برادر زادوں کا فدیہ دیجئے عباس نے کہا میں جانتا ہوں اور قریش سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مال میں پہلے فدیہ دیجئے جو ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ اگر مجھ پر اس سفر میں کوئی حادثہ پڑ جائے تو اس کو اپنے اور بچوں پر صرف کرنا۔ عباس نے کہا اے بھتیجے کس نے آپ کو اطلاع دی؟

فرمایا خدا کی جانب سے جبریل علیہ السلام نے مجھے آگاہ کیا۔ عباس نے کہا خدا کی قسم اس امر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم ہیں۔ غرض اسیروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا وہ مکہ واپس چلے گئے اور عقیل' عباس اور نوفل مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے خدا نے آیت مذکور ان کے بارے میں نازل فرمائی

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیل سے فرمایا کہ خدا نے ابوجہل' عتبہ' شیبہ' طبہ' بینہ اور نوفل کو قتل کر دیا اور سہل بن عمرو' نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط اور فلاں فلاں قید ہو گئے۔ عقیل نے کہا اب مکہ میں کوئی آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر ان سبھوں کو آپ نے اچھی طرح زخمی کر دیا ہے یا مار ڈالا ہے اور اگر ان میں کوئی بھی شخص باقی ہو تو ان کا تعاقب کیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر مسکرائے کشتگان بدر ستر اور اسیر ستر اشخاص تھے ان میں سے صرف جناب امیر علیہ السلام نے ستائیس آدمیوں کو قتل کیا تھا مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کے ہاتھ قید نہیں ہوا۔ اسیروں کو رسیوں سے باندھ کر مسلمان کھینچ لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں نو اشخاص شہید ہوئے ان میں سے ایک سعد بن خثیمہ تھے جو ایک نقیب تھے پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور غروب آفتاب کے قریب اثیل میں پہنچے۔ جو بدر سے دو فرسخ ہے راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ بن معیط اور نضر بن حارث پر نگاہ کی جو ایک رسی میں بندھے تھے نضر نے عقبہ سے کہا کہ میں اور تو دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ عقبہ نے کہا تمام قریش کے سامنے میں اور تو دونوں قتل ہوں گے اس نے کہا ہاں اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایسی نگاہ سے دیکھا ہے جس میں موت نظر آتی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منزل پر پہنچ کر فرمایا اے علی نضر و عقب کو میرے سامنے لاؤ۔ عقبہ ایک خوبصورت مرد تھا جس کے سر کے بال لانبے تھے حضرت علی علیہ السلام نے اس کو بالوں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ نضر نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے قرابت و رحم کا واسطہ دے کر سوال کرتا

Presented by www.ziyaraat.net/

ہوں کہ مجھ کو بھی مثل ایک قریش کے سمجھئے اگر ان کو قتل کیجئے تو مجھے بھی کیجئے اور اگر ان سے فدیہ لیجئے تو مجھ سے بھی لیجئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا تو قریش میں سے نہیں ہے تو صفوریہ والوں میں سے گبر ہے۔ جس شخص کو لوگوں نے تیرا باپ قرار دیا ہے تو اس سے عمر میں بڑا ہے پھر فرمایا اے علی علیہ السلام عقبہ کو بھی قتل کر دو۔ غرض وہ دونوں مار ــــ ً ۔ یہ دیکھ کر انصار کو خوف ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تمام اسیروں کو قتل کر دیں گے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہم نے قریش کے ستر افراد کو قتل کیا اور ستر اشخاص کو گرفتار کیا جو آپ کی قوم و قبیلہ کے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان کو ہماری خاطر سے بخش دیجئے اور ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے۔ اس وقت خداوند کریم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ (پ ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی کسی پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کے قبضہ میں کچھ اسیر ہوں اگر وہ چاہے ان کا فدیہ لے اور اگر چاہے تو ان کو چھوڑ دے جب تک بہت سے کافروں کو قتل نہ کرے اور ان کو ذلیل و مغلوب نہ کرے۔ اس کے بعد کی آیتوں میں مومنین پر غنیمت و فدیہ کے لالچ کے سبب عتاب فرمایا ہے پھر فرمایا ہے فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ○ حلال و پاکیزہ جو کچھ غنیمت میں تم نے حاصل کیا ہے کھاؤ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اس آیت میں اسیروں کو فدیہ لے کر رہا کر دینے کی اجازت دی ہے لیکن شرط کے ساتھ کہ اگر ان سے فدیہ لیتے ہو تو سال آئندہ ان کے ہاتھوں سے تم قتل ہو گے مسلمان اس پر راضی ہو گئے یہ کہہ کر کہ اس سال فدیہ لے کر دنیوی نفع حاصل کر لیں گے آئندہ سال شہید ہو کر بہشت میں پہنچیں گے۔ لہٰذا جنگ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو باقی اصحاب نے کہا ایسا کیوں ہوا جبکہ آپ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نصرت کا وعدہ فرمایا تھا تو خدا نے فرمایا تم نے خود ایسا کیا اور بدر میں اس شرط پر راضی ہو گئے تھے کہ فدیہ لے لیں اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ اکثر مشرکین سے چار ہزار درہم اور بہت کم لوگوں سے ایک ہزار درہم فدیہ لیا گیا قریش رفتہ رفتہ فدیہ بھیجتے اور اپنے اسیروں کو چھڑاتے رہے

یہاں تک کہ زینب ربیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ کے لئے اپنا گردن بند بھیجا جو جناب خدیجہ رضے اللہ عنہا نے ان کو دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس گردن بند کو دیکھا تو جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بہت غمگین ہوئے اصحاب نے یہ حال دیکھ کر زینب کا گردن بند واپس کر دیا اور فدیہ معاف کر دیا اور دوسری روایت کے بموجب جب خود حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان سے خواہش کی اور ان لوگوں نے بخش دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا فرما دیا لیکن یہ شرط فرمائی کہ زینب کو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس آنے سے مانع نہ ہو گا۔ اور اس نے شرط کو پورا کیا۔

ابن ابی الحدید نے جو اہل سنت کے مشہور عالم ہیں شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے جب اس واقعہ کو اپنے استاد سید نقیب کے سامنے پڑھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت وہاں ابو بکر و عمر موجود نہ تھے اور کیا نہیں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم گردن بند دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے اور مسلمانوں سے استدعا کی کہ فدیہ واپس بخش دیں۔ کیا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جو زنان عالمین سے بہتر تھیں زینب سے کم رتبہ تھیں جن کے مقابلہ میں وہ جھوٹی حدیث جو پیغمبر پر افترا کی گئی سچ ہو گئی۔ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فدک میں کوئی حق نہ تھا اور کیا وہ فاطمہ علیہا السلام کی خاطر اور دلجوئی کے لئے مسلمانوں سے طلب نہیں کر سکتے تھے کہ فدک فاطمہ علیہا السلام کے لئے چھوڑ دیں کیا مسلمان اس بارے میں پس و پیش کرتے۔

مختصر یہ کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان سے فدیہ لینا پسند نہیں کرتے ہیں تو سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یہ پہلی جنگ ہے جو ہم نے کافروں سے لڑی ہے اگر ان اسیروں کو قتل کر دیں تو بہتر ہے اس سے فدیہ لے کر رہا کر دیں۔ جناب عمر نے بھی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مکہ سے آپ کو باہر نکالا۔ ان کی گردن مار دیجئے علی علیہ السلام سے کہئے کہ عقیل کو قتل کر دیں اور مجھے حکم دیجئے کہ فلاں کی گردن

Presented by www.ziyaraat.net/

پہنچا سکتا جبکہ خدا کی مدد اور اس کا فضل اس کے شامل حال ہے وہ اس کو ذلیل و خوار کرتا ہے یا اس پر غضب ڈھاتا ہے جو اس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا اس سے کہہ دینا کہ اے ابوجہل تو نے میرے پاس وہ چند باتیں کہلا بھیجی ہیں جن کو تیرے دل میں شیطان نے ڈالا ہے اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خداوند رحمٰن نے مجھے القا فرمایا ہے انتیس روز کے بعد میرے اور تیرے درمیان جنگ ہو گی اور خدا تجھ کو میرے سب سے کمزور صحابی کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور عنقریب 'عتبہ' شیبہ' ولید تو اور فلاں فلاں جنگ میں مارے جائیں گے تم میں سے ستر اشخاص کو قتل کردوں گا اور ستر کو گرفتار و اسیر کروں گا پھر ان سے گراں فدیئے لوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جو موجود تھے خطاب فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں سے ایک کے قتل ہونے کی جگہ دکھا دوں؟ سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تو میرے ساتھ چاہ بدر پر چلو جب صحابہ نے بدر کا نام سنا تو سوائے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کوئی تیار نہ ہوا اور سب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سفر کے لئے سواری اور سامان کی ضرورت ہے اور انکا مہیا کرنا ہمارے لئے دشوار ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان یہودیوں سے فرمایا جو موجود تھے کہ تم کیا کہتے ہو بولے کہ ہم کو ضرورت نہیں کہ جو کچھ تم جھوٹا دعوٰی کرتے ہو اس کو دیکھنے چلیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بدر تک پہنچنے میں تمہارے لئے کوئی دشوار نہیں ہے ایک قدم بڑھا کر وہاں پہنچنا ممکن ہے مومنین نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد صحیح ہے ہم تو چلیں گے اور اس معجزہ کو دیکھنے کا شرف حاصل کریں گے۔

منافقوں نے کہا ہم امتحان کریں گے تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے اور یہ رسوا ہوں غرض حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قدم اٹھاؤ' اور دوسرے ہی قدم میں سب نے اپنے تئیں چاہ بدر پر پایا اور نہایت متعجب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کنوئیں پر کچھ نشانی مقرر کرو۔ اس کو ہر طرف سے پیمائش کرو جب تھوڑی پیمائش کی تو فرمایا یہ ابوجہل کے قتل ہونے کا مقام ہے فلاں انصاری اس کو قتل کرے گا اور اس کا سر ابن مسعود رضی اللہ عنہ جدا کریں گے پھر فرمایا کہ دوسری جانب ناپو کہ یہ

عتبہ کے قتل ہونے کی جگہ ہے اس جگہ شیبہ مارا جائے گا یہاں ولید کشتہ ہو گا اسی طرح ستر مشرکین کے قتل ہونے کی جگہ بتائی اور فرمایا کہ آج سے اتیسویں روز یہ واقعہ ہو گا۔

علی بن ابراہیم نے بسند موثق حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ روز بدر جب مشرکین بھاگے اصحاب رسول تین گروہ میں منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ کے پاس تھا' ایک جماعت مال غنیمت لوٹ رہی تھی اور ایک گروہ دشمنوں کا تعاقب کر کے ان کو گرفتار کر رہا تھا اور ان کا مال لوٹ رہا تھا جب مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کیا انصار نے اسیروں کے متعلق باتیں شروع کیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (پ ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی خدا نے مال غنیمت اور اسیروں کو ان کے لئے مباح فرما دیا۔ سعد بن معاذ انصاری ان لوگوں میں سے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ کے نزدیک تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم تو نہ دشمنوں سے لڑے اور نہ یہ کہ جہاد کرنا نہیں چاہتے تھے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ دشمن سے ڈرتے تھے لیکن صرف اس لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ اقدس کے پاس تھے کہ ایسا نہ ہو کہ مشرکین دوسری طرف سے آپ پر حملہ آور ہوں اور آپ تنہا رہیں بہت سے مہاجرین و اشراف و انصار خیمہ کے نزدیک تھے لوگ زیادہ ہیں اور مال غنیمت کم ہے اگر آپ مال غنیم میں سے صرف ان لوگوں کو دیں جنہوں نے جنگ کیا ہے تو آپ کے اور اصحاب کے لئے کچھ نہ بچے گا وہ اس فکر میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرکین کے کشتوں کے مال' لباس' ہتھیار اور گھوڑے سب جہاد کرنے والوں پر تقسیم کریں گے اور ان لوگوں کو جو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خیمہ کے پاس تھے کچھ نہ دیں گے۔ غرض اس معاملہ میں صحابہ کے درمیان نزاع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک یہ بات پہنچی اور پوچھا کہ یہ غنیمت کن لوگوں کے لئے ہے اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ ۹ آیت ۱ سورۃ انفال) اے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں ان سے کہہ دو غنیمت خدا اور اس کے رسول سے تعلق

Presented by www.ziyaraat.net/

رکھتی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ان کو غنیمت سے کچھ نہ ملا اور وہ نا امید ہو کر واپس ہوئے پھر خدا نے آیہ خمس نازل فرمائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خمس بھی ان کو بخش دیا اور سب انہی لوگوں پر تقسیم کر دیا اسوقت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جہاد کرنے والے ایک سوار کو ان کمزوروں کے برابر جنہوں نے جنگ نہیں کی ہے حصہ دیجئے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے خدا نے کمزورں کی برکت سے تم کو دشمنوں پر فتح عنایت کی ہے۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہیں آتی تھی لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ رسیوں کی بندش کے سبب عباس کے کراہنے کی آواز مجھ کو سونے نہیں دیتی یہ سن کر لوگوں نے انکی رسیاں کھولدیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آئی۔

ابن بابویہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر سے پہلے ایک رات جناب خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور کہا مجھے کوئی دعا تعلیم کیجئے کہ جس سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو انہوں نے کہا پڑھو یا ھویا من لا ھو الا ھو صبح کو یہ خواب میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی علیہ السلام خضر علیہ السلام نے تم کو اسم اعظم بتایا ہے جناب امیر فرماتے ہیں کہ یہ اسمائے بزرگ روز بدر میری زبان پر جاری تھے۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ عباس بدر کے اسیروں میں سے تھے انہوں نے کہا میرے پاس فدیہ دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتایا کہ وہ اپنے گھر میں سونا دفن کر آئے ہیں اور ام الفضل کو بتا دیا ہے امیر المومنین علیہ السلام کو بھیجئے کہ ام الفضل سے مانگ لائیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال عباس سے بیان کیا اور دفینہ کا پتہ دیا پھر عباس نے کہا اے فرزند برادر تم نے مجھ کو فقیر بنا دیا اس

پایا؟ تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بری قوم تھے۔ غیروں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھے جھٹلایا تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسروں نے پناہ دی تم نے مجھ سے جنگ کی اور غیروں نے مجھے پناہ دی تم مجھ سے لڑے اور دوسروں نے میری مدد کی صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت مردوں سے کلام کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ میری باتیں اسی طرح سنتے ہیں جس طرح تم سنتے ہو لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے اب انہوں نے سمجھا کہ جو کچھ میں کہتا تھا سچ اور حق تھا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر میدان بدر میں پڑھی اور وہاں سے کوچ کر کے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اثیل میں جا کر قیام فرمایا' دوسری روایت کے مطابق نماز عصر اثیل میں پڑھی۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رکعت نماز پڑھی تو مسکرائے اور جب سلام پھیرا تو لوگوں نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میکائیل علیہ السلام میرے پاس سے گذرے ان کے پروں میں گرد پڑی ہوئی تھی وہ مسکراتے ہوئے بولے کہ میں کافروں کا تعاقب کر رہا تھا پھر جبریل علیہ السلام آئے وہ اسپ مادہ پر سوار تھے جس کے بالوں میں بہ سی خاک ہوئی تھی انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جس وقت خدا نے مجھے آپ کی مدد کے لئے بھیجا مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ راضی نہ ہوں تو کیا اب آپ راضی ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں راضی ہوں۔

واضح ہو کہ مسلمانوں میں سے بدر کے شہداء کی تعداد میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ چودہ افراد تھے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار۔ بعضوں نے کہا کہ گیارہ افراد تھے مہاجرین مین سے چار اور انصار مین سے ساتھ اشخاص بعضوں نے بارہ کی تعداد بیان کی ہے جن میں سے آٹھ تھے اور بعض کا قول یہ ہیں میں اول عبیدہ بن حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے جن کو روز بدر ضربت لگی تھی اور وہ صفرا میں جاں بحق ہوئے اور اسی جگہ دفن ہوئے دوسرے عمرو بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیسرے عمیر بن عبدود رضے اللہ عنہ جن کو ذوالشمالین کہتے ہیں۔ چوتھے عاقل بن ابی بکیر رضی اللہ عنہ پانچویں مہجع آزاد کردہ رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ چھٹے صفوان بن بیفا رضی اللہ عنہ

Presented by www.ziyaraat.net/

اور انصار میں سے پہلے مبشہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ دوسرے سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ جو نقیبوں میں تھے' تیسرے حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ چوتھے عوف رضی اللہ عنہ پانچویں پسران عنصر رضی اللہ عنہ چھٹے عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ ساتویں رافع بن معلی رضی اللہ عنہ آٹھویں یزید بن حارث رضی اللہ عنہ بعض کا قول ہے کہ وہ تین افراد جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آزاد کردہ تھے روز بدر شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ معاذ بن اعص رضی اللہ عنہ اور عبید بن مسکن رضی اللہ عنہ بدر میں زخمی ہوئے اور اسی زخم سے ان کی موت واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

سریہ عمیر بن عدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ رمضان کو عمیر بن عدی خرشہ الخطمی کا عصماء بنت مروان کی طرف سریہ ہے' جو بنی امیہ بن زید ـــ تھی۔ عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی' اسلام کی ہجو کرتی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا پہنچاتی' آپؐ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی۔

عصماء کا قتل

عمیر بن عدی اس کے پاس آئے' مکان میں داخل ہوئے' عصماء کے اردگرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی' گود میں ایک بچہ تھا' جسے وہ دودھ پلاتی تھی' عمیر نابینا تھے' ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا' تلوار اس کے سینے پر رکھ دی' جو جسم کے پار ہو گئی۔

عمیر نے صبح کی نماز مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ انہوں نے عرض کی' ہاں! کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ اور ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں' اس کے بارے میں دو بھڑیں بڑیں گی۔

یہ کلمہ وہ تھا' جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۳۲۸ سطر ۲

سریہ سالم بن عمیر

شروع شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے بیسویں مہینے ابو عفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمیری کا سریہ ہے' ابو عفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا جو ایک سو برس کا تھا' یہودی تھا' لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہتا تھا۔

ابو عفک کا قتل

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

اور عینیہ بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی ایک شاخ تھے روانہ فرمایا جس کا حال نیچے لکھا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عینیہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ کیا عینیہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضور نے فرمایا آج ہی عینیہ بن عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔

جب عینیہ ان قیدیوں کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے بنی تمیم کے معززین بھی ان کے پیچھے پیچھے ان قیدیوں کو چھڑانے کے واسطے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رفیع اور سیرہ بن عمرو اور قعقاع بن معبد اور درداو بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے حضور سے گفتگو کی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبداللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔

اور قیدی عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجوت بنت نہدا اور جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔

ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لے کر بنی مرہ پر گئے اور اسمہ بن زید اور ایک انصاری نے مل کر مرداس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرداس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ پس اس وقت اپنا ہاتھ نہ روک سکے

سالم بن عمیر نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے اور بدر میں حاضر ہوئے تھے، کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے یا تو میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اس کے لئے مر جاؤں گا، وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے، گرمی کی ایک رات کو ابو عفک میدان میں سویا، سالم بن عمیر کو اس کا علم ہو گیا، وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی، اسے دبا کر کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ وہ اس کے بستر میں گھس گئی، اللہ کا دشمن چلایا تو اس کے ماننے والے دوڑے آئے، لاش اس کے گھر لے گئے اور دفن کر دی"۔

غزوہ بنی قینقاع

طبقات ابن سعد جلد ا ص ۳۲۹ سطر ۲ پر تحریر ہے۔

نصف شوال شنبے کے روز ہجرت کے بیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی قینقاع سے جنگ کی، بنی قینقاع یہودی تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حلیف یہود میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا، یہ لوگ سنار تھے۔

بنی قینقاع کی بدعہدی

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے انہوں نے صلح کر لی تھی۔ جنگ بدر ہوئی تو ان لوگوں نے نافرمانی اور حسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ (اور اگر آپؐ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی کا) اندیشہ ہو تو آپؐ ان کے عہد کو مساوی طور پر واپس کر دیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے۔ آپؐ اس آیت کی وجہ سے ان کی جانب روانہ ہو گئے، اس روز آپؐ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لئے تھے، یہ جھنڈا سفید تھا، دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

بنی قینقاع کا محاصرہ

Presented by www.ziyaraat.net/

آنحضرتؐ نے ابو لبابہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور یہود کی طرف روانہ ہوئے، ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا، وہ سب سے پہلے یہودی تھے، جنہوں نے بدعہدی اور جنگ کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔

آپؐ نے ان کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فیصلہ پر راضی ہو گئے کہ ان کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عورتیں اور بچے ان کے لئے۔ آپؐ نے حکم دیا تو ان کی مشکیں کس دی گئیں۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکیں کسنے پر المنذر قدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبلہ سعد بن خیثمہ نے بنی اسلم میں سے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جان بخشی کی درخواست کی، بہت اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا، نہیں، چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے، ان کے ساتھ اس (عبداللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

آنحضرتؐ نے ان کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیئے جائیں، اس کام پر عبادہ بن صامت مامور ہوئے، یہود اذرعات چلے گئے، مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

پہلی قربانی

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنی قینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح میں قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی، جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنی سلمہ میں قربانی کی تھی، میں نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہ صلعم کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت نہیں بتایا ہے، صرف یہ کہا ہے کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان میں ہوا، جس میں رسول اللہ صلعم مدینے سے قریش سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوئے اور آپؐ بنی سلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے، قرع کی سمت پہنچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنی قینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں۔ ۹/ صفر ہجری کو رسول اللہ صلعم نے بدر سے واپس آ کر ان سے جہاد فرمایا۔ آپؐ بدر سے بدھ کے دن جب کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں، مدینہ واپس آئے، بقیہ رمضان آپؐ نے وہیں بسر کیا، پھر جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ بنی سلیم اور غطفان فساد کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ان سے لڑنے کے لئے قرقرے الکدر تشریف لے گئے۔ آپؐ غزوہ شوال ۲ھ ہجری جمعہ کے دن آفتاب بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کی روایت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپؐ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آ گئے، صرف سات راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر کیں، پھر آپؐ خود بنی سلیم سے لڑنے چلے۔ آپؐ ان کے ایک چشمہ آب کدر نام پر آئے، یہاں آپؐ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپؐ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کیے، اسی اثناء میں آپؐ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوہ کدر کے لئے آپؐ محرم ۳ ہجری میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے۔ اور آپؐ نے ابن ام مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی صلعم غزوہ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے، اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور مجادلہ نہیں ہوا۔ آپؐ ۱۰/ شوال کو مدینہ واپس آئے۔ ۱۱/ شوال کو آپؐ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی فوج کے ساتھ بنی سلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے، یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ سینچر کے دن جب کہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں، مدینہ آ گئے۔ اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذی الحجہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں قیام فرما رہے تھے، پھر آپؐ اتوار کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات

Presented by www.ziyaraat.net/

راتیں رہ گئی تھیں۔ غزوۃ السویق کے لئے برآمد ہوئے۔ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۸ سطر ۵

غزوۃ السویق

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ الکدر سے مدینہ واپس آکر آپؐ نے ۳ ھ کا بقیہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذی الحجہ میں آپؐ غزوۃ السویق کے لئے ابو سفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

ابو سفیان کی نذر

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے' مروی ہے کہ جب ابو سفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی' اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے نہ لڑوں گا' کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا' وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا' اس نے نجدیہ راہ اختیار کی' وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تبت پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے' آکر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چل کر رات ہی میں بنو نضیر کے یہاں آیا' حیی بن اخطب کے گھر جا کر دستک دی' مگر اس نے دروازہ نہ کھولا۔ اور ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے' وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا' جو اس عہد میں بنو النضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابو سفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی' اس نے اسے پاس بلایا' کھانا کھلایا' شراب پلائی' ابو سفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔

ابو سفیان کا حملہ اور فرار

اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کیے' یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں' آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگا دی' نیز ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے' وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے' انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے' اب تمام لوگ ان سے چوکنے ہو گئے اور ان کی خبر پھیل گئی۔ رسول اللہ

صلعم خود ان کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چل کر قرقرۃ الکدر تک آئے' مگر چونکہ ابو سفیان اور اس کی جماعت آپؐ کی دسترس سے نکل چکی تھی۔ آپؐ وہاں سے پلٹ آئے' وہ بھاگتے وقت اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اپنے زاد راہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے' جب رسول اللہ صلعم مسلمانوں کو لے کر پلٹے تو انہوں نے آپؐ سے کہا' کیا آپؐ اسے بھی ہمارے لئے غزوہ بنانا چاہتے ہیں' آپؐ نے فرمایا' ہاں۔

ابو سفیان کے اشعار

جب ابو سفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا' اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لئے کہے تھے:

کرو اعلیٰ یثرب و جمعهم   فان ماجمعوا لکم نفل

(ترجمہ) یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیش قدمی کرو' کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا ہے' وہ تم کو مل جائے گا۔

ان یک یوم القلیب کان لهم   فان مابعده لکم دول

(ترجمہ) اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہو گی۔

آلیت ان لا اقرب النساء ولا   یمش راسی و خلدی الغسل

(ترجمہ) میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا۔

حتی بتیر و قبائل الاوس   والخزرج ان الفواد مشتعل

(ترجمہ) جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کر دو گے اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے۔

حضرت کعب بن مالک کے اشعار

تلهف ام المسبحین علی   جیش ابن حرب بالحرة الفشل

اذیطر حرف الرجال من شیلم   الطیر ترقی القنة الجبل

جاو و الجمع لوقیس مبرکه   ماکان الا لمفحص الدول

عاز من النعر و والثر واومن   ابطال اهل البطحاء والا سئل

Presented by www.ziyaraat.net/

(ترجمہ) موت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے' جب کہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خور پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے' اگرچہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہو گیا تھا' جیسے کہ وہاں ریساں بٹی گئی ہوں' مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحا اور اسل کے دلاور بھی تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذوالقعدہ ۳ ہجری میں ہوا اور رسول اللہ صلعم دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے' اس کے بعد واقدی نے ابو سفیان کا وہی واقعہ بیان کیا ہے' جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے' البتہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خود ابو سفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرؓ کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے' ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی' اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ صلعم کو ہوئی' آپؐ فوراً صحابہؓ کو لے کر اس کے تعاقب میں دوڑے' مگر وہ آپؐ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا' چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لئے ابو سفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زاد راہ تھا' اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۰۹ سطر ۸

غزوۂ احد

جنگ بدر میں بھی کیا کچھ ہو گیا مگر مشرکین قریش کے غرور و نخوت میں فرق نہ آیا میدان جنگ سے پیٹھ تو پھیر دی۔ مگر یہ کہتے گئے کہ ہم سال آئندہ اپنے مقتولین کا ضرور بدلہ لیں گے اس کے تردد اور تلاش میں ان کو چھ مہینے کا عرصہ گزر گیا اور اب وہ زمانہ قریب آگیا کہ وہ اپنے مقتولین کے قصاص نہایت سرگرمی سے پورا کریں ابو جہل تو جنگ بدر ہی میں مارا جا چکا تھا اور اس کا منصب ابوسفیان کے ہاتھ آیا آنحضرتؐ کی عداوت اور اسلام کی مخالفت میں ابو سفیان کو ابوجہل سے کم رتبہ حاصل نہیں تھا غزوہ سویق کے بعد غزوہ احد ابو سفیان کی حسن انتظامی کا دوسرا نمونہ تھا مشرکین مکہ کی نئی نئی سرداری تھی تو ابو سفیان کو بھی ضرور ارمان تھا کہ اس فوج کشی میں اگر جنگ بدر میں سے بڑھ کر سامان نہ کیا جائے تو کم بھی نہ ہونا چاہیے۔ اس لحاظ سے ابوسفیان نے نہایت سرگرمی سے احد کی فوج کشی کا سامان کیا وہ مال تجارت جسے خود ابوسفیان شام سے لایا تھا اب تک ویسے ہی بلا تقسیم پڑا ہوا تھا ابو سفیان تو میر سامان ہو ہی چکے تھے سوچا کہ یہی روپیہ جنگی مصارف میں لایا جائے آپس میں مشورہ کر کے وہ مال بیچا گیا اور اصل سرمایہ تقسیم ہو کر پچاس ہزار مثقال سونا اور ایک ہزار اونٹ جو منافع کے تھے مہم کی تیاری کے لئے چھوڑ دیئے گئے ابوسفیان کو اس کے بعد فوج کا استحکام منظور تھا قریش کی کثیر فوج پر اسے مطلق اطمینان نہ ہوا ابو بیرونی کمک کو پہلو بھی ڈھونڈے عرب کے مختلف قبائل کے پاس جن آزادی نشوں کو اسلام ہی سے علاقہ تھا نہ قریش سے سروکار چار مغز اور معتمدین شخص بھیج دیا اور نہایت منت و سماجت سے اپنی ضرورت کہلا بھیجی انہیں قاصدوں میں ابو عزہ عرب کا مشہور و معروف شاعر بھی تھا جو جنگ احد میں اہل اسلام کے ہاتھوں گرفتار ہوا ان قبیلوں میں سے بنی تہامہ اور بنی کنانہ نے ابو سفیان کی استدعا کو قبول کیا اور سات سو زرہ پوش ابو سفیان کے قاصد کے ہمراہ کر دیئے۔

جب مکہ میں بیرونی کمک بھی پہنچ گئی تو ابوسفیان نہایت شان و شوکت سے فوج لے کر باہر نکلا جو شمار میں پانچ ہزار سے زیادہ تھی یہ [illegible] تھے [illegible] فوج کشی کے وقت کیے جاتے ہیں ان میں تو ابوسفیان کے سامان ابو [illegible] آگے

Presented by www.ziyaraat.net/

نہ بڑھ سکے مگر ہاں عورتوں کے انتظام میں ابوسفیان نے بڑا اہتمام کیا پندرہ عماریاں عورتوں سے بھرلیں جنگی سرکردہ ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بی بی معاویہ کی ماں تھیں یہ بھی بے رحمی اور خون خواری میں ابوسفیان سے ہرگز کم نہ تھی احد کے میدان میں بھی ہندہ کی کاروائیاں ابوسفیان کی انتظامی لیاقت سے نمبر لے گئیں اس کی پوشیدہ تجویزوں نے جو نقصان اہل اسلام کو پہنچایا اور جو صدمہ جناب رسالت مآبؐ کو دیا ابوسفیان کی فریب آمیز تدبیروں سے ہرگز نہ ہوسکا جیسا کہ قریب سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا عورتوں کو ردیف لشکر بنانے سے ابوسفیان کی کیا مراد تھی صرف یہی کہ ان کی پر ماتیر اور حسین صورتیں فوج کی کشش کے لئے مقناطیس کا کام کریں ان کی خدمت یہی تھی کہ جنگ کی عین گرم بازاری میں دف بجا بجا کر اور جوش پیدا کرنے والے اور ہمت دلانے والے اشعار گا گا کر قریش کے پر جوش جوانوں کو متاثر کریں جوش شجاعت دلائیں اور اپنی سریلی آوازوں سے ان کو لبھا لبھا کر مرنے پر آمادہ کریں۔

الغرض ان تیاریوں سے فوج مشرکین مکہ سے چل کر مدینہ پہنچی ان میں اور شہر میں کوہ احد حد فاصل رہ گیا اپنی طبیعت کے تقاضے سے ابوسفیان نے پہنچتے ہی پہلے آس پاس کی زراعت کو خوب خوب جھنجھلا جھنجھلا کر پامال کیا اور اہل اسلام کی باقی ماندہ کھجوروں کی اجاڑ لوٹا برباد کیا جناب رسولؐ خدا صلعم کو پہلے ہی سے اس محاصرہ کی خبر ہوگئی تھی اور صاحب معارج النبوۃ کی تحقیق میں اسکی خبر حضرت عباس نے انکو دی تھی جناب رسول خدا صلعم مسلمانوں کے اصرار سے ایک ہزار مہاجر و انصار کی جماعت لے کر شہر سے باہر نکل آئے خاص مدینہ کے یہودی جو جنگ بدر تک اسلام کے معاہدہ پر قائم تھے اور اب تک بھی اسلام کی تائید میں زبانی اقرار دیا کرتے تھے اس وقت بالکل علیحدہ ہوگئے اور طلبی پر بھی کوئی ان میں سے اہل اسلام کا شریک نہ ہوا بہرحال اس لڑائی میں اہل اسلام کو صرف اپنے دست و بازو سے کام لینا پڑا اور کسی شریک معین یا حلیف کی امید باقی نہیں رہی اس رزمگاہ کی تصویر انگلینڈ کے مشہور و معروف مورخ مسٹر برٹن نے اپنے مکہ کے سفرنامہ میں نہایت خوبی سے کھینچی ہے ذیل میں مندرج کی جاتی ہے یہ رزمگاہ اسلامی تاریخوں میں بہت مشہور ہے ایک ڈھالو زمین کی صورت میں کوہ احد کے جنوب کی طرف واقع ہے فوج مشرکین رزمگاہ میں ہلالی شکل بن کر اور اپنے سپہ سالار ابوسفیان کو

آگے اور اپنے بتوں کو بیچ میں لے کر بڑھی یہ مقام درہ کوہ میں مدنیہ سے اتر کی طرف واقع ہے تمام میدان قبرستان ہے اور سرخ سفید ارغوانی اور مختلف الالوان رنگ کے پتھروں سے چھپا ہوا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کو معلوم ہو سکتا ہے کہ شہدائے احد یہاں شہید ہو کر مدفون کئے گئے ہیں اس مقدس پہاڑ کی طرف نظر کرنا تھوڑی بہت دہشت ضرور پیدا کرتا ہے اس کے سخت اور موٹے موٹے کنارے سطح زمین پر لوہے کے ڈھیروں سے معلوم ہوتے ہیں اور اس سنگین اور آہنی دیواروں میں صرف ایک ہی تنگ درہ ہے جس میں مشرکین کی فوج اس وقت تک چھپی بیٹھی رہی تھی جس وقت تک تیراندازان اسلام کی نافرمانیوں نے غنیمت کے لالچ میں پڑ کر خالد ابن ولید کو اسلامی لشکر پر چھاپہ مارنے کا موقع نہیں دیا تھا بخارات کی جدت سے اس کی سطح پر نہ کوئی جھاڑی سبز دکھلائی دیتی ہے نہ کوئی تنومند درخت نہ اس کی غیرمانوس آغوش میں کوئی چڑیا دکھلائی دیتی ہے اور نہ کوئی چارپایہ اس کے بے گناہ موٹے اور بڑے کناروں پر صرف نیلی رنگت کا چمکنے والا آسمان چمک کر اس کو اور خوف ناک بنا رہا ہے اسپرٹ آف اسلام ص ۱۵۵

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار کی جمعیت لے کر مدنیہ سے باہر نکلتے تھے ان میں سے تین سو منافقین تو نکل گئے اب سات سو آدمی فوج اسلامی میں رہ گئے اب انہیں کو مشرکین کی تین ہزار جمیعت سے مقابلہ کرنا تھا جناب رسولؐ خدا نے وہ رات تو اسی میدان میں بسر کی دوسرے دن شوال کی گیارہویں تاریخ کو آنحضرتؐ نے علی الصباح فوج اسلام کو آراستہ فرمایا اور جان نثاران اسلام کو حریف سے مقابل ہونے کی اجازت دی گروہ مہاجرین کا علم جناب علیؑ مرتضٰی کو عنایت فرمایا قبیلہ خزرج کا حباب ابن مندر کو قبیلہ اوس کا سعد ابن عبادہ کو انتظام کے بعد آنحضرتؐ کو حریف کی بیرونی آمد اور یکبارگی حملہ کرنے کی تمام راستوں کا بند کر دینا نہایت ضروری تھا اور کسی طرف سے ان امور کا خوف نہیں تھا مگر ایک تنگ گھاٹی جو کوہ احد کے اس حصے میں واقع تھی جسے عینین کہتے ہیں البتہ خطرہ کی جگہ تھی اس کا محفوظ رکھنا نہایت ضروری تھا آنحضرتؐ نے اس طرف فوراً" توجہ فرمائی اور عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیراندازوں کے ہمراہ وہاں مقرر فرما کر اس راہ کو نہایت مضبوطی سے مسدود کردیا اور بہت تاکیدوں سے کہہ دیا کہ چاہے ہم شکست پائیں یا فتح بھاگیں یا کھڑے رہیں تم یہاں سے نہ ہلنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا

Presented by www.ziyaraat.net/

مگرافسوس طمع دنیاوی میں انہوں نے رسولؐ خدا کی ہدایتوں کو بہت جلد بھلا دیا اور ان کی غلطیوں سے اسلام اور حضرت خیرالانام کو جو مصیبتیں پیش آئیں وہ ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوں گی ابو سفیان تو فوجی انتظام میں مدنیہ ہی سے سرگرم چلا آتا تھا احد میں پہنچتے ہی فوج اس نے آراستہ کی خالد ابن ولید کو میمنہ کا سردار بنایا عکرمہ ابن ابی جہل کو میسرہ کا عمر ابن عاص کو درہ کوہ کی حفاظت کا حکم دیا اور خود اس اونٹ کے نزدیک، قلب لشکر میں جاکھڑا ہوا جس پر قریشوں کا سب سے بڑا خدا ہبل نہایت شان و تحمل سے سوار تھا اور باآواز **اعلی الهبل اعلی الهبل اعلی الهبل** کے نعرے مارنے لگا۔ مشرکین کی طرف سے لڑائی میں سبقت ہوئی فوج مشرکین میں طبل جنگ کے بجتے ہی ابوسفیان کی ہمراہی عورتیں جو پہلے ہی سے دف لیے منتظر بیٹھی تھیں اپنی سرکردہ ہندہ بنت عتبہ کے ساتھ گانے لگیں ان کے گیت یہ تھے **نحن بنات طارق/نمشى على النمارق منى القطار البوارق/والمنك فى المفارق/والدر فى المخانق/ان تقبلوا فعانق/فوش التمارق/اوتدبروالفارق** ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں فطاپرندے کی طرح مندوں کو اپنے پاؤں سے روندتے ہیں ہانک پن اور چمک و دمک کی چال سے ہم سر کے بالوں میں مشک ملے ہوئے ہیں موتیوں کے ہار گلے میں پہنے ہوئے ہیں اگر لڑائی میں تم آگے بڑھو گے تم کو پیار سے گلے لگائیں گے اور تمہارے لئے مسند بچھائیں گے اور اگر لڑائی سے پیٹھ پھیر لو گے تو ہم تم سے الگ ہوجائیں گے بالکل بیزاری کا الگ ہوجانا۔ تاریخ الملوک والرسل ص ۱۳۹۷ سیرت ابن ہشام خرومالی ص ۷۹

فوج مشرکین سے ان جوش دلانے والے گیتوں کو سن کر سب سے پہلے جو اپنے جوش میں نکل پڑا وہ ابو عامر تھا اس نے نہایت دلیری سے اہل اسلام کو باآواز بلند پکار کر اپنی طرف مخاطب کیا اور اپنا نام بتلایا اور اپنے قبیلہ کے پچاس تیر اندازوں کو تیر باراں کرنے کا حکم دیا کہنے کی دیر تھی اہل اسلام پر ترکش خالی ہونے لگے مگر اسلامی بہادروں نے نہایت استقلال سے تیروں کی بوچھاڑوں کو اپنے سینوں پر آڑا اور ان کی تیز دستیوں کو دیکھ کر ذرا بھی ست نہ ہوئے بلکہ اسی طرح اپنی کمانیں شانوں سے کھینچ کران سے رو برو مقابلہ کیا اور ایسے تیر برسائے کہ مقابل کے غرور و نخوت کے نشے پانی پانی ہو کر میدان جنگ میں بہنے لگے اور ان کے قدم اٹھ گئے۔ ابو عامر منہ کا کڑا تھا دل نہیں یہ کیفیت دیکھتے ہی فوراً لشکر میں جاچھپا اس کے بھاگ جانے کے بعد مشرکین کے علمدار لشکر طلحہ ابن ابی طلحہ نے

سبقت کی اور اپنی ہمت اور شجاعت کے غرور میں جھومتا ہوا اپنی صف سے باہر آیا اور بڑے دعوؤں سے ہل من مبارز کا نعرہ کیا طلحہ کی اس دلیری کا جواب فوج اسلامی میں سوائے جناب علیؑ مرتضٰی کے اور کوئی نہ دے سکا جناب رسول خدا صلعم اس وقت علم کے سایہ میں بیٹھے ہوئے اپنے جان نثار بھائی کی ہمت اور جرائت کا ملاحظہ فرما رہے تھے جناب علی مرتضٰی نے پہنچتے ہی یہ رجز ارشاد فرمایا۔

انی انالیث الهز برالعفرض/ولا سد المستاسد المعرس/اذلجروب اقتلت نفوس، واختلفت عند الزال الانفس/ماهاب من وقع الرماح الاسرس میں وہ شیر غضبناک ہوں جو بسبب غیظ و غضب کے انکھیوں سے اعدا کو دیکھتا ہے اور میں شیر دل اور دلیر ہوں جو اپنی کچھاڑ میں تھوڑی سی استراحت کرتا ہے اور جب معرکہ جنگ کا سامنا ہوتا ہے تو فوراً لڑائی شروع کردیتا ہے اور جس وقت لڑائی طرفین کی صفوں کو استوار اور محکم کرتی ہے اور آدمیوں کی روحیں امد و شد کرنے لگتی ہیں اس وقت تیروں کے وار سے بہادر آدمی کبھی نہیں رکتا علیؑ مرتضٰی کا طلحہ سے مقابلہ اسلامی تاریخوں میں آپ کی شجاعت اور دلیری کا بینظیر واقع ہے اس سے آپ کی شجاعت ہی کی صرف مثال نہیں ملتی بلکہ مروت اور کامل الایمانی کے بھی پورے ثبوت پہنچتے ہیں علامہ طبری علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ طلحہ نے عین مقابلہ کے وقت پوچھا کہ یا علیؑ تم اس کے قائل ہو کہ اہل اسلام میں جو کسی مشرک کے ہاتھ سے مارا جائے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور ہم میں سے جو قتل ہوگا وہ دوزخ جائے گا تو کیا بہتر ہوتا کہ ہم تم کو مار ڈالتے اور دنیا کی مکروہات سے بچاکر باآرام تمام بہشت میں پہنچا دیتے آپ نے نہایت غور سے اس کے طعن امیز باتوں کو سنا اور کمال استقلال سے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خدا کرتا ایسا ہی ہوتا۔ اسپرٹ آف اسلام بحوالہ تاریخ طبری ص ۵۲

طلحہ تو علیؑ کا یہ استقلال اور شجاعت دیکھ کر نادم ہوا اور اپنی ندامت کی جھنجھلاہٹ میں ان پر حملہ کرنا شروع کردیا جناب علیؑ مرتضٰی کی تیز دستیوں نے اس کے کسی وار کو بھی کارگر نہ ہونے دیا اور تھوڑے ہی رد و بدل کے بعد ایک ایسی سخت ضرب اس کے لگائی کہ تلوار آبدار کاسہ سر کو چور کرتی ہوئی اس کے پاؤں کے ٹخنوں تک اتر آئی وہ تو فوراً خانہ زین سے چھٹ کر زمین پر گرا پڑا اور نشہ مرگ میں دوزانوں بیٹھ کر جھومنے

Presented by www.ziyaraat.net/

لگا علیؑ مرتضیٰ نے اتر کر اس کا سر کاٹ لینا چاہا مگر اس کے قریب جا کر واپس آئے فوج اسلام کے بعض جوانوں نے آپ سے واپس آنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ میں نے اس کے قریب پہنچ کر خیال کیا تو اس کو برہنہ پایا ایسی بیہوشی کی حالت میں دشمن کو مارنا دلیری کا کام نہیں ہے اسے برہنہ دیکھ کر مجھے حیا مانع ہوئی اور میری غیرت اس کے قتل پر سبقت نہ کر سکی میں اس کو اسی حالت میں چھوڑ آیا اب وہ آپ ہی مرجائے گا تھوڑی دیر کے بعد طلحہ سر ٹپک ٹپک کر وہیں مرگیا۔ کامل واقدی ص ۱۶۵ تاریخ الانبیاء ص۱۷۶

طلحہ کی علمداری کا زمانہ تمام ہوگیا اس کے قتل ہونے پر اس کا منصب اس کے بیٹے نظیر ابن طلحہ کو ملا وہ اپنے باپ کے قصاص لینے کے لئے بے چین ہوگیا اپنی صف سے نکل کر (ذیل کا رجز پڑھتا ہوا) علیؑ مرتضیٰ کا مقابل ہوا ادھر ہندہ بنت عتبہ وغیرہ نے ذیل کے گیت شروع کردیئے "

ویھا بنواعبدالدار ویھا حمات الادبار مہ بالکل انار جلدی کرو اے عبدالدار کے علمدارو جلدی کرو اے اہل وطن کی حمایت کرنے والو اپنے پیچھے آنے والوں کی جماعت پر شمشیر آب دار سے ضرب لگاؤ کامل واقدی ص ۲۶۳ مطبوعہ کلکتہ ابوالفدا ص۳۱۰

تھوڑی دیر میں ان عورتوں کی مہین آوازیں۔ نعرہ یداللٰہی کے شور سے بند ہوگئیں اور جناب اسد اللہ الغالب نے میدان کار زار میں پہنچتے ہی ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے **اصول باللہ العزیز الامجد وفالق الصباح المسجد انا علی وابن عم المھتدی** میں اس خدائے بزرگ کی مدد سے حملہ کرتا ہوں جو رات کی سیاہی کو دن سے تبدیل کرتا ہے میں علیؑ ہوں اس بزرگ وار کا ابن عم جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے فواتح میبذی ص ۱۸۷ نظیر ابن طلحہ اپنے باپ کی شجاعت اور دلیری کا اثر کچھ بھی نہ دکھا سکا علیؑ مرتضیٰ کی ایک ضرب نے اس کا کام تمام کردیا جب نظیر مارا گیا تو اس کے چھوٹے بھائی عثمان کو بھائی کا خون دیکھ کر جوش آیا اور علمداری کے موروثی منصب پر ممتاز ہوکر جھنجھلاتا ہوا میدان جنگ میں آپہنچا ابھی اسکے بھائی کا خون علیؑ مرتضیٰ کی تلوار آب دار سے اچھی طرح ٹپک بھی نہیں چکا تھا کہ عثمان کے مقابلہ کی نوبت آئی عثمان نے اپنی عزت کے جوش میں پھول کر یہ رجز شروع کی **انا ابن عبدالدار ذی الفضول۔ انک عندی یا علی مقتول**

ڈالوں گا دیوان علی علیہ السلام۔

ابو سعید ابن طلحہ کی ہمت و جرائت دیکھ کر سبقت کرنا اور اسی کے مقابلہ کے لئے نکلنا اہل اسلام میں سوائے علیؑ مرتضیٰ کے دوسرے کا کام نہیں تھا جناب علیؑ مرتضیٰ کو اس کے مقابلہ میں کسی قدر توقف ہوا تھا اتنی ہی دیر میں اس کی پر جوشی اتنی بڑھ گئی کہ اس نے اہل اسلام کو نہایت پر زور الفاظ میں غیرت دلائی جیسا کہ سیرت ابن ہشام کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے **ابی سعید خرج من بین الصفین وطلب من یبارزہ مراد" فلم یخرج الیہ احذ فقال باصحاب محمد زعملم ان قتلا کم فی الجنتہ وقتلای فی النار کنتم واللات او تعملون ذالک حقا" تخرج الی یومکم منکم** سیرت ابن ہشام جزو ثانی ص ۸۱ تاریخ الخمیس جلد اول مطبوعہ مصر ص ۴۲۷

ابو سعید صفوں کے درمیان سے نکلا اور اس نے چندبار اپنے مبارز کو طلب کیا مگر کوئی نہ نکلا تب اس نے چلا کر کہا اے اصحاب محمدؐ تمہارا یہ گمان ہے کہ تمہارے مقتولین جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں قسم ہے لات کی یہ بات جھوٹی ہے کیونکہ اگر تم اس بات کو صحیح مانتے ہو تو میرے مقابلہ میں تم میں سے کوئی آج کے دن ضرور نکلتا"

علیؑ مرتضیٰ کی شجاعت اور ہمت جس نے ابھی ابھی میدان جنگ میں اس کے باپ بھائیوں کو باری باری کرکے اپنی تیغ آتش بار سے قتل کر ڈالا ابو سعید کی ان طعن آمیز باتوں کے سننے کی تاب کب لاسکتی تھی طلحہ کی شجاعت اور دلیری کا امتحان جب کامل طور سے علیؑ مرتضیٰ نے کرلیا تھا تو اس کی تعلی ان کے نزدیک بازیچہ طفلان سے زیادہ مقدار نہیں رکھتی تھی اس کی منہ زوریوں کا جواب پورا ملے گا اور شمشیر علیؑ مرتضیٰ نے مقابل ہوتے ہی اس کی سلسلہ تقریر کے ساتھ ہی اس کے رشتہ حیات کو منقطع کردیا جنگ احد میں جس طرح بنی عبدالدار کا خاتمہ ہوا ویسا کسی قبیلہ یا کسی خاندان کا نہیں اس خاندان کے لئے فوج مشرکین کی علمداری دم بھر کے لئے بھی سزاوار نہ ہوئی جس نے نشان فوج اٹھایا۔ مارا گیا ابو سعید کے بعد عزیز ابن عثمان ابن طلحہ علم لے کر آیا پھر ارطات ابن طلحہ آیا وہ بھی مارا گیا پھر عبداللہ جمیلہ علم لے کر آیا وہ بھی مارا گیا عبداللہ کے بعد عبدالدار کے غلاموں میں صرف ایک غلام باقی تھا جس کا نام ثواب لکھا ہے مشرکین نے علم اس کو دیا وہ بھی رزمگاہ میں آیا

Presented by www.ziyaraat.net/

علیؑ مرتضیٰ کی تیغ آبدار سے مارا گیا **انہ کان اصحاب اللواء یوم احد تسعۃ کلھم قتلھم علی ابن ابی طالب عن اخوھم** تاریخ طبری حصہ سوم ص ۱۳۹۴ سیرت ابن ہشام جزو ثانی ص ۸۳

جنگ احد میں مشرکین کی طرف سے نو علمدار لشکر ہو کر آئے ان میں سب کو آخر تک جناب علیؑ نے قتل فرمایا۔ اس وقت فوج مشرکین کیساتھ علیؑ مرتضیٰ کی تیغ آبدار وہی کام کرتی تھی جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے انکی بے مثل شجاعت اور دلیری کی ہیبت اور انکی تیغ بیدریغ کی دھاک فوج کفار میں ایسی بندھی ہوئی تھی۔ کہ علمداروں کے ہاتھوں میں فوج کے علم تو سنبھلتے ہی نہ تھے میدان جنگ میں قدم کیا جمتے علیؑ مرتضیٰ نے بنی عبدالدار میں کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور انکے اعزہ سے لے کر غلاموں تک کو ایک ایک کر کے تہ تیغ کرڈالا یہ وہی عرب کے سرمایہ ناز تھے جنکی شجاعت اور قوت نے ابو سفیان کو اہل اسلام سے مقتولین بدر کے قصاص کے لینے کا پورا یقین دلا رکھا تھا تھوڑے عرصہ میں حیدر کرار کی ذوالفقار نے وہ جوہر دکھلائے کہ مخالف کا لشکر علمداروں سے بالکل خالی ہوگیا اب مقتولین کی حالت دیکھ کر اچھے اچھے سربر آوردہ اور تجربہ کار علمداری کا نام سنکر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے اور اس اعلیٰ منصب کو بالکل ناسزا وار سمجھ کر پھر جب تک کہ احد کے میدان میں کار زار کا بازار گرم رہا فوج میں سے کسی نے اس ناسزا وار علم کو ہاتھ سے نہ چھوا علیؑ مرتضیٰ تھوڑی دیر تک رزمگاہ میں اپنے دوسرے مقابل کا انتظار کرتے رہے مگر جب آپ کو یقین ہوگیا کہ اب میرے مقابلہ کی تاب کسی میں باقی نہیں ہے تو پھر یہ اپنی خون آلودہ تلوار لیکر جس نے ابھی ابھی قریش کے نامی پہلوانوں کو مار مار کر ڈھیر لگا دیا تھا فوج کے اس حصہ کی طرف بڑھ گئے جہاں حضرت حمزہ حضرت ابودجانہ انصاری کفار کے مقابلہ میں اپنی شجاعت و تہور کے جوہر دکھلا رہے تھے تواریخ میںذی میں ص ۱۸۷ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۱۸۷ باسناد کشف الغمہ اس وقت ان ناصران اسلام کے حملوں نے فوج کفار کو بڑی دیر سے سخت تہلکہ میں ڈال رکھا تھا جو آتا تھا وہ اپنی موت ساتھ لاتا تھا' اور ان شجاع اور قوی ہمت مجاہدین کی شمشیر آبدار کا شکار بن جاتا تھا اب علیؑ مرتضیٰ بھی ان سے مل گئے نور علیٰ نور ان تینوں دلیروں نے مل کر لشکر کفار کو اپنی تلوار کے نیچے رکھ لیا ایسے سخت محاصرہ سے نکلنے کے لئے وہ سوائے گریز کے اور کیا ٹھہراتے اور لڑائی سے دل

چھوٹے اور ہاتھوں سے تلواریں رزمگاہ میں ایک ساعت کے لئے ٹھہرنا بھی ان کے لئے ایسا محال ہوگیا جیسے موت سے بھاگنا سب نے ایک بار مقابلہ سے منہ پھیرا فوج مشرکین میں بھگدڑ مچ گیا اور ابوسفیان کے برسوں کے انتظام دم کے دم میں اکھڑ گئے عورتوں کی وہ جماعت جو ابوسفیان کی بی بی ہندہ بنت عتبہ کی ماتحتی میں مکہ سے آئی تھی اور ابتدائے جنگ سے لگاتار اپنی سریلی دل کش آوازوں سے مشرکین کے جوانوں کو اہل اسلام کے مقابلہ میں جوش دلا رہی تھی بالکل پریشان ہوگئی۔ گانے بجانے والی عورتیں گانے بجانے کے اسباب چھوڑ کر اور چادریں اوڑھ کر پہاڑ کی طرف بھاگ گئیں' مگر ہندہ بنت عتبہ کے اجرائے مقاصد کے لئے یہ گریز بہت ہی مفید نکلی۔ اس کی کیفیت یوں ہے۔ اثنائے راہ میں ہندہ کو وحشی مل گیا اصل میں یہ ایک حبشی غلام تھا ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مخالف اسلام ہندہ کا نمبر ابوسفیان سے بڑھا ہوا تھا اس کے ثبوت کا وقت آگیا ہندہ کی تیز آنکھیں مخالف اسلام کے باعث زیادہ تر انہیں تین حضرات پر پڑتی تھیں محمد صلعم پر حمزہؑ پر اور علیؑ پر۔ ہندہ کو یقین تھا کہ ان تینوں بزرگوں میں سے اگر ایک بھی مارا جائے گا تو اسلام کو پوری شکست اور قریش کو کامل قوت مل جائے گی اور تھا بھی ایسا ہی اس وقت جناب رسالت مابؐ کے اسلامی جان نثاروں میں حمزہؑ اور علیؑ کی شجاعت قریش کے لئے بہت مضرت کا باعث ہورہی تھی حمزہ کی خاص جرائت ہمت نے جو کچھ ہندہ کے ساتھ کیا تھا وہ عتبہ کے قتل سے ظاہر ہوچکا تھا مگر ہندہ کے دل میں علیؑ کی عداوت حمزہؑ سے زیادہ تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عتبہ کے علاوہ شیبہ ہندہ کے دادا حنظلہ کا بڑا لڑکا۔ ولید حقیقی بھائی ان سب کا قتل علیؑ کی شجاعت اور دلیری کے متعلق تھا اتنے عزیزوں کا خون کرنے والا دشمن نہیں ہوگا تو اور کون۔

بہر حال ہندہ نے وحشی سے کہا کہ اگر تو محمدؐ' حمزہؑ' یا علیؑ کو مار آ تو میں یہ ہار جو اپنے گلے میں پہنے ہوئے ہوں تجھ کو اس صلے میں دے دوں گی وحشی اس پر راضی ہوگیا اور اپنے شکار کی گھات میں لگا رہا جنگ دو سرداروں شاید اس کی ابتداء احد ہی کے واقعات سے ہوئی ہے۔ علیؑ مرتضیٰ۔ حضرت حمزہؑ کے ہاتھوں فوج مشرکین کی یہ حالت تو پہنچ گئی تھی کہ میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر پہاڑوں پر بھاگنے لگے۔ اور جان بچانے کے پہلو ڈھونڈنے لگے اب سنیے بعض بے صبر اور کوتاہ بیں مسلمانوں کی خود غرضی نے علیؑ مرتضیٰ کی ان تمام کاروائیوں کا رنگ بدل دیا اور اسلام کی فتحیابی کے سب سامان جو بڑی

Presented by www.ziyaraat.net/

عرقریزیوں سے فراہم کئے گئے تھے ایک ذرا سی غلطی میں درہم برہم ہوگئے انہیں بندوبست کی نسبت امام واقدی کی رائے ہے کہ جیسی فتح رسولؐ کو احد کے روز نصیب ہوئی یا ہونے والی تھی پھر کبھی نصیب نہ ہوئی (تاریخ کامل واقدی ص ۳۶)

اہل اسلام نے کیا غلطی کی وہ یہ تھی کہ جب فوج مشرکین علیؑ مرتضٰی کے متواتر حملوں سے بالکل مجبور ہوکر متفرق ہونے لگی تو علیؑ مرتضٰی اور حمزہؑ اور ابو دجانہ انصاری نے ان کاتعاقب کیا یہ دیکھ کر وہ تیر انداز جنکو رسولؐ خدانے درہ کوہ کی محافظت پر معین کیاتھا اپنی غلط فہمیوں سے یہ سمجھے کہ فوج اسلامی کی فتح ہوگئی۔ غنیمت کے لالچ نے ان کے دلوں سے رسولؐ کی تاکیدوں کو بھلا دیا یہ خود غلط تو طمع دیناوی میں پڑکر درہ کوہ چھوڑ کر بھاگتے ہوئے مشرکین کی طرف دوڑے ادھر خالدابن ولید نے درہ کوہ کو غنیم سے خالی پاکر اپنی ہمراہی فوج کو پہاڑ پر چڑھا دیا اور چلا چلا کر کہا کہ محمدؐ مقتول ہوئے (ابوالفدا ص ۳۱۲ جلد دوم)

اس فریب آمیز تقریر نے تمام اہل اسلام کے دلوں کو پست اور مشرکین کے دبے ہوئے منصوبوں کو اونچا کر دیا یوں تو رسولؐ کے قتل ہوجانے کی متوحش خبر نے غیر اطمینانی اور اضطراب پیدا کر ہی دیا تھا اب خالد ابن ولید نے یہ موقع پاکر اپنی ہمراہی فوج سے اسلام کی منتشراور مضطرب جماعت پر حملہ کر دیا فوج مشرکین کے مفرورین رسولؐ خدا کے قتل ہونے کی خبر سن کر پلٹ پڑے نہایت سخت خون ریزی ہونے لگی اہل اسلام کو وہ تکلیف و مصیبت اٹھائے ہوئے بڑے بڑے جان نثاران اسلام کے استقلال اور پائیداری میں فرق آگیا کہاں قریش کو تھی لوگ بھگاتے تھے اب خود بھاگتے دکھلائی دینے لگے مشرکین تو غصہ میں پہلے سے بھرے تھے اور کیوں نہ ہوتے ان کے ازمودہ کار اور سر بر آوردہ جوان مارے جاچکے تھے ایک ایک کرکے تمام علمداران فوج کا خاتمہ ہوچکا تھا صفیں ٹوٹ چکی تھیں ــ اکھڑ چکے تھے اتفاق وقت سے ایسا موقع ان کے ہاتھ لگا تھا اب بھی وہ دل کھول کر اپنے دلوں کا بخار نہ نکالتے تو کب۔ نہایت سخت خون ریزی ہونے لگی اور نہایت شدت سے موت کا بازار گرم ہوا بگڑ کر بنا اور گر کر سنبھلا بہت دشوار ہوتا ہے دم کے دم میں مسلمانوں کی لاشیں گر پڑیں اہل اسلام مشرکین کے ان سرگروہوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ اور بھاگنے پر آمادہ ہوگئے کسی نے میدان کا رستہ پکڑا کسی نے پہاڑ کی راہ۔ جناب

رسولؐ فوج اسلامی کی یہ حالت دیکھ کر سخت متردد ہوئے اور ان پشت ہمتوں کو اطمینان دلانے کی غرض سے پکارنے لگے الایا فلاں الایا فلاں انا رسولؐ اللہ مگر کوئی شخص ان حضرتؐ کی آواز کی طرف شنوا نہیں ہوتا تھا (کامل واقدی ص ۲۳۴)

تھوڑی دیر تک تو معدود سے جان نثار رکاب رسولؐ میں حاضر رہ کر داد رفاقت دیتے رہے مگر جب فوج کے حملے زیادہ ہو گئے تو افسوس ان کے پائے استقلال میں بھی لغزش آگئی۔ اور وہ بھی ادھرادھر منتشر ہو گئے۔ فوج اسلام کا موجودہ انتشار دیکھ کر حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؑ جدا ہو گئے۔ اور یہ دونوں حضرات علیحدہ ہو کر مشرکین کی دو متفرق جماعت سے لڑنے لگے۔ وحشی جو ان حضرات کی تاک میں تھا کسی ایک مسلمان سے ملا۔ وہ مسلمان گھبرایا ہوا تو تھا ہی اسے دیکھ کر اور گھبرا گیا۔ وحشی حقیقت میں نہ تو علیؑ کو پہچانتا تھا نہ ہی حضرت حمزہؑ کو۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اپنے مقابل سے خائف نہیں ہوتے وہ اس شش و پنج میں تھا کہ حضرت حمزہؑ کفار کی کے مقابل صفوں کو چیرتے اور ان کو سامنے سے ہٹاتے چلے آتے تھے۔ وحشی وہیں گھات میں لگا تھا اس نے حمزہؑ کو دیکھ کر پہچان لیا اور ایک پتھر کی آڑ میں ہو کر آپ کے سینہ پر اس زور سے نیزہ مارا کہ آپ تیور کر وہیں پر آتے رہے۔ اور فوراً طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کامل واقدی۔ صفحہ ۲۱۱ روضتہ [illegible] ص ۱۰۳۔

حضرت حمزہ کا خاتمہ بالخیر ہوا اب جان نثاران اسلام میں سوائے علی مرتضٰی کے اور کوئی دوسرا مشرکین سے مقابل نہیں دکھلائی دیتا مگر ابھی حمزہ کے جان کا واقعہ کی خبر نہ جناب رسولؐ خدا کو معلوم تھی نہ علیؑ مرتضٰی کو۔ جب مشرکین نے سمجھ لیا کہ رسول خدا بالکل تنہا ہیں نہ مہاجر باقی ہیں نہ انصار تو مشرکین کی جماعت سے چار بے رحموں نے رسولؐ کے کا سامان کیا عبداللہ ابن شہاب ابن عتبہ ابی حلف عتبہ ابن ابی وقاص انہیں چاروں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ اپنا دلی بخار نکالا اور اس مظلوم رسولؐ پر جسمانی صدمہ پہنچانے میں ان کو کس قدر کامیابی ہوئی رسول اللہ کے دشمنوں کو یقین ہو گیا کہ رسولؐ اللہ کا خاتمہ ہو گیا اپنی اس حرکت پر وہ نازاں ہو کر چلائے کہ ہم نے محمدؐ کو قتل کر ڈالا خالد بن ولید کی تقریر نے تو پہلے ہی سے اسلامی جماعت کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے اب عتبہ ابن ابی وقاص کی اس فتنہ انگیز خبر نے تو بچے بچائے مسلمانوں کی امیدوں کو سرے سے منقطع کر دیا"

Presented by www.ziyaraat.net/

جان نثاران اسلام میں سوائے علیؑ مرتضیٰ کے اس وقت تھا کون انہیں کی اکیلی ذوالفقار مشرکین سے مقتولین اسلام کا قصاص لے رہی تھی یہ وحشت ناک خبر یہاں تک پہنچی ممکن تھا کہ علی مرتضیٰؑ بھی اس سانحہ کی خبر پاتے ہی بیدل ہوجاتے اور حریف کے مقابلہ سے منہ موڑ کر اپنی حفاظت کے پہلو ڈھونڈتے اس خبر کے سنتے ہی آپ نے اپنے سچے دل سے وعدہ کرلیا تھا کہ جب رسولؐ اللہ قتل ہوچکے تو ہمارا مارا جانا بھی بہتر ہے۔ اس انتظار اور اضطراب کی پوری کیفیت جناب علی مرتضیٰ کی اس تقریر سے واضح ہوتی ہے جس کو دو مستند اور معتبر مورخوں نے روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب کی دوسری جلدوں میں لکھا ہے جناب علیؑ مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں کفار کو ہٹاتا ہوا جب عریشہ رسولؐ سے آگے بڑھ گیا اور کفار دفع ہوگئے تو میں نے رسولؐ اللہ کی طرف خیال کیا ان کو پایا تو مجھے اس بات کا اسی وقت سے یقین تھا کہ پیغمبرؐ خدا میدان جنگ سے منہ موڑنے والے نہیں ہیں مگر یہ ہوسکتا ہے کہ شہید ہوں اس خیال سے میں نے آپ کو مقتولین میں ڈھونڈنا شروع کیا لیکن جب وہاں بھی حضرت مجھے نہ ملے تو میں نے اسی وقت یہ سوچ لیا کہ اب لڑکر مرجانا ہی بہتر ہے اس خیال سے میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ ڈالا اور پھینک دیا اسی حالت میں مشرکین کی گھنی صفوں کو توڑ ڈالا اس طرف سے اس طرف پہنچ گیا جب مقام رسولؐ تک پہنچا تو دیکھا آپ زندہ ہیں مگر زخمی۔ ایسی مایوسانہ حالت میں علیؑ مرتضیٰ کا پہنچ جانا جناب رسولؐ خدا کو کس قدر غنیمت معلوم ہوا ہوگا اور رسولؐ کی یہ مصیبت اور شدت دیکھ کر علیؑ کے ایسے جاں نثار اور خیر خواہ بھائی کی کیا حالت ہوئی ہوگی دونوں کیفیتوں میں سے ایک کیفیت کا بھی اندازہ کرنا ہماری تحریری قوتوں سے باہر ہے۔ بہرحال علیؑ مرتضیٰ نے جناب رسولؐ خدا کے دست مبارک کو تھاما مگر آہستگی سے غار سے باہر کھینچا اب جناب رسولؐ خدا کے آرام و سکون کے سوا نہ کفار قریش کے حملوں کی پرواہ تھی نہ ان کے محاصرہ یا مقابلے کا خیال باقی تھا۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل ہوجانے کی غلط افواہ میدان جنگ سے مدینہ میں پہنچ گئی وہ منافقین جو راہ سے کٹ کر چلے گئے تھے زیادہ تر اس کی شہرت کے باعث ہوئے رفتہ رفتہ خبر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو بھی ہوئی سنا تھا کہ آپ بیتاب ہوکر اور دوچار پردگیاں عصمت سرا کو ہمراہ لے کر کوہ احد کی طرف تشریف لے

چلیں اتفاق سے رزمگاہ میں پہنچیں جب علیؑ مرتضیٰ جناب رسولؐ خدا کو غار سے نکال کر ایک صاف اور ستھری جگہ پر بٹھلا چکے تھے جناب علیؑ مرتضیٰ نے جناب سیدہ کو دیکھ کر بہت کچھ تسکین دی وہ اپنے مظلوم پدر بزرگوار کو زندہ پاکر فی الجملہ مطمئن ہوگئیں زخموں کی شدت نے جناب رسولؐ خدا کو بہت مضمحل کردیا تھا اور ابھی تک زخموں سے ویسے ہی خون جاری تھا علی مرتضیٰؑ جناب سیدہ کو جناب رسولؐ خدا کے پاس چھوڑ کر فوراً" ایک چشمہ سے جو قریب بہہ رہا تھا اپنی ڈھال میں پانی لائے علی مرتضیٰؑ تو زخموں پر پانی ڈالتے تھے اور فاطمہؑ ان کو دھوتی جاتی تھیں مگر زخم ایسا کاری تھا کہ باربار دھوئے جانے پر بھی خون کی روانی بند نہیں ہوتی تھی آخر کار جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جلایا اور زخم پر لگایا اس کے لگاتے ہی خون بند ہوگیا (بخاری باب المغازی صحیح کامل واقدی ص ۱۸۲)

جناب رسولؐ خدا کے درد میں کچھ افاقہ ہوا اور زخموں کے ڈھل جانے سے شدت میں کچھ کمی آئی تو آپ نے علیؑ مرتضیٰ کی شمشیر خون آلودہ دیکھ کر فرمایا یا علیؑ تم نے آج بہت اچھی قتال کی ہے یہ سن کر جناب علیؑ مرتضیٰ نے وہ تلوار فاطمۃ زہرا علیہا السلام کو دے دی کہ اس کو بھی دھویں اور اسی وقت شجاعت کے اظہار میں ذیل کے اشعار منظوم فرمائے۔

افاطمہ ھاک السیف غیر نسیم	فلست تر عدید ولا بلیم
افاطمم قد ابلیت فی نصر احمد	ومرضات رب بالعباد رحیم
اریہ ثواب اللہ لاشیی غیرہ	و رضوانہ فی جنۃ ونعیم
و کنت امراء اسمواذ الحرب وشمرت	وقامت علی ساق بغیر ملیم
امست ابن عبدالدار حتی ضربتہ	بذی رونق تضرالعظام صمیم
فعادرتہ بانقاع فارفض جمعہ	عنادیہ من ذی قانطکلیم
وسیفی یکفے کالشھاب اھرہ	احرہ بہ من عالق وحمیم
فمازلت حق فض ربی جموعھم	واشفیت منھم صدر کل حمیم

اے فاطمہؑ یہ شمشیر لو یہ ناپاک نہیں اور میں بزدل اور بیکار نہیں ہوں۔ اے فاطمہ فی الحقیقت میں نے صرف رسولؐ خدا کی نصرت اور خدائے رحیم کی خوشنودی کے لئے ایسی

Presented by www.ziyaraat.net/

جنگ کی ہے۔میں اس کا اجر خدا سے چاہتا ہوں اور کوئی چیز اس کے سوا نہیں میں اس کی خوشنودی بہشت اور اس کی نعمتوں میں چاہتا ہوں۔اور میں مرد ہوں جب لڑائی امن اٹھالیتی ہے اور استادہ ہوجاتی ہے تو بلند ہوجاتا ہوں اس فعل سے جو سزا وار ملامت ہو۔ میں نے پسر عبدالدار کا ارادہ کیا یہاں تک کہ میں اس کو قتل کیا اپنی اس شمشیر سے جو استخوانوں کو کاٹتی تھی اور گزرتی جاتی تھی۔میں نے اس کو ناپاک زمین پر چھوڑ دیا اور اس کا مجمع پریشان ہوگیا اور ان میں بعض جراحت رسیدہ تھے۔ اور میری شمشیر میرے پنجے میں تھی مثل شعلہ آتش کے کہ میں اس کو ہلا رہا تھا اور اس سے قطع کر رہا تھا استخوان کہ جس سے جنم کا قیام تھا۔پس اسی طرح کہ میں مصروف کارزار رہا یہاں تک کہ پروردگار نے گروہ کفار کو پراگندہ کردیا (فواتح میبذی ص ۲۱۲۔ ۲۱۳ اتحاف اسلام ص ۶۸)

جناب علیؑ مرتضیٰ نے جنگ احد میں اپنے استقلال شجاعت اور دلیری کے ایسے ہی بے مثل اور لاجواب جوہر دکھائے تھے جن پر آپ کیا دنیا کے تمام کے تمام جوہر شناس جتنا ناز اور جتنا افتخار کریں وہ تھوڑا ہے اسلام کی جان اگر بدر کے دن بچ گئی تھی تو احد میں کسی طرح بچتی نظر نہیں آتی تھی مگر جناب علی مرتضیٰؑ کی تنہا ذات مجمع حسنات نے اس تہلکہ سے بچالیا علامہ میبذی اپنے فواتح میں لکھتے ہیں کہ علیؑ مرتضیٰ کے یہ پر جوش اشعار سن کر جو آپ کی تمام کاروائیوں کی پوری تفصیل سے رسولؐ خدا نہایت مسرور ہوئے اور اسی وجد کی حالت میں جناب سیدہؑ سے فرمایا **خذہا یا فاطمہ فقد ادای بعلک ما علیہ وقد قتل اللہ صنادید قریش بیدیہ** اے فاطمہ یہ تلوار لے لو واقعی تمہارے شوہر نے تمام حقوق جو اس پر تھے ادا کئے اور خدا نے قریش کو اسی کے ہاتھوں سے قتل کرایا۔

ادھر تو جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زخموں کی اصلاح ہو رہی تھی ادھر فوج مشرکین کی جماعت جن کے حوصلے پہلے سے اس وقت زیادہ بڑھ گئے تھے رسولؐ اللہ پر حملہ آور ہوئے اور پہاڑ پر چڑھ آئے فوج اسلامی کی ابھی تک وہی حالت تھی کوئی کسی کا پرسان نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر جناب رسالتماب نے علیؑ مرتضیٰ سے پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ سب نے نقض عہد کیا آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوا پھر ارشاد فرمایا کہ تم نے بھی اپنے بھائیوں کا ساتھ کیوں نہ دیا علی مرتضیٰؑ نے اس استفسار کے جواب میں نہایت استقلال سے فرمایا **لا کفر بعد الایمان ان بک اسوتہ**

ایمان کے بعد کفر نہیں ہوسکتا مجھے آپ ہی کی متابعت کافی ہے"

اس اتنے فقرے سے جناب علی مرتضیٰؑ کے عظیم استقلال پاداری اور کامل الاسلامی کے کیسے سچے صحیح ثبوت ہوتے ہیں حقیقت میں اگر جناب علی مرتضیٰؑ ایسے مستقل المزاج نہ ہوتے تو آج اسلام کی جان کی خیر اور اس ودیعت خدا کے سلامت رہنے کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی تھی مجاہدین و انصار میں کون ایسا ثابت قدم قوی ہمت اور شیر دل باقی رہ گیا تھا جو ایسے وقت میں **ان انی بک اسوۃ** کا اقرار کرتا اب وہ جماعت جو حملہ کی غرض سے پہاڑ پر چڑھ آئی تھی رسول خدا سے بالکل قریب آگئی آنحضرتؐ نے ان کی یورش دیکھ کر فرمایا کہ مجھ کو ان سے بچاؤ جناب رسالتمابؐ کا حکم پاتے ہی علیؑ مرتضیٰ پھر کفار کی طرف بڑھے اور تھوڑی دیر میں ان کی جماعت کو منتشر فرماکر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوگئے ابھ ان کو واپس آئے کچھ عرصہ نہ ہوا تھا کہ وہ بھاگے ہوئے مشرکین لوٹ آئے جناب علیؑ مرتضیٰ نے پھر ان سے مقابلہ کیا اور پھر ان کی جماعت کو پسپا کرکے رسولؐ خدا کی خدمت میں تشریف لائے اسی طرح تین بار فوج کفار نے رسولؐ خدا پر حملہ کیا مگر علیؑ مرتضیٰ نے کئی بار ان کو آنحضرتؐ کی ایذا رسانیوں میں کامیاب نہ ہونے دیا جناب علیؑ مرتضیٰ کی اس وقت کی دلیری اور ہمت ان کی پہلی صف آرائیوں سے زیادہ مفید ثابت ہوئی اور حقیقت میں آپ نے ان مقابلوں میں اپنی انتہائی شجاعت کے کام اور تیسری بار تو اس سختی سے مشرکین کی قوتوں کو توڑا کہ پھر ان کو آئندہ سبقت کرنے کی جرائت نہ ہوئی ان کی وہ خونخوار جماعت جو بار بار آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی غرض سے پہاڑ پر چڑھ آئی تھی بالکل مایوس ہوکر بیٹھ گئیں جناب علیؑ مرتضیٰ کے موجودہ استقلال اور پائیداری پر غور کرو تو تم کو معلوم ہوجائے گا۔ کہ اس وقت انہوں نے ایک وقت میں دو فرض ادا کئے نصرت اسلام بھی اور رفاقت خیر الانام بھی مشرکین سے مقابلہ بھی فرماتے تھے اور رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوجاتے تھے اور اپنے **ان ابی بک اسوتہ** کے اقرار کو ہر پہلو سے ثابت کردیا جناب رسالت مابؐ نے اپنے جاں نثار اور وفادار بھائی کی ہمت اور استقلال دیکھ کر عجیب محبت سے فرمایا **انہ منی وانا منہ** یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں مورخین اسلام کا تو یہاں تک اعتقاد ہے کہ رسولؐ اللہ کے اس فرمان کے بعد ہی فوراً" ایک آواز آئی جو یہ تھی **وانا منکما** میں تم دونوں کے ساتھ ہوں یہ آواز حضرت جبرئیل کی تھی"

Presented by www.ziyaraat.net/

روضۃ الصفا جلد دوم قلمی ص ۹۲ ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۲۶۸ جلد دوم قلمی ص ۱۹۳ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۱۹۴ اتحاف اہل اسلام ص ۶۶ کامل ابن اثیر ص ۶۳ جلد دوم تاریخ طبری جلد اول ص ۱۳۰۲

جناب علیؑ مرتضیٰ کی عدیم المثال شجاعت خود غرض نہیں تھی اس کا کوئی پہلو عالی ہمتی۔ ہمدردی اور دوسروں کی نفع رسانی سے کبھی خالی نہیں تھا ایسا نہیں تھا کہ علیؑ مرتضیٰ صرف اپنی ذاتی حفاظت کے لئے اپنی تمام جرائت۔ شجاعت اور قوت صرف کرتے ہوں اور دوسروں کی اعانت اور امداد سے جو کسی طرح بلا میں گرفتار ہوگیا ہو۔ منہ موڑیں غور سے دیکھو اسی احد کے میدان میں جناب علیؑ مرتضیٰ نے بنی عبدالدار کے تمام علمداروں کا خاتمہ فرماکر فوراً" حضرت ابودجانہ انصاری اور حضرت حمزہ کی اعانت فرمائی اور دیر تک ان کے شریک رہ کر مشرکین سے لڑتے رہے کچھ ابودجانہ اور حضرت حمزہ ہی پر منحصر نہیں شاید علیؑ مرتضیٰ نے اپنے چچا کی اعانت کو فرض سمجھ لیا ہو تو ذکوان کے قصہ سے آپ کی ہمت اور اعانت کو پورا ثبوت مل جاتا ہے"

جناب علیؑ مرتضیٰ نے محاصرہ کفار سے نکل کر ذکوان ابن عبدالقیس ایک اسلامی مجاہد کو ابوالحکم بن الاخنس ثقفی کے پنجہ میں گرفتار دیکھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ رسولؐ اللہ کی شہادت کی غلط خبر آپ کو معلوم ہوئی تھی اور آپ ان کی تلاش میں نہایت بیتاب تھے۔ اگر ایسے وقت میں ذکوان کی امداد سے پہلو تہی کی جاتی تاہم قابل الزام نہیں تھی۔ مگر نہیں ایک مسلمان کو کسی مشرک کے پنجہ میں گرفتار دیکھ کر علیؑ مرتضیٰ فوراً" ذکوان کے قریب پہنچ گئے۔ ابوالحکم کی تلوار اٹھ چکی تھی اور ذکوان اس کے خوف سے نیم جان ہوچکا تھا ذکوان کے خائف ہوجانے کی زیادہ وجہ یہ تھی کہ یہ بیچارے پیدل تھے اور وہ گھوڑے پر ۔۔ ابھی ابوالحکم کا وار اچھی طرح کارگر بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ علیؑ مرتضیٰ نے اس کو گھیرا اور پہلی ضرب میں اس کا سر کاٹ کر گھوڑے سے گرادیا۔ (کامل واقدی ص ۲۱۰)

اگر ایسی ہمدردی ایسی شجاعت اور ایسی دلیری کے جوہر مبدء فیض سے جناب علیؑ مرتضیٰ کی ذات با برکات میں عطا نہ فرمائے گئے تھے تو غزوات رسولؐ کے ہیرو ہونے کا منصب کبھی علیؑ مرتضیٰ کو نہ ملتا۔ ہمارا یہ لکھنا کہ احد کے روز سے علیؑ مرتضیٰ کی بے نظیر شجاعت اور بیعدیل دلیری کا غلغلہ زمین سے آسمان تک بلند تھا مبالغہ میں داخل نہیں ہوسکتا

تمام اسلام کی تاریخیں پکار رہی ہیں کہ آج ہی کے دن آپ **لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار** کے معزز لقب سے یاد کئے گئے اور آج ہی کے دن جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ کی مدح میں غیب سے نادعلیؑ کی بشارت پائی۔

نادعلی مظہر العجائب — تجدہ عونالک فی النوائب

کل ہم وغم سینجلی — بعظمتک یا اللہ بنبوتک یا محمد

وبولایتک یاعلی یاعلی یاعلی

جو آج تیرہ چودہ برس سے ہر اہل اسلام کی زبان پر ہر درد و مصیبت کی حالت میں بے ساختہ جاری ہوجاتی ہے۔ فواتح میبذی ص ۴۱۲ ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۵۳ روضۃ الصفا ص ۱۹۴ اتحاف اہل اسلام میں ص ۶۷ جناب علیؑ مرتضیٰ اس جنگ میں زخمی بھی ہوئے تھے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے روز سولہ زخم کھائے تھے اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ مجھے ان کے صدموں سے غش آ جاتا تھا۔ مگر ان حالتوں پر بھی آپ کے استقلال اور ہمت نے ان زخموں کی کچھ پرواہ نہ کی اور مخالفین کو اسی حالت میں ایسی ہزیمت پہنچائی کہ وہ پھر ناامید ہوکر جبل احد سے نیچے اتر آئے اور پھر اوپر چڑھ آنے کا قصد نہ کیا لیکن اپنے غصوں کی جھجلاہٹ میں مظلوم مسلمانوں کی لاشوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں انھیں مظلوں میں حضرت حمزہ بھی تھے جن کی غریب لاش کے ساتھ ہندہ بن عتبہ زوجہ ابوسفیان نے نہایت بیرحمی اور ذلت کے ساتھ سلوک کئے ناک کاٹی کان کاٹے اس پر بھی اس کی خونخواریوں نے بس نہ کی تو ان کے پارہ ھائے جگر کو نکالا اور ان کو آپس میں گوندھ کر اپنے گلے کا ہار بنایا کامل واقدی ص ۲۱۲ ابوالفدا ص ۳۱۲ مفرورین اسلام جو مشرکین سے خائف ہوکر ادھر ادھر منتشر ہوگئے تھے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ پاکر اور مشرکین کو فی الجملہ خاموش پاکر آنے لگے اور تھوڑی دیر میں جناب رسولؐ خدا کے نزدیک مسلمانوں کی ایک معتدبہ جماعت موجود ہوگئی اور مشرکین ابوسفیان کے پاس آیندہ کاروائیوں کی تجویز کے لئے جمع ہوئے ابوسفیان اپنے اونچے اونٹ پر سوار ہوا اور دریافت احوال کی غرض سے آگے بڑھا تو اس کو رسولؐ اللہ کے صحیح پاتے اور مسلمانوں کے پھر جمع ہونے سے نہایت سخت تعجب ہوا اور اس کی تمام ہمتیں تو علیؑ مرتضیٰ کے اخیر حملوں نے ہی پست کردی تھیں یہ حالت دیکھ کر اب اس کو اور آیندہ کسی حملہ کی جرائت نہ ہوسکی مگر

Presented by www.ziyaraat.net/

کے مارے جانے سے لشکر خالی معلوم ہونے لگا"

احد کی لڑائی صرف لڑائی نہیں تھی بلکہ ثابت قدمی استقلال جگر داری اور پاداری کے لئے جائے امتحان تھی وہاں صرف ہتھیاروں ہی سے کام لینا نہیں تھا بلکہ ثابت قدمی اور استقلال سے قریش بھی وہی تھے جو بدر میں آچکے اور سامان بھی وہی تھے جسے وہ پہلے دیکھ چکے تھے مگر ایک استقلال کے نہ ہونے سے مسلمانوں نے اپنا جما جمایا رنگ اکھاڑ دیا اور حریف کو اپنی ہزیمت پر دلیر کردیا اسلام کی اس غلط فہمی نے اتنی بڑی بلا اپنے سربلا لی تھی جس سے نہ وہ چھوٹنے کی امید رکھتے تھے اور نہ جناب رسولؐ خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے موقع پر ہم اس کامل الایمان اور صادق الاقرار جان نثار رسولؐ کی بے نظیر شجاعت اور دلیری کی البتہ تعریف کریں گے جس سے تنہا ہوکر ایسی نازک حالت میں اعانت اسلام اور حفاظت رسولؐ کے فرائض پر اپنی ہمت کی کمر باندھ لی اور متواتر فوج کفار سے مقابل ہوکر اپنی دلیری اور جوانمردی کے ایسے بے نظیر جوہر دکھلائے کہ پھر مشرکین کو مقابلہ کی جرائت نہ ہوئی اپنی امیدوں سے قطعی مایوس ہوکر آخر کار میدان جنگ میں ادھر ادھر منتشر ہوگئے

اسلام آج کے روز کسی کی جماعت اور نفرت کا اتنا ممنون نہیں ہوسکتا جتنا علیؑ مرتضیٰ کی حمایت اور اعانت کا ان کی کوششوں نے جناب رسولؐ خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا مسرور اور مطمئن فرمایا تھا کہ خاتمہ جنگ پر آنحضرتؐ نے اپنے جاں نثار بھائی کا ہاتھ تھام کر اہل اسلام کی موجودہ جماعت میں فرمایا" **یا اباالحسن لووضع الایمان الخلائق واعمالھم فی کف المیزان و وضع عملک یوم احد علی کفیہ اخری لو حج عملک علی جمیع ماعمل الخلائق وان اللہ ماھی بک ھی یوم احد ملکہ والمقربین ورفع الحجب من السموات السبع و اشرف الیک الجنتہ ومافیھا وابتھج بفضلک رب العالمین وان اللہ تعالی یعوضک ذالک الیوم بالعوض بغیطہ کل نبی ورسلہ و صدیق وشھید** ینابیع المودۃ فی القربیٰ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۶۴

ترجمہ =۔ اے ابو الحسن اگر تمام خلقت کے ایمان پر میزان کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور تمہارے روز احد کے اعمال دوسرے پلہ میں تو تمہارے اعمال والاپلہ بھاری ہوگا تمام خلائق کے اعمال سے خدائے تعالیٰ اور تمامی ملائکہ مقربین نے اس دن تمہارے اعمال پر فخر

ومباہات کیا اور بہشت اور اس کی تمام چیزیں تمہیں اس دن شوق کی نگاہ سے دیکھتی تھیں ۔ خداوند عالم تمہارے فعل سے خوش اور رضامند ہوا اور اس روز کا صلہ وہ تم کو ایسا دے گا۔ کہ تمام نبی ۔ رسول ۔ صدیق اور شہید تک غبطہ کریں گے ۔

بہر حال قریش مکہ تو واپس آئے مگر آنحضرتؐ نے احد کے میدان میں توقف فرماکر شہدائے احد کی تجہیز و تکفین کے تمام مراسم ادا فرمائے جناب رسالتمابؐ کو حضرت حمزہ کی لاش دیکھ کر نہایت غصہ آیا مگر آیت **اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ** نے آپ کے غیظ و غضب کو فرو کردیا **واصبروا ماصبرک الا باللہ** کے حکم پر خیال فرماکر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش ہوگئے شہدائے احد کی اخیر خدمتیں بجالاکر بقیہ لشکر اسلام کے ہمراہ آپ مدینہ واپس آئے ۔ (السراج المبین ص ۱۱۹)

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش جنگ بدر سے مکہ سے واپس گئے چونکہ ان کے ستر اشخاص جو سربرآوردہ تھے قتل ہو گئے اور ستر افراد گرفتار کر لئے گئے تھے اس لئے ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر رونے مت دو ورنہ آنسو محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی عداوت و حسد اور غم و غصہ کی آگ کو بجھا دیں گے' اور محمدؐ اور ان کے اصحاب ہم کو طعنہ دیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جنگ احد واقع ہوئی اس کے بعد ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر نوحہ و ماتم کی اجازت دی۔ غرض دوسرے سال انہوں نے احد کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنے ہم سوگند بنی کنانہ وغیرہ قبیلوں کو جمع کیا اور بہت کافی ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہوکر تین ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کو لے کر نکلے اور عورتوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ مردوں کو بدر کی مصیبت یاد دلاتی رہیں اور ان کو جنگ کی ترغیب دیتی رہیں اور ابوسفیان نے اپنی زوجہ ہندہ بنت عتبہ کو بھی ساتھ لیا اور علقمہ کی بیٹی حارثہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئی۔

کلبنی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ان تمام نعمتوں میں سے جو خلاق عالم نے اپنے رسولؐ کو عطا فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپؐ پڑھ سکتے تھے لکھتے نہ تھے۔ جب ابوسفیان احد کی طرف متوجہ ہوا عباس نے آنحضرتؐ

Presented by www.ziyaraat.net/

کو خط لکھ کر مطلع کیا وہ خط اس وقت پہنچا جب کہ آنحضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وہ خط پڑھا لیکن اصحاب کو مطلع نہ فرمایا اور ان کو مدینہ لے کر آئے اور وہاں اس خط کے مضمون سے آگاہ فرمایا۔ علی بن ابراہیم کی سابقہ روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں پھر حضرتؐ نے ان کو جہاد کی ترغیب دی۔ عبداللہ بن ابی اور صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ یا رسول اللہ مدینہ سے باہر نہ نکلیے ہم ان سے مدینہ کی گلیوں میں جنگ کریں گے ۔ بوڑھے، مرد، عورتیں، کنیزو غلام سب گلیوں کے سرے بلند کر لیں گے اور کوٹھوں پر سے ان پر پتھر برسائیں گے اس طرح ہم سب ان کو دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ بے شک کبھی کوئی گروہ مدینہ پر نہیں حملہ آور ہوا جو ہم پر فتحیاب ہوا ہو۔ اور جب بھی ہم اپنے قلعوں اور مکانوں سے نکل کر مدینہ سے باہر گئے ہیں دشمن ہم پر غالب ہوئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اس رائے پر مائل تھے ۔ لیکن سعد بن معاذ اور اوس کے قبیلہ کے لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جس وقت ہم مشرک تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے عرب میں کسی کو ہماری طرف جرأت نہ ہوئی، آج کیسے ان کی ہمت پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور حضورؐ ہمارے درمیان ہیں۔ یقیناً" ہم مدینہ سے باہر نکل کر ان سے جنگ کریں گے ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ شہید ہو گا اور جو باقی رہے گا اس کو جہاد کا ثواب حاصل ہو گا۔ آنحضرتؐ نے ان کی رائے منظور فرمائی اور اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ مقام جنگ کا تعین فرمائیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ** (۴ آیت ۱۲۱ سورۃ آل عمران) اے رسولؐ اس وقت کو یاد کرو جب کہ صبح کو تم اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر باہر نکلے تاکہ مومنوں کے واسطے جہاد کا مقام تجویز کرو اور خدا تمہاری باتوں کا سننے والا اور تمہاری نیتوں کا جاننے والا ہے۔ **اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ** (پ ۴ آیت ۱۲۲ سورۃ آل عمران) جب تم میں سے دو گروہ نے جنگ میں سستی کی اور

واپس جانے کا ارادہ کیا حالانکہ خدا ان کا محافظ و مددگار تھا اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بروایت علی بن ابراہیم حضرت نے فرمایا کہ یہ آیتیں جنگ احد کے دن نازل ہوئیں جب کہ قریش آنحضرتؐ سے جنگ کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے اور حضرت مدینہ سے نکلے تاکہ ان سے جنگ کے لئے مقام کا تعین فرمائیں۔ اور دو گروہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور ایک گروہ وہ جس نے آنحضرتؐ کی مدد نہ کرنے میں اس کی پیروی کی۔ اور شیخ طبرسی نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں جو انصار میں سے دو گروہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ایک گروہ مہاجروں کا تھا اور ایک انصار کا جو عبداللہ بن ابی کے واپس ہو جانے کی وجہ سے بددل ہو گئے تھے مگر واپس نہیں گئے تھے۔ غرض سابقہ روایت علی بن ابراہیم کی اس کے بعد یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے لشکر کو عراق کی جانب سے روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی اور خزرج کی ایک جماعت نے جو اس کی قوم سے تھی اس کی رائے کی موافقت کی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو شمار کیا وہ سات سو افراد تھے۔ حضرتؐ نے عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ ایک درہ پر تعینات کیا کیونکہ اس درہ سے کفار کے حملہ کا خطرہ تھا۔ حضرتؐ نے ان لوگوں کو تاکید فرمائی کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم کفار کو بھگا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ مکہ تک پہنچ جائیں تب بھی تم اپنی جگہ سے مت حرکت کرنا۔ اگر یہ دیکھو کہ وہ ہم کو بھگا رہے ہیں اور ہم بھاگتے ہوئے مدینہ میں داخل ہو جائیں تب بھی تم اس مقام سے مت ٹلنا۔ ادھر خالد بن ولید کو ابوسفیان نے دو سو سواروں کے ساتھ اسی درہ کی تاک میں مقرر کیا اور کہا کہ جب ہم مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں تو تو اسی درہ سے داخل ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ کرنا۔ پھر ان مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ پر صف باندھی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے ان کے مقابلہ کھڑا کیا اور علم لشکر امیر المومنینؑ کو دیا۔ انصار نے اکبارگی مشرکوں پر حملہ کیا اور وہ بری طرح بھاگے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے ان کے مال و سامان لوٹنا شروع کیا۔ اور جنگ سے غافل ہو گئے۔ ادھر خالد نے چاہا کہ درہ سے آ کر حملہ کرے عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں نے اس پر تیروں کی بارش کی اور بھگا دیا۔ پھر

Presented by www.ziyaraat.net/

عبد اللہ ابن جبیر کے ہمراہیوں نے دیکھا کہ مسلمان لوٹ میں مشغول ہیں عبد اللہ سے کہا کہ ہم کیوں یہاں کھڑے رہیں مسلمان لوٹ رہے ہیں اور ہم مال غنیمت سے محروم رہیں۔ عبد اللہ نے ان کو ہر چند روکا مگر وہ نہ مانے ایک ایک کر کے چلے گئے۔ عبد اللہ کے ساتھ صرف بارہ اشخاص رہ گئے۔ قریش کا علمدار بن عبد الدار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ عبدری تھا۔ اس نے آنحضرت سے پکار کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تم کو گمان ہے کہ تم اپنی تلواروں سے ہم کو جہنم میں بھیج دو گے لیکن ہم تم کو اپنی تلواروں سے بہشت کو روانہ کر دیں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو بہشت میں جانا چاہے آئے۔ یہ سن کر کسی کو اس کے مقابلہ پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر امیر المومنینؑ اس کی طرف بڑھے' اور رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا:۔ اے طلحہ اگر تم سب ایسے ہی ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تمہارے پاس گھوڑے ہیں اور ہمارے پاس تلواریں ہیں لہٰذا مقابلہ پر آ کھڑا ہو تاکہ میں دیکھوں کہ ہم میں سے کون قتل ہوتا ہے اور ہم میں سے کون اپنی بات کا دھنی ہے۔ بے شک تیرے مقابلہ پر حملہ کرنے والا شیر کاٹنے والی تلوار کے ساتھ آیا ہے جس کی باڑھ کند نہیں ہوتی اور اس کے مدد گار خدا اور رسول ہیں۔ طلحہ نے کہا اے لڑکے تو کون ہے آپؑ نے فرمایا میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ اس نے کہا اے قصم (یعنی بہادروں کو مارنے والے) میں نے جان لیا کہ تیرے سوا کوئی مجھ سے مقابلہ کی جرأت نہیں رکھتا۔ پھر اس نے حضرتؑ پر ایک وار کیا' جناب امیرؑ نے سپر پر روکا اور ایک تلوار ماری کہ اس کی دونوں رانیں کٹ گئیں اور وہ پیٹھ کے بل گر پڑا اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جب حضرتؑ اس کا سر کاٹنے کے لئے پاس پہنچے اس نے رحم کی التجا کی' آپؑ واپس چلے آئے۔ مسلمانوں نے پوچھا اس کا کام تمام کیوں نہ کر دیا۔ فرمایا جو ضربت میں نے اس کو لگائی ہے اس سے وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر علم ابو طلحہ کے بیٹے ابو سعید نے اٹھایا۔ حضرت علیؑ نے اس کو بھی قتل کر دیا اور علم زمین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے دوسرے بیٹے عثمان نے علم اٹھایا' امیر المومنینؑ نے اسے بھی واصل جہنم کیا اور علم زمین پر گر پڑا پھر ابو طلحہ کے تیسرے بیٹے منافع نے علم اٹھایا وہ بھی حضرتؑ کی تلوار سے مع علم زمین پر گرا۔ پھر ابو طلحہ کے چوتھے لڑکے حارث نے علم اٹھایا اور شاہ ولایتؑ کی ضربت

ے وہ بھی خاک مذلت پر گرا۔ پھر عزیز بن عثمان نے علم اٹھایا اور تیغ اسد اللہ سے وہ بھی جہنم میں پہنچا۔ پھر عبد اللہ بن جمیلہ نے علم کو بلند کیا وہ بھی جہنم واصل ہوا پھر علم کو عبد الدار کے غلام صواب نے اٹھایا حضرتؑ نے اس کو ایک ضربت لگائی کہ اسکا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا۔ اس ملعون نے بائیں ہاتھ میں علم لیا آپ نے وہ ہاتھ بھی کاٹ دیا لیکن اس نے علم کو اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالا اور کہا اے بنی عبد الدار کیا جو شرط نصرت تھی میں نہیں بجا لایا۔ حضرت علیؑ نے اس کے سر پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر علم کو علقمہ حارثیہ کی بیٹی عمرہ نے اٹھایا۔ ادھر عمر یہ تو علیؑ ہیں۔ انہوں نے کہا میرے پاس آؤ تو میں تم سے ان کی شجاعت و بہادری کا ایک شمہ بیان کروں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روز احد ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاد سے نہ بھاگیں گے اور ہم میں سے جو بھاگ جائے وہ گمراہ ہے اور جو مارا جائے گا شہید ہو گا اور پیغمبرؐ اس کے لئے بہشت کے ضامن ہوں گے۔ جب ہم لوگ میدان میں جنگ کے لئے کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ قریش کے سو بہادر اور شجاع ہماری طرف بڑھے جن کے ساتھ سو بہادر سپاہی تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ہم کو شکست دے دی ہم سب کے سب میدان سے بھاگے۔ اس وقت ہم نے علیؑ کو دیکھا کہ جس طرح شیر زیاں چیونٹیوں پر حملہ کرتا ہے وہ اس طرح مشرکین پر حملہ کر رہے تھے اور ان کی کثرت و شجاعت کی مطلق ان کو پروا نہ تھی۔ جب انہوں نے ہم کو بھاگتے ہوئے دیکھا کہا تمہارے چہرے قبیح ہو جائیں اور تمہارے منہ ٹکڑے ٹکڑے اور خاک آلود ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو جہنم کی طرف دوڑ رہے ہو جب انہوں نے دیکھا کہ ہم واپس نہیں آتے ہیں تو ہم پر حملہ کیا ایک لمبی تلوار ان کے ہاتھ میں تھی جس سے موت ٹپک رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تم نے آنحضرتؐ سے نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اس کو توڑ ڈالا لہٰذا تم بہ نسبت مشرکین کے قتل کئے جانے کے زیادہ مستحق ہو۔ جب ہم نے ان کی آنکھوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ روغن زیت کے دو پیالیوں کے مانند جن میں آگ روشن ہو چمک رہی تھیں اور خون سے بھرے ہوئے دو قدحوں کی طرح شدت غضب سے سرخ تھیں ہم کو یقین ہو گیا کہ وہ ایک ہی حملہ میں ہم کو ہلاک کر دیں گے۔ آخر بھاگنے والوں میں سے انکے پاس گیا اور کہا اے ابو الحسنؑ آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہم کو چھوڑ دیجئے کیونکہ

Presented by www.ziyaraat.net/

اہل عرب کا دستور یہ ہے کہ کبھی بھاگتے ہیں اور کبھی حملہ کرتے ہیں۔ اور جب حملہ کرتے ہیں بھاگنے کی ذلت کو مٹا دیتے ہیں ۔ توگویا علیؑ نے ہماری عاجزی پر رحم کیا اور ہم کو چھوڑدیا اور کافروں پر حملہ کیا۔ آج تک وہ خوف میرے دل سے دور نہیں ہوا۔ میں جب کبھی ان کو دیکھتا ہوں یونہی خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔

اسی سابقہ روایت میں ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ابودجانہ جن کا نام سماک بن خرشہ تھا اور امیرالمومنینؑ کے سوا کوئی نہ ٹھہرا۔ مشرکوں کا جوگروہ حضرت پر حملہ کرنا چاہتا امیرالمومنینؑ ان کے حملہ کو رد کرتے تھے۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کردیتے اور ان کو دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ عورتوں میں نسیبہ بنت کعب مازینہ حضرتؐ کی خدمت میں موجود تھیں۔ حضرتؐ ان کو اپنے ساتھ جنگ میں لایا کرتے تھے تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔ ان کا لڑکا بھی اس جنگ میں ہمراہ تھا۔ جب اس لڑکے نے چاہا کہ بھاگے نسیبہ نے خو اس کو ڈانٹا اور کہا اے فرزند خدا اور رسولؐ سے کہاں بھاگتا ہے اور اس کو واپس بلا لیا۔ مشرکین میں سے ایک شخص نے اس پر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ نسیبہ نے اپنے لڑکے کی تلوار اٹھا کر اس کے قاتل کی ران پر وار کیا اور اس کو مار ڈالا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر اس کی تعریف کی اور فرمایا اے نسیبہ خدا تجھ کو برکت عطا فرمائے۔ وہ حضرتؐ کے سامنے کھڑی اپنا سینہ سپر کئے ہوئے تھی اور کوئی زخم حضرتؐ کو نہ لگنے دیتی تھی یہاں تک کہ وہ بہت زخمی ہو گئی۔ اسی اثناء میں ابن قمیہ نے حضرتؐ پر حملہ کیا۔ وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ہمیں دکھا دو اگر وہ میرے ہاتھ سے نجات پا جائیں تو میری نجات نہ ہو۔ غرض اس نے حضرتؐ کے دوش اقدس پر وار کیا اور چلایا کہ لاتِ و عزیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ اسی حال میں حضرتؐ نے مہاجروں میں سے ایک نا مرد کو دیکھا کہ بھاگا جا رہاہے اور اپنی سپر اپنی پیٹھ اور سر سے لٹکائے ہوئے ہے۔ حضرتؐ نے اس کو آواز دی کہ اپنی سپر ادھر پھینکتا جا اور جہنم کو روانہ ہو اس نے سپر پھینک دی۔ حضرت نے فرمایا اے نسیبہ سپر لے لو۔ سپر لے کر مشرکین سے جنگ کرنے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا نسیبہ اور اس کی وفا آج تو ابوبکر و عمر و عثمان سے بہتر ہو گئی۔

غرض جب امیرالمومنینؑ کی تلوار ٹوٹ گئی آپؑ نے جناب رسالتمآبؐ سے عرض کی کہ بہادر اپنے ہتھیار سے جنگ کرتا ہے میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ حضرتؐ نے اپنی تلوار ذوالفقار ان کو عطا کی اور فرمایا کہ اس سے جنگ کرو۔ امیرالمومنینؑ نے وہ تلوار لے لی اور جو شخص بھی حضرتؐ کی طرف بڑھتا آپ اس کو ذوالفقار سے جہنم واصل فرماتے۔ پھر حضرتؐ کوہ احد کی طرف بڑھے اور اس پہاڑ کی جانب پشت کر لی تاکہ جنگ ایک ہی طرف سے ہو کیونکہ سوائے امیرالمومنینؑ کے صحابہ میں کوئی حضرتؐ کے پاس نہ تھا۔ آپ برابر حضرتؐ کے آگے لڑ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے سر و سینہ، ہاتھ پاؤں اور شکم پر نوے زخم لگے۔ اور ایسی جنگ کی کہ مشرکین باوجود اپنی کثرت کے بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے سنا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا تھا **لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی** یعنی سوائے ذوالفقار کے کوئی تلوار نہیں اور بجز علیؑ کے کوئی جوانمرد نہیں۔ اس وقت جبرائیل آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم برابری، اور نصرت وہ ہے جو علیؑ کر رہے ہیں حضرتؐ نے فرمایا وہ کیسے نہ کریں کیونکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ جبرائیل نے کہا میں بھی آپ دونوں سے ہوں۔ اس لشکر میں ہندہ بنت عتبہ مشرکین کے لشکر کے ساتھ کھڑی تھی اور قریش میں سے جو شخص بھاگتا تھا اس کو سلائی اور سرمہ دانی دے کر کہتی تھی کہ تو عورت ہے یہ عورتوں کے آرائش کی چیزیں لیتا جا، اور آئندہ کبھی مردانگی کا دعویٰ مت کرنا۔ اور شیرخدا حمزہؑ ابن عبدالمطلب نے بہت سے مشرکوں کو قتل کیا۔ آپ جس طرف حملہ کرتے تھے مشرکین بھاگتے تھے کوئی ان کے مقابلہ پر نہیں ٹھہرتا تھا۔ ہندہ ملعونہ نے ایک حبشی غلام وحشی نامی کو جو پہلے جبر بن مطعم کا غلام تھا لالچ دی تھی کہ اگر محمدؐ یا علیؑ یا حمزہ کو تو قتل کر دے گا تو میں تجھے اس قدر مال بخشوں گی کہ تو راضی ہو جائے گا۔ اس نے کہا محمدؐ کا قتل تو میرے بس میں نہیں۔ علیؑ ایسے مرد جرار ہیں جو کبھی غافل نہیں ہوتے ان پر بھی میرا قابو نہیں چل سکتا۔ وہ حمزہؑ کی تاک میں بیٹھا جب کہ وہ حضرت جنگ میں مشغول تھے ایک مقام سے گزرے جہاں پانی کے سبب سے گڑھا ہو گیا تھا اس میں گھوڑے کا پیر جا پڑا اور جناب حمزہؑ زمین پر گر پڑے۔ حبشی ملعون ایک نیزہ لئے ہوئے تھا اس سے حضرت پر وار کیا جو آپ کے زیر ناف سے پھاڑتا ہوا شانے سے نکل آیا۔ دوسری روایت کے مطابق جو

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت صادقؑ سے ہے وہ نیزہ آپ کے سینہ پر پڑا اور اس غلام ملعون نے نزدیک پہنچ کر حضرت کو شہید کر دیا اور آپ کے شکم مبارک کو چاک کر کے کلیجہ نکال لیا۔ اور ہندہ ملعونہ کے پاس لایا۔ اس نے اپنے دہن نجس میں چبانے کی غرض سے رکھا۔ لیکن خداوند عالم چونکہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ عضو شریف اس ملعونہ کا جزو بدن ہو اس لئے اس نے ہڈی کے مانند سخت کر دیا۔ وہ چبا نہ سکی اور زمین پر پھینک دیا۔ خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے اس کو پھر ان کے سینہ میں پہنچا دیا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے نہیں گوارا کیا کہ جناب حمزہؑ کے بدن کا ایک جزو جہنم میں داخل ہو۔ پھر ہندہ علیہا اللعنۃ حضرت حمزہؑ کی لاش پر آئی اور آپ کے دونوں ہاتھ وغیرہ کاٹ کر گردن بند کی طرح اپنے گلے میں شماتت کی غرض سے لٹکا لیا۔ کفار قریش پہاڑ پر چڑھ گئے ابوسفیان پہاڑ کے اوپر سے چلا رہا تھا **اعلی الهبل** اے ہبل بلند رہ۔ جناب رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہیں **اللہ اعلی واجل** خدا سب سے بلند اور جلیل تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہبل نے ہم کو حکم دیا تھا کہ تم سے جنگ کریں اور اسی کی برکت سے ہم نے فتح پائی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بلکہ خدا نے ہم کو حکم دیا تھا کہ تم سے جنگ کے لئے آئے ' وہ ہماری مدد کرے گا۔ ابوسفیان نے کہا یا علیؑ لات و عزیٰ کی قسم سچ کہئے محمدؐ قتل ہو گئے ہیں؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا خدا تجھ پر اور لات و عزیٰ پر لعنت کرے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہرگز قتل نہیں ہوئے ہیں وہ حضرتؐ تیری بات سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم زیادہ سچے ہو خداوند فرزند قمیہ پر لعنت کرے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا۔ عمرو بن ثابت ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ آنحضرتؐ جنگ کے لئے گئے ہیں اپنی تلوار و سپر اٹھائی اور شیر گرسنہ کے مانند احد کی طرف متوجہ ہوئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور جہاد کر کے شہید ہو گئے۔ انصار میں سے ایک شخص ان کی لاش کی طرف سے گزرا وہ کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ابھی کچھ جان باقی تھی مرد انصاری نے ان سے پوچھا اے عمرو کیا اپنے پہلے دین پر ہو۔ کہا خدا کی قسم نہیں بلکہ خدا کی واحدنیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ یہ کہا اور رحمت الٰہی واصل ہو گئے۔ ایک صحابی نے

آنحضرتؐ سے کہا یا رسول اللہ عمرو بن ثابت مسلمان ہوئے اور مارے گئے کیا وہ شہید ہوئے؟ حضرت نے فرمایا واللہ وہ شہید ہے۔ اور وہ ہے جس نے ایک رکعت بھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں جا پہنچا اور حنظلہ ابن ابوعامر واہب قبیلہ خزرج کا ایک شخص تھا جس کی شادی شب جنگ احد کو ہوئی وہ مدینہ میں رہ گیا تھا اور اپنی زوجہ سے مباشرت کی اس کی معذرت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** (سورۃ نور آیت ۶۲) بے شک مومنین وہ لوگ ہیں جو خدا و رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ رسولؐ کے ساتھ کسی امر ضروری پر متفق ہوتے ہیں تو جب تک حضرتؐ سے اجازت نہیں لے لیتے حضرتؐ کے پاس سے نہیں جاتے۔ اور اے رسولؐ جو لوگ تم سے اجازت لے لیتے ہیں وہ ہیں جو خدا اور رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لائے ہیں لہٰذا مومنین میں سے جو لوگ تم سے کسی اپنے مناسب کام کے لئے اجازت طلب کریں تو ان کو اجازت دے دیا کرو جس کو چاہو اور خدا سے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہا کرو۔ بے شک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ غرض پیغمبر خدا نے حنظلہ کو گھر پر ٹھہر جانے کی اجازت دے دی تھی صبح کو انہیں یاد آیا کہ آنحضرتؐ جنگ میں مشغول ہیں اور وہ خود عیش میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا اسی حالت جنابت میں تلوار اٹھائی اور احد کی جانب روانہ ہوئے جب وہ گھر سے جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انصار میں سے چار آدمیوں کو بلایا اور کہا گواہ رہنا کہ حنظلہ نے میرے ساتھ مقاربت کی ہے۔ حنظلہ نے بھی اقرار کیا ہے۔ لوگوں نے عورت سے پوچھا تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ آج رات جب میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور حنظلہ اس میں داخل ہو گئے پھر آسمان اس طرح پیوست ہو گیا میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ حنظلہ ضرور شہید ہوں گے۔ اس لئے آپ لوگوں کو گواہ بنایا ہے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لوگ یقین کریں کہ وہ حنظلہ کا ہے۔ غرض جب حنظلہ معرکہ جنگ میں پہنچے ابوسفیان کو دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہے اور میدان قتال میں گھوڑے کو دوڑا رہا ہے۔ انہوں نے تلوار

Presented by www.ziyaraat.net/

نکالی اور ابوسفیان کی طرف بڑھے اور اس کے گھوڑے کو پے کر دیا۔ ابوسفیان زمین پر گر پڑا اور چلایا کہ اے گروہ قریش میں ابوسفیان ہوں اور حنظلہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ پھر ابوسفیان بھاگا اور حنظلہ نے اس کا تعاقب کیا ایک مشرک نے نیزہ مارا حنظلہ اس کے نیزہ کے ساتھ اس کی طرف جھپٹے اور ایک ضربت لگائی کہ وہ ملعون جہنم واصل ہوا اور حنظلہ وہیں حمزہ، عمرو بن الجموع، عبداللہ بن الخرام اور انصار کی ایک جماعت کے درمیان زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان و زمین کے درمیان بارش کا پانی سونے کے برتنوں میں لئے ہوئے حنظلہ کو غسل دیا اسی سبب سے ان کو غسیل الملائک کہتے ہیں یعنی فرشتوں کا غسل دیا ہوا۔

اور روایت ہے کہ مغیرہ پسر عاص ایک تیرانداز تھا اور جب وہ کوئی پتھر پھینکتا تھا نشانہ سے خطا نہیں کرتا تھا وہ جس راستہ سے احد تک آیا تھا پتھر اٹھا لایا تھا اور کہتا تھا کہ انہی پتھروں سے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو قتل کروں گا۔ جب وہ میدان جنگ میں پہنچا دیکھا کہ آنحضرتؐ کھڑے ہوئے ہیں اور تلوار ہاتھ میں لئے ہیں۔ اس نے ایک پتھر مارا جو حضرتؐ کے ہاتھ پر لگا اور تلوار گر گئی یہ دیکھ کر وہ چلایا کہ لات و عزیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ جناب امیرؑ نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس نے دوسرا پتھر مارا جو حضرتؐ کی نورانی پیشانی پر لگا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوندا تو اس کو حیران و سرگرداں کر دے۔ جب مشرکین احد سے واپس گئے وہ ملعون وہیں میدان میں حیران و سرگشتہ کھڑا رہ گیا بھاگ نہ سکا۔ عمار یاسرؓ اس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا۔ اور خداوند عالم نے ابن قمیہ پر درختوں کو مسلط فرمایا ایک جو پایہ اس کو گھیر کر ان درختوں کے درمیان لے گیا۔ ان کی تاثیر تھی کہ جسم کا گوشت سمٹ جاتا۔ آخر تمام گوشت اس ملعون کا گر گیا اور وہ جہنم واصل ہوا۔

پھر بھاگے ہوئے صحابہ واپس آئے جن کے بارے میں خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۴، آیت ۱۴۲ سورۃ آل عمران) کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ

گے قبل اس کے کہ خدا تمہارا امتحان کرے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم میں کون جہاد کرتا ہے اور کون صبر کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہتا ہے اور بھاگتا نہیں" اس سے مراد فعل کا واقع ہونا ہے ورنہ خدا تو جانتا ہی تھا کہ کون جہاد کرے گا اور کون بھاگ جائے گا لیکن خدا نے اپنے علم کے سبب سے نہیں بلکہ لوگوں کے کردار سے ثواب عطا فرماتا ہے اور عذاب کرتا ہے۔ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (پ ۴، آیت ۱۴۳ سورۃ آل عمران) اور تم تو موت کی تمنا کرتے تھے قبل اس کے کہ موت کو (یعنی اس کے اسباب کو جو جنگ ہے) دیکھو بے شک تم نے دیکھا اس کو جس کی تمنا کرتے تھے اور تم پیغمبرؐ کو دیکھ رہے تھے اور صحابہؓ کو بھی جو شہید ہو رہے تھے اور ان کو بھی جو بھاگ رہے تھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مومنین سے ان ثوابات کا تذکرہ فرمایا جو خدا نے شہیدان بدر کو عطا فرمایا اور بہشت میں ان کے درجوں کا ذکر کیا تو صحابہ نے شہادت کی خود بھی تمنا کی اور کہا خداوندا ہم کو پھر جنگ کا موقع ملے تو ہم شہید ہوں تو خدا نے جنگ احد کا موقع دیا۔ جس میں وہ لوگ بھاگے سوائے چند افراد کے جو خدا کی توفیق کے سبب ثابت قدم رہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (پ ۴ آیت ۱۴۴ سورۃ مزکور) محمدؐ تو بس ہمارے ایک رسولؐ ہیں جس طرح اور مرسلین ان سے پہلے آ چکے ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پچھلے دین پر پلٹ جاؤ گے یا جنگ سے بھاگ جاؤ گے اور جو شخص دین سے پلٹ جائے یا جہاد سے بھاگ جائے تو وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب خدا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا" روایت ہے کہ جو لوگ بھاگے تھے وہ دوسروں سے یہ عذر کر رہے تھے کہ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) قتل ہو گئے اب بھاگو۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ندا کی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اس سبب سے لوگ بھاگے۔ جب واپس آئے تو آنحضرتؐ سے معذرت کرنے لگے کہ ہمارے بھاگنے کا یہ سبب تھا تو خدا نے یہ آیت نازل کی وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ (پ ۴ آیت ۱۴۵

Presented by www.ziyaraat.net/

سورۃ مذکور) کوئی بغیر حکم خدا کے نہیں مرتا اور خدا کا حکم لکھا ہوا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور جو شخص دنیا میں اجر چاہتا ہے ہم اس کو اسی میں دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا ثواب چاہتا ہے ہم اس کو آخرت میں عطا کرتے ہیں اور ہم جلد شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے **وَكَأَيِّنْ مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ** (پارہ ۴ آیت ۱۴۶ سورۃ مذکور) اور بہت سے پیغمبرؑ جنہوں نے جنگ کی ان کے ساتھ بہت سے علماء اور پرہیز گاروں کا لشکر تھا لیکن انہوں نے ان تکلیفوں سے جو ان پر پڑیں سستی ظاہر نہ کی۔ اور جنگ میں زیادہ کوشش کے سبب کمزور نہ ہوئے اور نہ دشمنوں سے عاجزی کی اور خدا صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ **وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ** (پا ۴ آیت ۱۴۷ سورۃ آل عمران) اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور حد سے گزر جانے کو معاف کر اور ہمارے قدموں کو جنگ میں ثابت رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح عنایت فرما **فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** (پ ۴ آیت ۱۴۸ سورۃ مذکور) تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی اچھا بدلا دیا اور آخرت میں بھی ثواب عطا فرمایا اور خدا تو نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ** (پ ۴ آیت ۱۴۹ سورۃ آل عمران) اے ایمان والو اگر ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جو کافر ہو گئے ہیں تو وہ تم کو ایمان سے پھیر کر کفر کی جانب لے جائیں گے تو نقصان اٹھاتے ہوئے پلٹو گے" علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس آیت میں کافروں سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے احد کی جانب چلا اور راستہ سے واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے سے ڈرایا۔ **بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ** پارہ ۴ آیت ۱۵۰ سورۃ مذکور) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر نصرت کرنے والا ہے۔ **سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ** (پ ۴ آیت ۱۵۱ سورۃ مذکور) عنقریب ہم کافروں کے اور ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اس کو شریک کیا ہے جن کے

بارے میں خدا نے کوئی دلیل اور حجت نہیں نازل کی ہے مسلمانو تمہارا رعب ڈال دیں گے۔ ان کی بازگشت جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے" علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس سے مراد کافران قریش ہیں جو حضرت سے جنگ کے واسطے آئے تھے۔ **وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ** (پ ۴ آیت ۱۵۲ سورہ آل عمران) علی بن ابراہیم کی روایت، کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک خدا نے تم کو مشرکوں پر فتح دینے کا اپنا وعدہ پورا کر دیا جس وقت کہ تم خدا کے حکم اور نصرت سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم پر خوف طاری ہوا اور تم بد دل ہو کر جنگ کے بارے میں آپس میں نزاع کرنے لگے اور پیغمبرؐ کے حکم سے تم نے انحراف کیا کہ کمین گاہ سے ہٹ گئے آخر خدا نے تم کو نصرت و فتح اور غنیمت عطا کی جیسا کہ تم چاہتے تھے **مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ** (پ ۴ آیت ۱۵۲ سورۃ مذکور) تم میں سے بعضوں نے دنیا کا رخ کیا یعنی اصحاب عبداللہ بن جبیر جو درہ کو چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور بعضوں نے آخرت کو اختیار کیا۔ یعنی عبداللہ بن جبیر اور انکے چند ساتھی جو ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے تو تم دشمنوں کو شکست نہ دے سکے اور خدا نے تمہاری مدد نہ کی تاکہ تم کو آزمائے۔ آخر اس نے تم کو معاف کر دیا اور خدا مومنین پر فضل و احسان کرنے والا ہے **إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ** (پ ۴ آیت ۱۵۳ سورۃ آل عمران) جس وقت کہ تم بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور رکتے نہیں تھے نہ کسی کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے حالانکہ تم کو پیغمبر پکار کر بلا رہے تھے تو تم پر غم کے بعد غم نے بدلا دیا تاکہ تم اندوہ گیں نہ ہو اس پر کہ جو فتح و غنیمت تم سے زائل ہوئی اور قتل و زخم اور شکست جو تم کو حاصل ہوئی اور خدا تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے" حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غم اول بھاگنا اور مارا جانا ہے اور دوسرا غم خالد بن ولید کا مسلط ہونا اور جو کچھ ان سے زائل ہوا وہ مال غنیمت تھا اور جو ان کو حاصل ہوا وہ ان کے بھائیوں کا مارا جانا تھا۔ **ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ**

Presented by www.ziyaraat.net/

اَنْفُسُهُمْ (پ ۴، ایت ۱۵۴ سورۃ مزکور) پھر خدا نے غم و اندوہ کے بعد تم کو امان و آرام عطا کیا جو تمہارے خواب کا سبب ہوا جو تم میں سے ایک گروہ پر غالب آئے ہیں۔ پھر جرائیل آئے اور آنحضرتؐ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور بولے یا رسولؐ اللہ مواسات و جانثاری یہ ہے جو علیؑ آپ کے لئے کر رہے ہیں حضرتؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں تو جبرئیل نے کہا میں آپ دونوں سے ہوں۔ غرض امیر المومنینؑ کی تلوار نے مشرکین کو میدان میں ٹھہرنے نہ دیا۔ آخر وہ بھاگ گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی تلوار لئے ہوئے ان کے پیچھے جاؤ اور دیکھو۔ اگر وہ لوگ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی ہیں تو سمجھ لو کہ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہیں اور اونٹوں کو کھینچتے لے جا رہے ہیں تو سمجھنا کہ وہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت علیؑ گئے اور دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو خالی کھینچ رہے ہیں۔ ابوسفیان نے امیر المومنینؑ کو دیکھ لیا اور کہا اے علیؑ ہم سے کیا چاہتے ہو ہم اب مکہ جا رہے ہیں تم بھی واپس جاؤ۔ اس وقت جبرئیلؑ نے ان کافروں کا تعاقب کیا۔ وہ جس قدر ان کے گھوڑے کی آوازیں سنتے تھے زیادہ تیزی سے بھاگتے تھے۔ جبرئیلؑ ان کے پیچھے گروہ ملائکہ کے ساتھ برابر چلے جا رہے تھے۔ ابوسفیان کہتا تھا اب محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا لشکر ہمارے قریب آپہنچا اس طرح وہ مکہ میں داخل ہوگیا اور لوگوں سے کہا محمدؐ کا لشکر یہاں تک ہمارا تعاقب کررہا تھا جب چوکیدار اور مزدور مکہ پہنچے تو انہوں نے بیان کیا کہ جب تم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم نے محمدؐ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ تمہاری جگہ آکر ٹھہرے ان کے آگے آگے ایک شخص سرخ گھوڑے پر سوار تھا۔ اہل مکہ نے ابوسفیان پر بھاگنے کی وجہ سے لعنت ملامت کی۔ پھر آنحضرتؐ بھی احد سے روانہ ہوئے۔ امیر المومنینؑ علم لیے ہوئے آپ کے آگے تھے اور عقبہ سے چڑھ کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے علم کو دیکھا اور جناب امیرؑ نے آواز دی کہ اے لوگو! رسولؐ خدا تشریف لا رہے ہیں وہ نہ قتل ہوئے ہیں نہ مرے ہیں۔ ابوبکر و عمر نے کہا علیؑ علم لے کر آگئے۔ زنان انصار گھروں کے دروازوں پر آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑی ہوگئیں۔ حضرتؐ کے مارے جانے کی خبر سے انہوں نے اپنے بالوں کچھ پریشان کردیا تھا، اپنے چہروں کو نوچ نوچ کر زخمی کرلیا تھا گریباں چاک کرکے اپنے سینوں کو مجروح کرلیا تھا۔ انصار نے جب یہ خوشخبری سنی اور خورشید جمال نبویؐ عقبہ سے طالع ہوا تو انکی جان میں جان آئی اور عقبہ

کی طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کو سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارکباد دی۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور مدینہ کی عورتوں کا حال پریشان دیکھا تو آپؐ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اپنے گھروں میں جاؤ اور اپنے بدنوں کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ خدا نے مجھ سے میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی **وما محمد الا رسول** جیسا کہ گزر چکی۔

کلینی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے راویت کہ ہے کہ جب مسلمان جنگ احد سے بھاگے آنحضرت کو شدید غصہ آیا۔ اور جب حضرتؐ کو غصہ آتا تھا تو آپؐ کی جبیں اقدس سے پسینہ مروارید کے مانند ٹپکنے لگتا تھا۔ غرض حضرتؐ نے اس وقت دیکھا تو علیؑ کو اپنے پہلوں میں پایا اور غصہ میں فرمایا کہ کیوں تم بھی انہی لوگوں کے ساتھ نہ بھاگ گئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یارسولؐ اللہ میں آپؐ سے جدا نہیں ہوسکتا ہر امر میں آپ کی پیروی کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا ان لوگوں کو مجھ سے دور کرو۔ امیر المومنینؑ نے تلوار کھینچی اور شیر کے مانند کافروں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ان کو قتل کرنے لگے اس وقت حضرتؐ نے جبرئیلؑ کو دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ندا دے رہے تھے۔ **لاسیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الاّ علی۔**

شیخ مفید نے بطریق عامہ روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے لئے چار فضیلتیں ایسی ہیں جن میں کوئی ان کا شریک نہیں ہوسکا۔ پہلی یہ کہ عرب و عجم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، دوسری یہ کہ آپ ہی ہر جنگ میں حضرتؐ کے علمدار رہے، تیسری یہ کہ جنگ میں سب بھاگے اور آپ ہی ثابت قدم رہے، چوتھی یہ کہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کی اور قبر میں لٹایا۔ پھر بطریق عامہ روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب ہم جنگ احد میں دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اور آنحضرتؐ نے پچاس انصار کو احد کے ایک درہ پر تعینات فرمایا اور ایک انصاری کو ان کا سردار بنایا اور اس قدر تاکید فرمائی کہ ہم سب کے سب اگر مار ڈالے جائیں تب بھی تم اس جگہ سے مت حرکت کرنا کیونکہ اگر ہم کو کچھ نقصان پہنچے گا اسی جگہ سے پہنچے گا۔ مشرکین کا علم طلحہ بن طلحہ کے ہاتھ میں تھا جو شجاعت میں مشہور تھا اس کو میدان کارزار کا لشکر کہتے تھے اور حضرتؐ نے مہاجرین کا علم امیر المومنینؑ کو دیا اور خود انصار کے علم کے

Presented by www.ziyaraat.net/

نیچے گرتے ہوئے۔ ابوسفیان نے اپنے علمداروں سے کہا کہ تساہلی اور سستی جو لشکر کو لاحق ہوتی ہے وہ ان کے علمدار کے سبب سے ہوتی ہے تم ہی جنگ بدر میں شکست کا سبب ہوئے اگر تم سے علم کی حفاظت نہیں ہوسکتی تو مجھ کو دے دو۔ یہ سنکر طلحہ غضبناک ہوا اور کہا تو ہی ایسی بات کہتا ہے واللہ آج میں ان لوگوں کو موت کے غاروں میں پھینک دوں گا اور دوڑتا ہوا لشکر اسلام کے سامنے آیا اور للکارا کہ میں طلحہ ہوں۔ جناب امیرالمومنینؑ اس کے مقابلہ پر گئے اور دو ہاتھ رد ہونے کے بعد حضرتؑ نے اس کے سر پر سامنے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی آنکھیں اس کے رخساروں پر لٹک آئیں وہ اس نے جس طرح سخت اور مہیب آواز میں نعرہ کیا کہ لوگوں نے کبھی نہ سنا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے علم گر پڑا جس کو دوسرے نے اٹھالیا یہاں تک کہ ان کے غلام صواب نے علم لیا۔ جو قوت و شجاعت میں مشہور تھا۔ امیرالمومنینؑ نے اس کے داہنے ہاتھ پر وار کیا وہ جدا ہوگیا۔ اس نے بائیں ہاتھ میں علم لیا حضرتؑ نے اس کو قطع کردیا اس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں اور علم کو سینہ سے سنبھالا پھر حضرتؑ نے ایک ضربت اس کے سر پر لگائی اور وہ زمین پر گر پڑا ۔ پھر تو مشرکین بھاگے اور مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے اور جنگ کو فراموش کردیا ۔ یہ دیکھ کر اکثر ان میں سے بھی جو درہ پر مقرر تھے اپنی جگہ کو چھوڑ کر اور اپنے سردار عبداللہ بن عمرو بن حزام کے روکنے اور باز رکھنے کے باوجود لوٹ میں مشغول ہوگئے۔
ادھر خالد ابن ولید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور درہ سے چڑھ آیا۔ عبداللہ مذکور کو قتل کرکے لشکر اسلام کے پیچھے سے آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوا۔ چونکہ حضرتؐ کے پاس چند لوگ تھے ان کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا کہ جس کو تم چاہتے ہو وہ یہ ہے۔ کوشش کرکے اس کو ہلاک کردو۔ یہ سنتے ہی ان سب نے آنحضرتؐ پر اکبار تلوار و تیر و نیزہ اور پتھر سے حملہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے ان کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ ستر افراد مارے گئے اور باقی اصحاب سوائے امیرالمومنینؑ کے بھاگ گئے اور ابودجانہ اور سہل بن حنیفؓ بھی نہ تھے وہ حضرتؐ سے مشرکین کو دفع کررہے تھے۔ حضرتؐ زخمی ہوگئے اور آپ پر غشی طاری ہوئی۔ جب افاقہ ہوا تو امیرالمومنینؑ کو دیکھا اور پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں عرض کی وہ سب عہد و پیمان توڑ کر بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو مجھ سے دفع کرو۔ امیرالمومنینؑ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ہٹادیا۔ فوج جس طرف سے بھی آتی

تھی حضرت علیؑ ان کو پسپا کردیتے تھے۔ پھر ابودجانہؓ اور سہل بن حنیف حضرتؐ کے پیچھے تلواریں لیئے ہوئے آکر کھڑے ہوگئے اور کسی کو حضرتؐ کے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ پھر بھاگنے والوں میں چودہ اصحاب واپس آئے باقی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مدینہ میں کسی نے جاکر شور مچادیا کہ رسولؐ اللہ شہید ہوگئے یہ سنتے ہی لوگوں کی جان لبوں پر آگئی اور بھاگنے والے ادھر حیران و پریشان تھے اور وحشی ملعون ہندہ کے کہنے سے حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک درخت کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اسکو دیکھا تو اس پر تلوار لگائی وہ خالی گئی۔ وحشی نے وار کیا جو حضرت حمزہؓ کی ران پر لگا اور حضرت گھوڑے سے گر پڑے۔ طبری کی روایت کے مطابق حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حمزہؓ مشرکین کو قتل کرتے اور پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہوجاتے تھے وحشی نے غفلت میں ان حضرتؑ کے سینہ پر نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گر پڑے اور کفار حضرت پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو شہید کردیا۔ وحشی نے ان حضرت کا جگر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا۔ اس نے چبانے کے لئے منہ میں رکھا' خداوند عالم نے جگر کو سخت مثل ہڈی کے کردیا کہ وہ نہ چبا سکی اور تھوک دیا۔ جلیس بن علقمہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان گھوڑے پر سوار حضرت حمزہؓ کے سرہانے کھڑا تھا اور اپنے نیزہ سے حضرت کے دہن اقدس پر مار رہا تھا اور کہتا جاتا تھا اے سرکش اب مزہ چکھ۔ میں نے کہا اے گروہ کنانہ اس شخص کو دیکھو کہ یہ بزرگ قریش ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اپنے مردہ پسر کو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ سنکر وہ ملعون نادم ہوا اور بولا تو نے سچ کہا یہ میری غلطی تھی لوگوں پر ظاہر نہ کرنا۔ مختصر یہ کہ شیخ مفید کی سابقہ روایت میں ہے کہ پھر ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی اور آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ کا جگر نکالا اور کان وناک اور آپ کے دوسرے اعضا کاٹے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ علیؑ بن ابیطالب اور ابودجانہ اور سہلؓ بن مسعود کے سوا تمام صحابہ بھاگ گئے تھے اور مسعودؓ نے کہا نہیں پہلے تو ابودجانہؓ اور سہلؓ بھی بھاگ گئے تھے بعد میں واپس آئے تھے راوی نے پوچھا ابوبکر وعمر کہاں تھے ابن مسعودؓ نے کہا وہ بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے۔ اس نے کہا علیؑ کا ثابت قدم رہنا ایسے موقع پر حیرت کی بات ہے۔ ابومسعودؓ نے کہا فرشتے بھی حضرتؑ کی مردانگی اور شجاعت پر تعجب کرتے تھے شائد تم کو معلوم ہو کہ جبرئیلؑ اس روز ندا دے رہے تھے کہ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار وَلَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لوگ اس آواز کو سنتے تھے اور

Presented by www.ziyaraat.net/

کسی کو دیکھتے نہ تھے ۔ جب آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ جبرئیلؑ تھے ۔ دوسری حدیث میں عامہ کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ ہم گروہ ملائکہ کو آپ کی حمایت میں علیؑ کی جان فشانی پر تعجب تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ کیونکر نہ کرتے حالانکہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جبرئیلؑ نے کہا میں بھی آپ دونوں سے ہوں ۔ پھر دوسری حدیث میں مخالفوں کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے ہے کہ جب لشکر اسلام روز احد بھاگا اور صحابہ نے آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرتؐ بہت پریشان ہوئے اور میں حضرتؐ کے آگے تھا اور مشرکین سے جنگ کر رہا تھا۔ واپس آیا تو حضرتؐ کو نہ دیکھا اور تلاش کے باوجود نہ پایا تو دل میں کہا کہ مجھے یہ تو یقین ہے (حضرتؐ بھاگ نہیں سکتے اور کشتوں کے درمیان) بھی نہیں ہیں شاید خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا ۔ بس میں نے اپنی نیام شمشیر توڑ کر پھینک دی اور ٹھان لی کہ جنگ کروں گا یہاں تک کہ میں بھی مارا جاؤں ۔ یہ سوچ کر میں نے کافروں پر حملہ کیا اور ان کو سامنے سے بھگا دیا تو دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بے ہوش پڑے ہیں ۔ میں حضرتؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا حضرتؐ نے آنکھیں کھولیں تو فرمایا یا علیؑ میرے ساتھیوں نے یہ کیا کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کافر ہو گئے کہ آپؐ کو تنہا چھوڑ گئے ۔ اسی اثناء میں ایک گروہ نے حضرتؐ کی طرف رخ کیا۔ فرمایا کہ اے علیؑ اس جماعت کو مجھ سے دفع کرو ۔ میں تلوار کھینچ کر ان کی طرف بڑھا اور داہنے بائیں حملے کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو بھگا دیا ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی مدح نہیں سن رہے ہو کہ آسمان پر ایک فرشتہ جس کو رضوان کہتے ہیں ندا دے رہا ہے **لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی** یہ سنکر خوشی کے سبب سے میرے آنسو نکل آئے اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

پھر شیخ مفید نے حضرت صادقؑ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ روز احد قریش کے نو علمدار تھے اور علی علیہ السلام نے ان سب کو واصل جہنم کیا۔ اسی سبب سے کفار بھاگے اور آپ نے بنو مخزوم کو بہت ذلیل کیا اور شکست دے کر بھگا دیا اور حکم بن اخنس کو جو مشہور بہادروں میں سے تھا ایسی تلوار ماری کہ اس کے پیر قطع ہو گئے اور اسی ضربت کے سبب دوزخ میں گیا۔ جب مسلمان بھاگ گئے امیہ بن ابی خزیفہ زرہ پہنے ہوئے میدان میں چلانے لگا کہ آج روز بدر کا بدلہ لیا ہے ۔ ایک مسلمان اس پر حملہ آور ہوا جو خود

مسلمانوں کے ہاتھ سے گھبراہٹ میں مارا گیا۔ امیر المومنینؑ نے اس پر وار کیا آپ کی تلوار اس کے خود میں پھنس گئی ۔ امیہ نے بھی تلوار اس کے خود سے کھینچ لی اور اس نے سپر سے اپنی تلوار جدا کی ۔ پھر حضرتؑ نے ایک وار اس کی بغل کے نیچے کیا جس سے وہ واصل جہنم ہوا ۔ پھر جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم اس مقام سے حرکت نہ کروں گا یہاں تک کہ مارا جاؤں یا خداوند عالم فتح و نصرت عطا فرمائے جس کا اس نے آپؐ سے وعدہ فرمایا ہے ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو خوشخبری ہو کہ خداوند اپنا وعدہ پورا کرے گا اور پھر کبھی کافروں کو میرے ساتھ ایسا موقع نصیب نہ ہوگا ۔ اسی اثناء میں کچھ مشرکین حملہ آور ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ان پر حملہ کرو جناب امیرؑ نے حملہ کیا اور ہشام بن امیہ مخزومی کو قتل کر دیا اور وہ گروہ بھاگ گیا۔ پھر دوسرے لشکر نے حملہ کیا۔ اس حملہ میں آپؑ نے عمرو بن عبداللہ حجمی کو قتل کیا وہ سب بھی بھاگے پھر۔ واپس نہیں آئے ۔ آخر کار بھاگے ہوئے مسلمان واپس آئے ۔ اور جب مسلمان مدینہ میں پہنچے جناب فاطمہؑ گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرتؐ کے استقبال کو آئیں ۔ اپنے ہمراہ ایک برتن میں پانی لیئے ہوئے تھیں جس سے حضرتؐ نے اپنا روئے مبارک دھویا۔ پھر امیر المومنینؑ آئے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ جناب فاطمہؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو لو کہ اس تلوار نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا اور اپنی شجاعت کے اظہار میں ایک رجز پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے پارہ جگر فاطمہؑ تلوار لے لو کیونکہ تمہارے شوہر نے جو حق تھا آج اس کو ادا کیا۔ حق تعالیٰ نے آج ان کی تلوار سے قریش کے خاندان کو قتل کرایا ہے ۔ عامہ کے اکثر موءرخین نے اقرار کیا ہے کہ مشرکین کے سر برآوردہ اور سب سے زیادہ شجاعوں کو روز احد امیر المومنینؑ نے جہنم واصل فرمایا ۔ چنانچہ محمد بن اسحاق جو عامہ کے معتبر ترین موءرخوں میں سے ہیں ۔ روایت کرتے ہیں کہ طلحہ علمدار قریش کو اور اس کے فرزند ابو سعید اس کے بھائی خالد بن طلحہ ' عبداللہ بن حمید ' حکم بن اخنس ' ولید بن ابی خزیفہ ' امیہ بن عزیفہ ' ارطاۃ بن شرجیل ' ہشام بن امیہ ' عمرو بن عبداللہ حجمی ' بشر ابن مالک بنی عبدالدار کے غلام صواب کو امیر المومنینؑ نے قتل کیا اور فتح کا سہرا آپؑ ہی کے سر رہا۔ خداوند عالم نے تمام صحابہ پر ان کے بھاگنے کے سبب سے عتاب فرمایا اور حضرت امیرؑ کی اہل آسمان نے مدح کی

Presented by www.ziyaraat.net/

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لڑائی ختم ہوگئی اور مشرکین واپس چلے گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد بن ربیع کی بھی کسی کو خبر ہے ایک شخص نے کہا میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں ۔ حضرتؐ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس مقام پر دیکھو کیونکہ میں نے ان کو وہیں دیکھا تھا اور بارہ نیزے ان کے جسم میں پیوست تھے ۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں اس جگہ پہنچا ان کو کشتوں کے درمیان پڑا ہوا پایا میں نے ان کو آواز دی اے سعد! کوئی جواب نہ ملا ۔ پھر میں نے کہا اے سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا حال دریافت کررہے ہیں جب ۔ سعد نے حضرتؐ کا نام سنا سر اٹھایا اور کانپتے ہوئے پوچھا کہ رسولؐ خدا زندہ ہیں ؟ میں نے کہا ہاں ۔ واللہ وہ زندہ ہیں اور مجھے اس مقام پر تمہاری تلاش کے لئے بھیجا ہے اور فرمایا کہ بارہ نیزوں کے درمیان میں نے ان کو دیکھا تھا ۔ سعد نے کہا حضورؐ نے سچ فرمایا ۔ بارہ نیزوں کی انیاں میرے بدن میں چبھی ہوئی ہیں ۔ میری قوم کے لوگوں کو یعنی انصار کو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک شخص بھی زندہ ہو اور اس کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے پیر میں کانٹا بھی چبھ گیا تو تم سب خدا کے معذور نہ ہوگے یہ کہا اور ایک سانس لی اور خون ان کے جسم سے اس طرح جاری ہوا جیسے اونٹ کے جسم سے ذبح کے وقت جاری ہوتا ہے کیونکہ سانس رہنے کے ساتھ خون بھی جسم میں رکا ہوا تھا ' اور برحمت الٰہی واصل ہوگئے ۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے واپس آکر آنحضرتؐ سے ان کی گفتگو بیان کی حضرتؐ نے فرمایا یا خدا سعد پر رحمت کرے کہ زندگی میں بھی انہوں نے میری مدد کی ہے اور مرتے وقت بھی میری حمایت کی وصیت کرگئے ۔ پھر فرمایا کہ کوئی ہے ۔ جو میرے چچا حمزہؓ کی خبر لائے ۔ حارث بن صمہ اٹھے اور کہا میں جانتا ہوں جہاں وہ پڑے ہوئے ہیں پھر ان کے پاس گئے اور ان کی حالت دیکھی اور حضرتؐ سے کہنا گوارا نہیں کیا تو حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو بھیجا آپ نے بھی ان کی وحشت اثر کیفیت حضرتؐ سے بیان کرنا پسند نہ کیا آخر آنحضرتؐ خود جناب حمزہؓ کی لاش کے پاس آئے اور ان کو دیکھ کر روئے اور فرمایا خدا کی قسم کبھی ایسے مقام پر مجھے کھڑے ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جہاں اس سے زیادہ مجھے غم غصہ لاحق ہوا ہو اگر خدا نے مجھے قریش پر اختیار اور قابو دیا تو ان کے ستر اشخاص کو اس طرح حمزہؓ کے عوض قتل کرکے ان کے اعضاء جدا کروں گا ۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے ۔ **وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ وَلَئِنْ**

صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ (پارہ ۱۴ سورت نحل آیت ۱۲۶ اگر زخم پہنچاؤ تو اتنا ہی جتنا تم کو زخم پہنچا ہے ۔ اور اگر صبر کرو تو وہ بیشک صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر ہی کروں گا اور انتقام نہ لوں گا ۔ پھر حضرتؐ نے بردیمنی کی چادر سے جو حضرتؐ کے دوش مبارک پر تھی جناب حمزہؓ کے جسم پر ڈال دیا جو ان کے تمام جسم کو نہ ڈھانپ سکی اگر سر تک کھینچ کر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اگر پاؤں تک کھینچ کرلے جاتے اور سر ننگا ہوجاتا ۔ آخر حضرتؐ نے سر تک تمام جسم کو چھپا دیا اور پیروں کو گھاس سے پوشیدہ کیا ۔ اور فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ زنان عبدالمطلب روئیں پیٹیں گی ' تو بے شک میں ان کی لاش کو برہنہ ہی چھوڑ دیتا تاکہ جنگل کے جانور اور طیوران کے گوشت کو کھاتے اور قیامت کے دن وہ اس کے پیٹ سے محشور ہوتے کیونکہ اگرچہ یہ حادثہ بہت سخت ہے تاہم اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے ۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئیں ۔ حضرتؐ نے ان پر نماز پڑھی اور ان کو دفن کیا اور حمزہؓ پر نماز میں ستر تکبیریں کہیں ۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ کو اس حال سے دیکھا فرمایا **اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان على ما ارى** پھر فرمایا اگر مشرکین پر قابو پاؤں گا تو ان کے اعضا بھی قطع کروں گا اور ضرور قطع کروں گا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ **وَاِنْ عَاقَبْتُمْ** تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں میں صبر کرتا ہوں ۔

کلینی اور شیخ طوسی نے بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ کو انہی کے خون آلودہ کپڑوں میں دفن کیا اور اپنی چادر کا اضافہ فرمادیا تھا ۔ وہ چھوٹی تھی تو پیروں کو گھاس سے چھپادیا تھا ۔ اور نماز میں ان پر ستر تکبیریں کہیں اور ستر دعائیں پڑھیں ۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حمزہؓ کو آنحضرتؐ نے کفن دیا کیونکہ دشمنوں نے ان کو برہنہ کر دیا تھا ۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ شیطان نے مدینہ میں شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے یہ سن کر مہاجرین و انصار کی عورتیں سر پیٹتی اور گریہ و زاری کرتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں ۔ اور جناب زہراؑ ننگے پاؤں احد کی جانب چلیں ۔ جب حضرتؐ کے

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

پاس پہنچیں تو آنحضرتؐ بھی ان کو روتے ہوئے دیکھ کر گریاں ہوئے۔

ابوسفیان نے کہا آیندہ سال ہم پھر تم سے چاہ بدر پر جنگ کریں گے آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ کہہ دو کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے۔ عورتیں حضرتؐ کے استقبال کے لئے نکل پڑیں۔ نوحہ کرتی تھیں اور روتی تھیں اور اپنے کشتوں کے حالات پوچھتی تھیں۔ پھر زینب بنت جحش آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے آئیں اور کشتوں کے حالات دریافت کیئے آپؐ نے فرمایا خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرو۔ پوچھا کس کی جدائی میں؟ فرمایا اپنے بھائی کی شہادت پر زینبؑ نے کہا **انا للہ وانا الیہ راجعون** ان کی شہادت مبارک ہو پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی رضا مندی کے لئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا حمزہؓ بن عبدالمطلب پر کہا اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ان کی بھی شہادت گوارا ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا اپنے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت پر زینب نے کہا **واحزناہ** (ہائے یہ مصیبت) تب حضرتؐ نے فرمایا عورت کے لئے شوہر کا وہ مرتبہ ہے جو کسی کے لیے کسی کا نہیں ہے۔ تو زینب نے کہا بچوں کے یتیم ہونے کا خیال آگیا۔ علی بن ابراہیم کی روایت تمام ہوئی۔

شیخ طبریؒ نے روایت کی ہے کہ بنی نجار کی ایک عورت کے شوہر، بھائی اور فرزند جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ وہ جب احد میں پہنچی تو اس نے ان میں سے کسی کا حال نہیں پوچھا اور سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ آیا رسولؐ خدا زندہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں حضرتؐ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور بیچ سے ہٹ گئے وہ مومنہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچی اور آپؐ کو دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے یہ کہا اور واپس چلی آئی۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے بنو اشہل اور بنو ظفر کے گھروں سے رونے کی آوازیں سنیں۔ آپؐ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آنسو رخسار مبارک پر بہنے لگے اور فرمایا افسوس آج کوئی نہیں ہے کہ حمزہؓ پر روئے سعد بن معاذ اور اسید بن خضیر نے یہ سنا تو کہا کہ انصار کی کوئی عورت اپنے کشتوں پر گریہ نہ کرے جب تک حضرت فاطمہؑ کے ساتھ جناب حمزہؓ کا ماتم نہ کرلے۔ غرض ان کی عورتیں جناب فاطمہؑ کے پاس آکر جناب حمزہؓ کا پرسا دینے لگیں اور جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ یہ رسم آج تک مدینہ میں قائم ہے کہ جب کسی

کا عزیز مرجاتا ہے تو عورتیں پہلے جناب حمزہؓ پر روتی ہیں۔

واضح ہو کہ موءرخین و مفسرین میں مشہور ہے کہ جنگ احد ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں واقع ہوئی اور شیخ طبریؒ اور ابن شہر آشوب اور شیعوں کے اکثر مورخین کی روایت کے مطابق ۱۲ شوال روز چہار شنبہ کو قریش احد پر پہنچے اور حضرتؐ نے ۱۴ شوال روز جمعہ وہاں نزول فرمایا اور ۱۵ شوال روز شنبہ کو جنگ ہوئی۔ اور شہرت کے مطابق قریش کا لشکر تین ہزار تھا، بعضوں نے اور زیادہ بیان کیا ہے بعض نے دو ہزار کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں دو ہزار گھوڑے سوار تھے اور سات سو زرہ پوش ان کے ساتھ تین ہزار اونٹ تھے، اور آنحضرتؐ کے اصحاب ایک روایت کے مطابق ہزار اشخاص تھے اور ایک روایت کے مطابق سات سو۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صرف چھ سو افراد تھے اور علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی تین سو منافقین کے ساتھ حضرت سے جدا ہو کر مدینہ واپس چلا گیا تھا۔

ان زخموں کا بیان جو آنحضرتؐ کے جسد اقدس کو پہنچے۔ اس میں علماء شیعہ و سنی کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک زخم آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک پر لگا تھا اور آپ کا لب اقدس زخمی ہوگیا تھا اور آگے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔ اور بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے دانت نہیں ٹوٹے تھے اور یہ شیعوں کی روایت سے زیادہ قریب ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روز احد عتبہ بن ابی وقاص نے آپؐ کے چار دانت سامنے کے توڑ دیئے تھے اور حضرتؐ کے چہرہ اقدس کو زخمی کردیا تھا کہ خون جاری ہوگیا تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا وہ گروہ کیونکر نجات پائے گا جو اپنے پیغمبرؐ کو ایسی اذیت دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ خون روئے اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا میری قوم کی ہدایت فرما کیونکہ یہ ناواقف ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ہذیل کے ایک شخص نے جس کو عبداللہ بن قمیہ کہتے تھے حضرتؐ کے چہرہ اقدس کو زخمی کردیا اور خون جاری ہوگیا۔ حضرتؐ نے عتبہ پر نفرین کی کہ سال اس پر سے نہ گزرے کہ وہ جہنم واصل ہوجائے ایسا ہی ہوا۔ اور عبداللہ پر نفرین کی تو خدا نے ایک بکرے کو اس پر مسلط کردیا جس نے اس کے پیٹ میں سینگ مار کر اس کو ہلاک کردیا۔ شیخ طوسیؒ نے ابوسعید خدری سے روایت کی

Presented by www.ziyaraat.net/

ہے کہ احد کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا اور دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے ۔ حضرتؐ نے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کرکے فرمایا کہ خدا کا غضب یہودیوں پر آیا اس لیئے کہ انہوں نے عزیر کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور اس کا غضب زیادہ سخت عیسائیوں پر ہوا جب انہوں نے کہا مسیح خدا کے بیٹے ہیں ۔ اور اب اس کا غضب اور زیادہ سخت ہے کہ لوگ میرا خون بہاتے ہیں اور میری عترت اور اہل بیت کو آزار پہنچاتے ہیں۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روز احد آنحضرتؐ کے تمام اصحاب بھاگ گئے ۔ ہرچند آپ ان کو پکارتے رہے وہ واپس نہ آئے تو خدا نے ان کو اس کے عوض غم پر غم لاحق کردیا اور وہ اسی حالت میں سوگئے ۔ جب بیدار ہوئے تو بولے کہ ہم تو کافر ہوگئے ۔ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ گیا اور اپنے بت ہبل پر فخر کررہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہبل بلند ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بلند تر اور جلیل تر ہے ۔ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے ۔ حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ تو نے جو وعدہ فتح وظفر کیا ہے اسے پورا کر اگر تو میری مدد نہ کرے گا تو کوئی تیری عبادت نہ کرے گا اسی حالت میں آپؐ کی نگاہ امیرالمومنینؑ پر پڑی پوچھا تم کہاں تھے عرض کی میں جنگ میں مشغول تھا اور میدان سے نہیں ہٹا ۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تم سے ایسی ہی امید تھی ۔ پھر فرمایا پانی لاؤ تاکہ میں اپنے چہرے سے خون صاف کردوں ۔ جناب امیرؑ اپنی سپر میں پانی لائے حضرتؐ کو اس پانی سے کراہت ہوئی ۔ فرمایا کہ یا علیؑ اپنے ہاتھوں میں پانی لاؤ ۔ تو امیر المومنینؑ اپنے چلو میں پانی لائے اور حضرتؐ نے اپنا چہرہ پاک کیا۔ ابن بابویہ نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ روز چہارشنبہ آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے ۔

شیخ طبرسیؒ نے کتاب اعلام الوریٰ میں ابان بن عثمان کی کتاب سے صباح بن سیابہ کے واسطے سے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے قتل ہونے کی خبر مدینہ میں مشہور ہوئی ۔ جناب فاطمہ زہراؑ اور صفیہؒ حضرتؐ کی پھوپھی احد کی جانب روانہ ہوئیں ۔ حضرتؐ نے جب ان کو دیکھا جناب امیرؑ سے فرمایا کہ پھوپھی کو روک لو کہ میرے پاس نہ آئیں اور فاطمہؑ کو آنے دو جب جناب معصومہؑ آنحضرتؐ کے پاس

پہنچیں دیکھا کہ چہرہ اقدس مجروح ہے اور دہن مبارک زخمی ہے اور خون جاری ہے بے اختیار رونے لگیں ۔ حضرتؐ کے چہرہ سے خون صاف کرتی جاتی اور کہتی جاتی تھیں کہ خدا کا غضب اس پر نہایت شدید ہے جس نے حضرتؐ کے روئے اقدس سے خون جاری کیا۔ حضرتؐ خون کے قطرے ہوا میں پھینک دیتے تھے ۔ اور کوئی قطرہ زمین پر واپس نہیں آتا تھا ۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر خون کا کوئی قطرہ زمین پر گر جاتا تو خدا کی قسم اہل زمین پر عذاب نازل ہوجاتا ۔ راوی نے حضرتؑ سے پوچھا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے دندان مبارک ٹوٹ گئے تھے امامؑ نے فرمایا نہیں واللہ آنحضرتؐ کا کوئی عضو ناقص نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن مشرکین نے آنحضرتؐ کے روئے اقدس کو زخمی کردیا تھا شیخ طبرسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ احد میں جو غار ہے لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا وقت جنگ اس میں چلے گئے تھے کیا صحیح ہے ۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی قسم حضرتؐ نے اپنی جگہ سے قطعی حرکت نہ فرمائی۔ اور لوگوں نے کہا ان پر بددعا کیجئے فرمایا خداوندا میری قوم کو ہدایت فرما۔

ابن بابویہ بسند موثق زرارہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک سید کے ساتھ احد کی زیارت کو گیا انہوں نے مجھے مشاہد کو دکھلایا اور ہم نے زیارت کی اور نماز ادا کی ۔ پھر پہاڑ کے اوپر ایک مقام دکھایا اور کہا جناب رسولؐ جنگ کے وقت وہاں گئے تھے اور اپنا روئے اقدس دھویا تھا۔ زرارہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین نہ آیا ۔ میں اس مقام پر گیا پھر دوسرے روز حضرت صادقؑ کی خدمت میں جاکر عرض کی ۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ اپنے مقام سے ہرگز وہاں نہیں گئے ۔ پھر میں نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے ۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگ جھوٹ کہتے ہیں حضرت صحیح و سالم دنیا سے رخصت ہوئے لیکن چہرہ اقدس زخمی ہوا تھا ۔ آپؐ نے امیرالمومنینؑ کو پانی لانے کے لئے بھیجا جناب امیرؑ سپر میں پانی لائے ۔ حضرتؐ کو اس سے کراہت معلوم ہوئی کہ نوش فرمائیں لیکن اپنے چہرہ پاک کو اس سے دھویا ۔ حیات القلوب ۵۹۰۵۳ ۔ ۱۰۴

معجزات غزوہ احد

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ستر کفار قتل ہوئے اور ستر

Presented by www.ziyaraat.net/

گرفتار ہوئے تھے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ قیدیوں کو قتل کردو اور مال غنیمت جلا دو۔ مہاجرین کے ایک گروہ نے کہا قیدی آپ کی قوم میں سے ہیں ان کے ستر آدمی تو قتل ہوچکے ہیں ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں اور مال غنیمت اپنے کام میں لائیں اور اس سے کافروں کے ساتھ جنگ کے لئے سامان حاصل کریں۔ تو خدا نے آنحضرتؐ پر وحی نازل فرمائی کہ ان سے کہہ دو کہ اگر قیدیوں کو قتل نہیں کرتے ہیں تو سال آیندہ اتنے ہی آدمی تم میں سے قتل ہوجائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ شرط منظور کرلی اور راضی ہوگئے۔ جب جنگ احد میں ستر آدمی مارے گے تو صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا یہ کیا ہوا؟ وہ اپنی شرط بھول گئے تھے اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (پ ۴ آیت ۱۶۵ سورۃ آل عمران) یعنی جب تم پر کوئی مصیبت آپڑی جس کے برابر تم جنگ بدر میں مشرکین پر ڈال چکے تھے تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آن پڑی اے رسولؐ ان سے کہہ دو یہ تمہارے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے جنکو تم نے خود اختیار اور قبول شرط کیا تھا۔ عیاشی نے بھی ایک حدیث اسی مضمون کی تفسیر آیت کے ضمن میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔

دوسرا معجزہ۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب احد کی جنگ کا دن تمام ہوا شہیدوں کے عزیزوں نے اپنے کشتوں کو اونٹوں پر بار کیا تاکہ مدینہ لے آئیں۔ جب وہ اونٹوں کو مدینہ کی طرف ہنکاتے وہ بیٹھ جاتے اور جب میدان جنگ کی طرف ان کا رخ کرتے تو وہ دوڑ جاتے تھے۔ آخر آنحضرتؐ سے یہ حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا آرامگاہ خدا نے اسی جگہ کو قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (پ ۴ آیت ۱۵۴ سورت آل عمران) عرض دو دو اشخاص کو ایک ایک قبر میں دفن کیا اور حضرت حمزہؓ کو تنہا ایک قبر میں دفن کیا۔

تیسرا معجزہ۔ روایت ہے کہ اس جنگ میں امیرالمومنینؑ کو چالیس زخم آئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے دہن اقدس میں پانی لے کر ان پر چھڑک دیا وہ اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا

چوتھا معجزہ۔ یہ کہ ایک تیر قتادہؓ کی آنکھ میں آکر لگا تھا جس سے انکی آنکھیں نکل پڑی تھیں

۔ حضرت نے اپنا دست مبارک پھیرا وہ آنکھیں اپنے مقام پر قائم ہوکر پہلے سے بہتر ہوگئیں۔

پانچواں معجزہ۔ جب امیرالمومنین کی تلوار جنگ میں ٹوٹ گئی حضرتؐ نے ایک سوکھی لکڑی درخت خرما اس کو گھمایا وہ ذوالفقار بن گئی۔ امیرالمومنینؑ کو اسے عطا فرمایا آپ جس کو اس سے ضربت لگاتے تھے وہ برابر کے دو ٹکڑے ہوجاتا تھا۔

چھٹا معجزہ۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور جب آنحضرتؐ اس کی طرف سے گزرتے تو وہ کہتا کہ اے محمدؐ میں تم کو اسی پر سوار ہوکر قتل کروں گا۔ اس نے جنگ احد میں آنحضرتؐ پر حملہ کاارادہ کیا، حضرتؐ نے اس پر وار کیا جو بظاہر اس پر پورے طور سے کارگر نہ ہوا لیکن النار النار چلانے لگا اور وہ اس گھوڑے سے گر کر جہنم واصل ہوا۔ شیخ طبرسیؒ روایت کرتے ہیں کہ وہ ملعون ابی بن خلف تھا۔ وہی اس گھوڑے پر سوار ہوکر حضورؐ کی طرف بڑھا اور کہتا تھا کہ اگر میرے ہاتھ سے آپؐ کو نجات مل جائے تو مجھے نجات نہ ملے۔ اس سے مقابلہ کے لیئے جو بھی جانا چاہتا حضرتؐ اس کو روک دیتے۔ یہاں تک کہ مصعبؓ بن زبیر کے قریب آیا اور ایک نیزہ مار کر شہید کردیا تو حضرتؐ نے سہلؓ بن حنیف کا عصا لے کر اس کی طرف پھینکا وہ اس کے گلے کے قریب زرہ پر لگا اور ذرا سی خراش اس کے گلے پر بھی آگئی وہ ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اور اپنے لشکر میں بھاگا، گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا یہ جزع فزع کیسی یہ تو ایک ذرا سی خراش ہے۔ وہ بولا وائے ہو تجھ کو قتل کروں گا اور میں جانتا تھا کہ یقیناً" ان کا کہنا سچ ہوکر رہے گا۔ اگر ان کی لگائی ہوئی یہ ذرا سی خراش تمام اہل مکہ کو لگ جاتی تو سب مرجاتے۔ دوسری روایت کے مطابق اس نے کہا کہ اگرچہ وہ مجھ پر تھوک دیتے تب بھی میں مرجاتا۔ غرض وہ ملعون چلاتے چلاتے جہنم واصل ہوا۔

ساتواں معجزہ۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ مسلمانوں کے ایک شخص کے پاس گزرے جو کمان میں تیر جوڑ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مشرک کو نشانہ کرے۔ حضرتؐ نے تیر کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور فرمایا اب اس کو رہا کر۔ اس نے تیر چھوڑا اور وہ کافر گھوم کر دوسری طرف چلا گیا وہ تیر بھی اس کی طرف گھوم گیا۔ وہ ملعون جدھر جدھر گھومتا رہا تیر اس کا پیچھا کرتا رہا آخر اس کے سر پر لگا اور وہ جہنم واصل ہوا تو خدا نے یہ آیت

Presented by www.ziyaraat.net/

نازل فرمائی فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۷) تم نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا لیکن خدا نے قتل کیا اور تم نے جب تیر انکی طرف پھینکا تھا تو تم نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکا تھا۔

آٹھواں معجزہ ۔ روایت ہے کہ ابو عزہ شاعر جنگ بدر میں گرفتار ہوا اور حضرتؐ سے فریاد کی کہ آپؐ جانتے ہیں کہ میں مرد فقیر ہوں میری لڑکیوں پر احسان کیجئے اور مجھے چھوڑ دیجئے ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھے بغیر فدیہ لیئے چھوڑے دیتا ہوں مگر آیندہ کبھی میرے ساتھ جنگ کے لیئے مت آنا اس ملعون نے قسم کھائی کہ آیندہ میں بھی آپؐ سے جنگ نہ کروں گا ۔ لیکن احد کی جنگ میں کفار نے اس کو ساتھ چلنے کے لیئے کہا تاکہ لوگوں کو اپنے اشعار میں جنگ کی ترغیب دے ۔ اس نے کہا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا ہے کہ کبھی آپؐ سے جنگ کے لئے نہ آؤں گا ۔ لوگوں نے کہا یہ گزشتہ جنگ کی طرح نہیں ہے اس مرتبہ محمدؐ ہمارے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے ۔ غرض وہ جنگ احد میں کفار کے ساتھ آیا اور سوائے اسکے کوئی گرفتار نہیں ہوا ۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں اس کو لائے حضرتؐ نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہم سے جنگ نہ کرنے کا عہد نہیں کیا تھا اس نے کہا لوگوں نے مجھے فریب دیا ۔ آپؐ مجھ پر رحم کیجئے آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں کہ تو مکہ میں جاکر اپنے شانے ہلائے اور کہے کہ میں محمدؐ کو (معاذ اللہ) بیوقوف بنایا ۔ امیرالمومنین لا یلسع من حفر مرتین مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا ۔ پھر امیرالمومنینؑ کو حکم دیا ۔ آپ نے اس کی گردن مار دی۔

نواں معجزہ۔ شیخ طبرسیؒ نے بسند موثق امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسولؐ میں ایک شخص قربان نامی تھا ایک روز لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ وہ مومنین کی مدد بہت کیا کرتا ہے ۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ اہل جہنم سے ہے ۔ روز احد اس کے بارے میں لوگوں نے کہا وہ شہید ہوگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ پھر لوگوں نے آکر عرض کی یا رسولؐ اللہ اس نے خود اپنے تئیں مار ڈالا ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں ۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ قربان نے سخت جہاد کیا اور چھ یا سات مشرکوں کو قتل کیا جب وہ بہت زخمی ہوگیا لوگ اس کو بنی ظفر کے گھر اٹھالے گئے لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ تم نے خوب جہاد کیا۔ اس نے کہا کیا تعریف کرتے اور کیا خوشخبری دیتے ہو

میں نے جنگ کی تو اپنی قوم کی طرفداری اور حمیت کے سبب کی اسلام کے لیئے نہیں کی۔ اگر قومی حمیت نہ ہوتی تو جنگ نہ کرتا ۔ جب اس کے زخم زیادہ تکلیف دہ ہوئے ایک تیر کمان سے نکال کر اپنے کو مار ڈالا ۔

دسواں معجزہ ۔ قطب راوندی نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں عبداللہ بن عتیک کا ہاتھ جدا ہوگیا وہ بعد جنگ رات کے وقت حضرتؐ کے پاس کٹا ہوا ہاتھ لائے حضرتؐ نے وہ ہاتھ اس کے مقام پر رکھ کر اپنا دست مبارک پھیر دیا اسی طرح وہ صحیح ہوگیا۔

گیارھواں معجزہ ۔ ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ جب مصعب بن عمیر جو انصار کے علمدار تھے شہید ہوئے خدا نے ان کی صورت پر ایک فرشتے کو بھیجا جس نے علم اٹھایا اور اس کی حفاظت کی ۔ آخر روز حضرت نے فرمایا اے مصعب آگے بڑھو۔ اس فرشتے نے عرض کی میں مصعب نہیں بلکہ ملک ہوں ۔ تو حضرتؐ نے سمجھا کہ وہ فرشتہ ہے اور خدا نے اس کو حضرتؐ کی مدد کے لئے بھیجا ہے (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۸۱)

لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کے بارے میں جبرئیلؑ نے کہا ہو جو کچھ روز احد میرے حق میں کہا کہ اے رسولؐ علیؑ کے مواسات و خدمات آپ دیکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا میں تو دونوں میں سے ہوں۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں ۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے جس نے روز احد بنی عبدالدار کے نو بہادروں کو قتل کیا ہو ۔ پھر ان کے غلام صواب نے آکر کہا تھا کہ خدا کی قسم اپنے آقاؤں کے عوض محمدؐ ہی کو قتل کروں گا ۔ اس کے منہ سے کف جاری تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔ سب مسلمان اس سے ڈر کر کانپنے لگے اور کسی میں جرائت نہ ہوئی کہ اس کے مقابلہ پر جاتا اور میں اس کے بلند و عظیم جسم کے سامنے ایک بزرگ گنبد کے مقابلہ پر مثل گیند کے تھا ۔ میں نے اس کا مقابلہ کیا اور دو وار آپس میں رد ہوئے آخر اس کو میں نے دو ٹکڑے کیا اس کے پیر اور رانیں زمین پر استادہ تھیں میں نے اس کے نصف بالائی جسم کو جدا کردیا ۔ مسلمان اس کے عظیم جسم کو دیکھتے اور تعجب سے ہنسنے لگے تھے ۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ کے سوا کسی نے یہ بہادری نہیں کی ۔ اور شیخ طبرسیؒ نے کتاب احتجاج میں امام

Presented by www.ziyaraat.net/

محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے روز شوریٰ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں بتاؤ کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کی موافقت فرشتوں نے ہو اس وقت جبکہ لوگ میدان احد سے بھاگے میں تنہا ثابت قدم رہا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے سوائے میرے جس نے آنحضرتؐ کو روز احد میں پانی دیا ہو لوگوں نے کہا نہیں۔

خصال میں بسند معتبر مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے اپنی دینی خدمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اہل مکہ آئے تھے اور اپنی مدد کے لئے قبائل عرب کو بھی لائے تھے تاکہ اپنے بدر کے کشتوں کا بدلہ لیں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو ان کے ارادہ کی اطلاع دی حضرتؐ نے اپنا لشکر احد کے پہاڑ پر آراستہ کیا۔ قریش نے حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کردیا باقی تمام مسلمان بھاگ گئے۔ میں تن تنہا حضرتؐ کی خدمت میں رہ گیا۔ مہاجرین و انصار مدینہ میں اپنے گھر جا بیٹھے۔ ہر ایک ان میں سے کہتا تھا کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔ آخر خداوند عالم نے میرے ذریعہ سے مشرکین کو بھگایا۔ مجھے ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ پھر جناب امیرؑ نے اپنی ردائے مبارک ہٹا کر وہ تمام زخم دکھلائے اور فرمایا کہ اس روز مجھ سے امور آنحضرتؐ کی نصرت میں صادر ہوئے جن کے ثواب کی خدا سے مجھے امید ہے انشاء اللہ العزیز۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ روز احد جب آنحضرتؐ کے اصحاب بھاگ گئے ایک سخت ہوا چلی اور ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا **لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الاعلی فاذاندبتم هلا کافابکواالوفی** یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی شجاع و بہادر نہیں تو جب مرنے والوں پر روؤ اور نوحہ کرو تو عہد خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے یعنی حمزہؓ پر روؤ جو عہد خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے ابو طالبؑ کے بھائی تھے۔ اور دیوان امیرالمومنینؑ کے شارح نے بسند بسیار بیان کیا ہے کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ ندائے لافتیٰ کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آواز سنی **نادعلیا مظهر العجائب- تجده عونا لک فی النوائب- کل غم وهم سینجلی بنبوتک یا محمد یا محمد یامحمد بولایتک یا علی یا علی یاعلی**

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر

روز احد بھاگا تو حضرتؐ نے ان کو پکارا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمام دینوں پر مجھ کو غالب کرے گا تو اول و دوم نے کہا ہم کو تو بھگادیا اب پھر ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے عامہ کی معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ روز احد امیرالمومنینؑ کے جسم اقدس پر سولہ کاری زخم لگے تھے جبکہ آنحضرتؐ کے آگے آگے آپ جنگ کررہے تھے اور کفار کو دفع کررہے تھے۔ ہر ضربت پر زمین پر گر پڑتے تھے اور جبرئیلؑ آپ کو کھڑا کردیتے تھے۔ اور دوسری سند سے مخالفین کے طریقہ پر امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ حضرتؑ بیان کرتے ہیں کہ روز احد چار ضربتیں مجھ کو ایسی لگیں کہ ہر ضربت پر میں گر پڑا اور ہر مرتبہ ایک مرد خوشرو و خوشبو میرا بازو پکڑ کے کھڑا کردیتا اور کہتا کہ ان پر حملہ کرو کہ تم خدا و رسولؐ کی اطاعت میں ہو اور وہ تم سے راضی ہیں۔ جب میں نے جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرتؐ سے یہ حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ خدا تمہاری آنکھوں کو روشن کرے وہ جبرئیلؑ تھے۔

کتب معتبرہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جب جنگ احد میں مسلمانوں کو آنحضرتؐ نے جہاد کا حکم دیا وہ سب نہایت تیزی سے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑنے کی تمنا کرنے لگے اور لاف و گزاف اور تعلی کے ساتھ کہتے تھے کہ اگر دشمنوں سے مقابلہ ہو تو خدا کی قسم ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں۔ یا قتل ہوجائیں گے' یا خدا ہم کو فتح عنایت فرمائے۔ جب دشمنوں کے سامنے آئے تو خدا نے ان کو مبتلا کیا اور انہوں نے دیکھا اور بہت جلد اپنی تعلیوں کا مزہ چکھا آخر میدان سے چند لمحہ ہی میں بھاگ کھڑے ہوئے سوائے علیؑ مرتضیٰ اور ابودجانہؓ کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب آنحضرتؐ نے یہ حال دیکھا تو سر بلند کرکے ندا دی کہ ایہاالناس میں نہ مرا ہوں نہ قتل ہوا ہوں۔ لیکن آنحضرتؐ کی آواز پر کسی نے دھیان نہ دیا اور بھاگے چلے گئے یہاں تک کہ مدینہ میں جا پہنچے۔ اور اسی پر بس نہ کی بلکہ جو شخص مدینہ میں داخل ہوتا کہتا جاتا تھا کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔ جب آنحضرتؐ ان سے ناامید ہوگئے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ علیؑ اور ابودجانہؓ حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ابودجانہؓ سے فرمایا تم بھی چلے جاؤ اور اپنی قوم سے جاکر مل جاؤ۔ ابودجانہؓ نے عرض کی یارسولؐ اللہ میں نے آپؐ سے ایسی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہم بھاگنے کے ارادہ سے مدینہ سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے اپنی بیعت تم سے اٹھالی۔ ابودجانہؓ نے

Presented by www.ziyaraat.net/

عرض کی یا رسولؐ اللہ عورتیں اپنے گھروں میں طعنہ دیں گی کہ میں نے اپنی جان کو عزیز رکھااور آنحضرتؐ کو ہلاکت میں چھوڑ دیا اور بھاگ آیا یا رسولؐ اللہ آپ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔ جب حضرتؐ نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وہ تھوڑی ہی دیر میں زخموں سے چور اور ناتوان ہوگئے اور اپنے کو کھینچتے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچا دیا اور حضرتؐ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور علی بن ابیطالبؑ برابر جہاد میں مشغول تھے۔ اور جو سوار اور پیادہ آگے بڑھتا تھا البتہ خدا ان کو حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا یہاں تک کہ آپؑ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرتؐ نے ان کو ذوالفقار عطا فرمائی۔ آپؑ نے پھر حملہ کیا اور جو مشرک حضرتؐ کے سامنے آتا قتل ہوتا۔ اسی حال میں ان کو آنحضرتؐ نے دیکھا اور نہایت ضعیف مشاہدہ فرمایا۔ تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوندا محمد(صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تیرا بندہ اور رسول ہے تونے ہر پیغمبر کے لئے اس کے اہل سے اس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے بازوئے رسول کو مضبوط فرمائے اور اس پیغمبرؐ کے امور میں اس کو شریک قرار دے اور میرے لئے بھی تونے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور وہ میرا بھائی علی بن ابیطالبؑ ہے تو وہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوندا تونے مجھ سے چار سو فرشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے معبود اپنے وعدہ کو پورا کریقیناً" تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں حضرتؐ دعا مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سنیں۔ جب سر اٹھایا تو جبرائیل کو دیکھا جو سونے کی کرسی پر بیٹھے تھے۔ اور چار ہزار فرشتے انکے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے۔ **لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار** غرض جبرئیل نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور حضرت کو سلام کیا۔ جبرئیل نے کہا یا رسولؐ اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے ملائکہ' مقربین کو آپؐ کی نصرت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب ہے پھر جبرئیل اور فرشتوں نے مشرکین پر حملہ کیا اور انکو بھگا دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت امیر المومنینؑ مشرکین کے خون سے علم کو رنگین کئے ہوئے سید عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابودجانہؓ انکے پیچھے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مدینہ طیبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سنیں جو آنحضرتؐ کی مصیبت پر رو رہی تھیں۔ لوگوں نے جب علم نصرت شیم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سید الانبیاؐ کے استقبال کے لئے دوڑے اور بھاگنے والے مجرمین معذرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے عتاب آمیز آیتیں ملامت کے لئے نازل فرمائیں جیسا کہ پہلے بیان ہوئیں۔ پھر حضرت نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی اور علیؑ نے میری مدد و نصرت کی۔ لہٰذا جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور دنیا و آخرت میں مجھ سے جدا ہو گیا۔ حذیفہ کہتے ہیں کسی عقل والے کے لئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا یقیناً"اس سے بہتر ہے جس نے سالہاسال بت پرستی کی ہے اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بے شک اس سے افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وہ ضرور اپنے غیرسے بہتر ہے"

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابودجانہ انصاری نے روز احد عمامہ سر پر باندھا اور اس کا ایک سر پشت پر لٹکا لیا اور میدان قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میدان قتال میں اس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خداوند عالم پسند نہیں کرتا۔

مولف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیر المومنینؑ کے ثبات قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت کے بارے میں اور شجاعان قریش اور ان کے علمداروں کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی الحدید' ابن اثیر اور عامہ کے تمام موءرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ اور اقرار کیا ہے کہ نصف کشتگان مشرکین اس جنگ میں امیر المومنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمان بھاگے اور اعوص تک چلے گئے اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا اور واقدی اور ان کی کثیر جماعت نے حضرت عمر کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ ضرارہ بن الخطاب نے نیزہ کی نوک ان کی پیٹھ میں چبھو کر کہا یہ وہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ میں نے تم کو قتل

Presented by www.ziyaraat.net/

نہیں کیا۔ انکے اکثر مورخین نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی سب نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا بیان نہیں کیا گیا۔ اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوٰی تو کرتے ہیں کہ وہ جنگ میں ثابت قدم رہے لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں جہاں سے سب کے سب بھاگے اور حضرت سرور عالمؐ کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضرتؐ کے پاس نہ رہ گیا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وہ جنگ نہیں کرتے ہیں اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رخ نہیں کرتا ہے۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وہ باطن میں انکے موافق ہیں۔ اس سبب سے انکی طرف متوجہ نہیں ہوئے اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابودجانہؓ انصاری اور نسیبہ جراحہؓ کو کفار زخمی کریں اور جس کو رسولؐ کا یار غار اور انیس و غمخوار سمجھتے ہیں چھوڑدیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں ممکن ہے یہ کہا جائے کہ موصوف نے انکی نظربندی کر دی تھی اور انکی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے باوجود اس کے کہ ابن ابی الحدید نے نسیبہ کی روایت اسی طرح نقل کی ہے اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کیا اچھا ہوتا اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وہ نقل کرتے ہیں کہ میں محمد بن معد علوی کے پاس تھا' اور کوئی شخص کتاب مغازی و اقدی ان کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب احد میں آنحضرتؐ کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ ان کو ہرچند پکارتے رہے مگر وہ متوجہ نہیں ہوئے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں اے فلاں صاحب یہاں آئیے وہ متوجہ نہیں ہوئے تو دوسرے سے فرمایا اے فلاں میں خدا کا رسولؐ ہوں وہ بھی متوجہ نہ ہوئے اوردونوں صاحب بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ اس وقت محمد بن معد نے میری طرف اشارہ کیا کہ سنو فلاں اور فلاں ابوبکر و عمر ہیں میں نے کہا نہیں دوسرے لوگ ہوں گے۔ تو وہ بولے ان کے علاوہ صحابہ میں سے..... کون تھے جن کا نام صاف صاف بیان کرنے میں لوگ ڈرتے ہیں۔ (قول مولف) میں کہتا ہوں کہ اس سے انکار نہایت تعصب کی دلیل ہے یا تقیہ ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ خلفاء کے آباؤ اجداد میں سے کوئی صاحب جنگ احد میں مسلمانوں کے ساتھ نہ تھے جن کی رعایت یہ لوگ کرتے ہیں اور ان

کا نام صاف طور سے نہیں لیتے اور ان دونوں حضرات . . . قریش کے بت تھے امیرؑ المومنینؑ اور تمام صحابہ پر ترجیح دیتے ہیں اور بدی کے ساتھ ان کا نام لینے میں تقیہ کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے دعوٰی کیا ہے کہ راویوں کا اتفاق ہے کہ ابوبکر نہیں بھاگے تھے۔ باوجود اپنے شیخ ابوجعفر جسکانی کے جوابات کے جو انہوں نے جاحظ کے شبہوں کے دیئے تھے جو جاحظ نے امیرالمومنینؑ کے اسلام پر ابوبکر کے اسلام کو فضیلت دینے میں کئے تھے۔ اور کہا تھا کہ ابوبکر پیغمبرؐ کے ساتھ جنگ احد میں ثابت قدم تھے جس طرح علیؑ تھے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید نے کہا کہ ہمارے شیخ ابوجعفر نے ثبات ابوبکر کے بارے میں فرمایا کہ اکثر مورخین اور ارباب سیر نے ان کے ثابت قدم رہنے سے انکار کیا ہے۔ اور ان کے جمہور نے روایت کی ہے کہ روز احد حضرت کے ساتھ سوائے علیؑ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ابودجانہؓ کے کوئی نہ رہ گیا تھا اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بھی تھے اور بعض نے کہا ہے کہ مقدادؓ بن عمر بھی تھے اور یحیٰی بن سلمہ بن کہیل نے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ روز احد کتنے لوگ جناب رسولؐ خدا کے ساتھ رہ گئے تھے ہر شخص دعوٰی کرتا ہے کہ میں تھا۔ میرے والد نے فرمایا کہ علیؑ اور ابودجانہؓ دو حضرات ثابت قدم رہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ روایت میں ان لوگوں کا اتفاق کرنا بھی غلط ہے۔ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ابوبکر و عمر و عثمان سب کو بھاگنے والوں میں قرار دیتے ہیں۔

معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شہدائے احد ستر افراد تھے۔ بعض کا بیان ہے کہ اکاسی ہے جن میں اکثر انصار میں سے تھے۔ صحیح قول اول ہے۔ اور مشرکین کے بارے میں مشہور تر یہ ہے کہ ان کے اٹھائیس مقتولین تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ عمرو بن العاص اور عقبہ بن ابی معیط کی طرف سے گزرے جو ایک باغ میں شراب پی رہے تھے اور چند اشعار گا رہے تھے جو حضرت حمزہؑ شیر خدا کے قتل پر طعن و طنز تھے۔ حضرتؐ سن کر بہت غمگین ہوئے اور فرمایا خداوند ان پر لعنت کر اور ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کر اور جہنم میں داخل کر۔ اور قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روز فتح مکہ فرسا اور ام سارہ دونوں بدکار عورتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا جو آنحضرتؐ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اور جنگ احد میں آنحضرتؐ کے قتل کی ترغیب اور تحریص کرتی تھیں۔ جاننا چاہئے کہ مشہور ہے کہ وحشی جو قاتل جناب حمزہ تھا وہ مسلمان ہو گیا اور توبہ کرلی۔ آنحضرتؐ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور فرمایا کہ میرے سامنے کبھی نہ آئے۔ اور بعض احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرجون الامر اللہ ہے قیامت میں اس کا حال معلوم ہو گا چنانچہ کلینی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ(پ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۰۶) یعنی دوسرے گروہ ہیں جن کے بارے میں امر خدا کے لئے تاخیر کی گئی ہے یا خدا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے امامؑ نے فرمایا کہ وہ ایسی چند جماعت ہے جو مشرک تھی اور حالت شرک میں جناب حمزہؓ و جعفرؓ کو اور اکثر مومنین کو انہی جیسے لوگوں نے قتل کیا۔ پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا لیکن ایمان کو حقیقت میں سمجھ نہ سکے کہ مومنین میں سے ہوتے اور بہشت ان پر واجب ہوتی اور اپنے انکار پر بھی باقی نہ رہے تھے کہ کافر رہے ہوں اور جہنم ان کے لئے واجب ہو۔ لہٰذا وہ ایسی حالت میں تھے کہ یا خدا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ اور جو حدیث کہ مشہور ہے کہ حمزہؓ اور ان کا قاتل بہشت میں ہوں گے شیعوں کے طریقہ سے نظر سے نہیں گزری وہ اہل سنت کی حدیثوں میں سے ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ مخریق یہودی ایک نیک اور صالح مرد تھا روز شنبہ جب کہ آنحضرتؐ احد میں تھے اس نے یہودیوں سے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور انکی مدد تم پر لازم ہے یہودیوں نے کہا آج روز شنبہ ہے اور شنبہ کے دن کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اس نے کہا اسلام لانے کے بعد شنبہ کا احترام باقی نہیں رہتا۔ پھر اپنی تلوار لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کفار سے لڑ کر شہید ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مخریق یہودیوں میں سب سے بہتر تھا۔ جب کہیں باہر جاتا تو یہ کہہ کر جاتا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمدؐ کا ہے وہ جو چاہیں کریں اور اکثر اوقات آنحضرتؐ اس کے مال سے مدینہ کے مساکین و مستحقین کو عطا فرماتے اور عمرو بن الجموع لنگڑا تھا اس کے چار لڑکے تھے جو شیروں کے مانند آنحضرتؐ کے ساتھ ہر غزوہ میں حاضر رہے تھے۔ اس نے روز احد جنگ کا ارادہ کیا، لوگوں نے منع کیا

اور کہا تم لنگڑے ہو اگر تم جہاد نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ تمہارے لڑکے تو حضرتؐ کے ساتھ گئے ہی ہیں۔ اس نے کہا میرے لڑکے تو بہشت میں جائیں اور میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ خداوندا مجھے اب میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا۔ غرض آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میری قوم جہاد سے مجھے مانع ہوئی لیکن میں حاضر ہو گیا ہوں کہ اس ٹوٹے پیر سے میدان جنگ سے بہشت کی طرف دوڑ جاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تجھ کو معذور رکھا ہے تم پر جہاد واجب نہیں ہے اس نے قبول نہ کیا اور میدان قتال میں جا پہنچا۔ اور لڑ کر شہید ہو گیا تو اس کی زوجہ اور اس کے لڑکے اور اسکے بھائیوں نے اس کو اونٹ پر بار کیا تاکہ مدینہ لے جائیں اونٹ احد کی سرحد تک پہنچا بیٹھ گیا۔ جب اس کو مدینہ کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے تھے وہ بیٹھ جاتا تھا اور جب احد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی زوجہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا یہ اونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وہ احد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رخ کرکے کہا خداوندا مجھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی سبب سے اونٹ ادھر نہیں جاتا ہے۔ اے گروہ انصار خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وہ اس کو پورا کرتا ہے اور عمرو بن الجموع بھی اس گروہ میں سے ہے۔ اے بی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہیں جب سے وہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ خود متوجہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا پھر فرمایا اے ہند تیرے شوہر، بھائی، اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ دعا فرمائیے کہ میں بھی انکے ساتھ رہوں۔ اور عبداللہؓ نے جو جابر انصاریؓ کے والد تھے جنگ احد سے پہلے بشیر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا جو جنگ بدر میں شہید ہو چکے تھے۔ وہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے پوچھا تم تو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا۔ جب عبداللہ نے یہ خواب حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ

Presented by www.ziyaraat.net/

جنگ احد

ابو جعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساء کا قتل جنگ احد کا باعث ہوا۔

جنگ کی تیاری

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابو عزہ کا تہامہ کا دورہ

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول صلعم سے لڑنے کے لئے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمر بن عبداللہ جمحی بدر میں قید ہو کر رسول صلعم کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں، عیال دار ہوں، محتاج ہوں اور آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے

ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا۔ اسی طرح مسافع بن عبدمناف بن وہب بن خذافہ بن جمع بن مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول صلعم کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ گے اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ جیوش، بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لئے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو، صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ کو یا کرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقیفہ، عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت مینو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو، طلحہ بن ابی طلحہ اور ابو طلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن الفرب جو بنی مالک بن عل کی عورت تھی اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لئے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بن الحارث بن عبدمناة بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام

Presented by www.ziyaraat.net/

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابو سمہ! یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنحہ کے پہاڑ میں مقام عنین پر آکر فروکش ہوئے۔

حضرت محمدؐ کا خواب

رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہا تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آکر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار

قریش جبل احد میں بدھ کے دن آکر اترے تھے یہ اس دن جمعرات اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ صلعم ان کے مقابلے پر بڑھے۔ صبح آپؐ نے احد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ احد ہوئی عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپؐ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان

کے مقابلے پر نکلتے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ آپؐ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپؐ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہو گی اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزو مند تھے وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑے رہے کہ آپؐ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپؐ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے آپؐ کو اس بات کے لئے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لئے بے نیاز تھی۔

حضرت نعمانؓ بن مالک

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آکر فروکش ہوئے ہیں آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولٰی کسی کو ہمارے ہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو گی۔ رسول اللہ صلعم نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول اللہ آپؐ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسول اللہ صلعم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آکر آپؐ سے لڑیں تاکہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک انصاری

Presented by www.ziyaraat.net/

پ لے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات ی جس نے آپؐ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے ضرور جنت میں جاؤں گا آپؐ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپؐ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا چنانچہ یہ اسی روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب تن کیا جب لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسولؐ اللہ پر تو خود وحی آتی ہے اس لئے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا اس خیال سے وہ سب آپؐ کے پاس معذرت کے لئے آئے اور کہا جو آپؐ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا مگر کسی نبیؐ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی

آپؐ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتح یاب ہو گے جب آپؐ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا' ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے

ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے ان کو بچا لیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ احد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلعم زرہ پہن کر صحابہ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ہم نے آپؐ کی خلاف مرضی آپؐ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو اگر آپؐ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بدباطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو' وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لئے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے ان میں سات سو زرہ پوش تھے ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور انکے ساتھ صرف دو گھوڑے سوار' ایک رسول صلعم کا اور ایک ابوبردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

فہرست مصادر

آثارۃ الدجی	مشاط، حسن بن محمد المدنی، قاہرہ
آثار السنن	محمد بن علی احسن المطابع عظیم آباد ۱۳۲۱ھ
الآثار المرفوعۃ	لکھنوی، عبدالحی قدوسیہ لاہور
آل بنی	عائشہ، عبدالرحمان دارالکتاب العربی بیروت ۱۹۶۷ء
آئمۃ الہدیٰ	ہاشمی محمد عبدالغفار مصر
الابانۃ	قیروانی، ابو محمد۔ م ۳۴۷ھ القاہرہ ۱۳۴۸ھ
ابطال الباطل مع احقاق الحق	ابن روز بہان، فضل اللہ طہران مع احقاق الحق
الاتحاف	حسن نجار قاہرہ
الاتحاف	محمد مدنی دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۳ھ
اتحاف	دمیاطی احمد قاہرہ ۱۳۵۹ھ
الاتحاف	زبیدی، محمد مرتضیٰ المیمنہ۔ مصر
اتحاف النبلاء	بھوپالی، صدیق حسن خاں
الاتقان	سیوطی، عبدالرحمان۔ جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۱۸ھ
اتمام الوفا	بک، محمد خضری، التجاریۃ مصر ۱۹۴۸ء
اثباۃ الوصیۃ	المسعودی، علی بن الحسین بن علی۔ م ۳۴۶ نجف
اجتماع الجیوش الاسلامیہ	ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ امرتسر ۱۳۱۴ھ
اجوبۃ العراقیہ	آلوسی، سید شہاب الدین محمود۔ م ۱۲۷۰ھ الفضائع آستانہ ۱۳۱۷ھ
اجوبۃ الاثنا عشر	دہلوی، شیخ عبدالحق بن سیف الدین۔ م ۱۰۵۲ھ
الاجوبۃ النافعۃ	بانی، ناصرالدین، الاسلامی دمشق ۱۳۸۰ھ
احادیث الموطا	دار قطنی، علی بن عمر
الاحتجاج	طبرسی، احمد بن علی نعمان نجف ۱۳۸۶ھ
الاحکام	آمدی، سیف الدین، المعارف مصر ۱۳۳۲ھ

احکام القرآن	ابن عربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ۔ م ۵۴۳ھ السعادۃ مصر ۱۳۳۱ھ
احکام القرآن	جصاص، ابوبکر رازی البہیۃ مصر ۱۳۴۷ھ
احکام القرآن	قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد۔ م ۳۲۸ھ دارالکتب العربی مصر
احیاء العلوم	غزالی، ابوحامد محمد۔ م ۵۰۵ھ دارالاشاعۃ کراچی
احیاء القلب المیت	بریلوی، احمد رضا خاں
احیاء المیت	سیوطی، عبدالرحمٰن، جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
اخبار اصفہان	اصفہانی، ابو نعیم احمد بن اسحاق۔ م ۴۳۰ھ لیدن ۱۹۳۱
اخبار الاول	الاسحاقی، محمد عبدالمعطی مصر
اخبار اہل الرسوخ	ابن الجوزی، ابو الفرج شیخ عبدالرحمٰن
اخبار الخلفاء	ابن عبدربہ، احمد مصر
اخبار الدوول	قرمانی، احمد بن یوسف۔ م ۱۰۱۹ھ بغداد
الاخبار الطوال	دینوری، ابو حنیفہ لیدن ۱۸۸۸ء
اخبار الظرف	ابو المظفر، یوسف بن قرزاوغلی سبط ۶۵۴ھ مصر
اخبار القضاۃ	ابن وکیع، محمد بن خلف بن حیان الاستقامۃ قاہرہ ۱۹۵۰ء
الاختیار	موصلی، مجدالدین، مصطفیٰ البابی والحلبی قاہرہ
اخلاق النبی	اصفہانی، ابو محمد عبداللہ بن محمد الہلالی قاہرہ
اخوان الصفا	احمد بن عبداللہ بمبئی ۱۳۰۵ھ
ادب الخوارج	قلماوی مصری الشر والتالیف مصر
الادب المفرد	بخاری، محمد بن اسماعیل۔ م ۲۵۳ء عثمانیہ مصر ۱۹۶۹ء
الاذکار	نووی، محی الدین یحییٰ بن شرف۔ م ۶۷۶ھ دارالقلم بیروت
اربعین	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم
اربعین	جامی، عبدالرحمٰن، راجپوت پریس لاہور ۱۳۳۶ھ
اربعین	رازی، امام فخرالدین۔ م ۶۰۶ھ، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۵۳
اربعین	غزالی، ابو حامد بن محمد۔ م ۵۰۵ھ المیرنیہ مصر

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اربعین	نووی، محی الدین یحییٰ بن شرف- م ۶۷۶ دارالاشاعت کراچی
ارجح المطالب	امرتسری، عبیداللہ، رضویہ لاہور
الارشاد	حوینی، امام الحرمین- ط - خانجی قاہرہ
الارشاد	شیخ مفید- ط - کتاب فروشی اسلامیہ طہران
ارشاد الساری	قسطلانی- شہاب الدین احمد بن محمد- م ۹۲۳ھ -ط- نوا لکشور کانپور
ارشاد الفحول	شوکانی، محمد بن علی بن محمد- م ۱۲۵۰ھ -ط- مصر ۱۳۲۷ھ
الارشاد و التطریز	یافعی، عفیف الدین- مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
ازالتہ الخفاء	دہلوی، شاہ ولی اللہ- م - ۱۱۷۶- ط - قدیمی کتب خانہ، کراچی
اساس البلاغتہ	زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمر، م ۵۳۸ھ - ط- نو لکشور
اساس التقدیس	رازی، فخر الدین- م ۶۰۶ھ ط قاہرہ ۱۳۲۸ھ
اسباب النزول	واحدی، علی بن احمد- م ۴۶۸ھ ط الہندیہ قاہرہ ۱۳۳۶ھ
الاستبصار	طوسی، ابو جعفر محمد بن حسن- م ۴۶۰ھ -ط- دارالکتب الاسلامیہ طہران ۱۳۹۰ھ
الاستیعاب	ابن عبدالبر، محمد قرطبی اندلسی، م ۴۶۳ھ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۳۶ھ
اسد الغابہ	جزری، عزالدین ابن اثیر- م ۶۳۰ھ ط مکتبہ اسلامیہ طہران ۱۳۸۴ھ
الاسرار لالہیتہ	آلوسی، محمود شکری ط الخریہ مصر ۱۳۰۵ھ
الاسعاد	فہری عبدالحفیظ فاسی- ط - وطنیہ رباط
اسعاف الراغبین	مصری، محمد حبان- م ۱۲۰۶ھ ط عبدالواحد مصر
اسماء الرجال	دہلوی، شیخ عبدالحق- م ۱۰۵۲ھ ط نور محمد کراچی
الاسماء و الصفات	بیہقی، احمد بن حسین بن علی الہ آباد
اسنی المطالب	جزری، شمس الدین- م ۸۷۷ھ
اسنی المطالب	بیروتی، محمد بن درویش حوت، مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ
اشعتہ اللمعات	دہلوی، شیخ عبدالحق- م ۱۰۵۲ھ ط کارخانہ محمدی بمبئی ۱۲۷۸ھ
الاصابہ	عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی- م ۸۵۲ھ - ط مصطفیٰ محمد قاہرہ ۱۹۳۹ھ
اصحاب محمدؐ	عبدالحلیم عباس ط دارالمعارف قاہرہ ۱۹۶۵ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

اصول التفسیر	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ط عطاء اللہ لاہور
اصول دین	تیمی، ابو منصور -ط- الدواتہ دہلی
اصول الشاشی	شاشی، اسحاق بن ابراہیم- ط - مجتبائی دہلی
اصول الفقہ	شافعی، امام محمد بن ادریس- مصر ۱۳۱۴ھ
لاصول	کلینی، محمد بن یعقوب- م ۳۲۹ھ - ط - اسلامیہ طہران ۱۳۸۸ھ
الاضواء علی السنتہ المحمدیتہ	ابوریہ، شیخ محمد- ط - دارالمعارف قاہرہ
اضواء من القرآن	خطیب، عبدالغنی- ط - دارالفتح دمشق ۱۹۷۰ھ
اظہار الحق	ہندی، رحمتہ اللہ- ط - عامرہ قاہرہ ۱۳۵۰ھ
الاعتقاد	بیہقی، احمد بن حسین بن علی- م ۴۵۸ھ ط دارالعہد
الاعتقاد	شیرازی، ابوبکر بن مومن
الاعتقاد	قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن فرح- م ۳۲۸ھ
اعتقادیہ	ابن بابویہ، شیخ صدوق- ط - طہران
اعتقادیہ	مجلسی، ملا محمد باقر ط اسلام آباد
اعثم کوفی	خواجہ، محمد بن علی- م ۷۳۲ھ ط محمدی بمبئی ۱۸۶۷ھ
اعجاز القرآن	رافعی، مصطفیٰ صادق مصر ۱۹۴۰ء
اعجاز القرآن	سیوطی، عبدالرحمان جلال الدین- م ۹۱۱ھ - ط - ازہریہ قاہرہ
اعجاز القرآن	باقلانی، قاضی ابوبکر- ط محمد علی صبیح قاہرہ، ۱۹۵۱ء
اعراب ثلاثین سورۃ	ابو عبداللہ بن خالویہ- دارالکتب المصریہ قاہرہ ۱۹۴۱ء
اعلام الوریٰ	طبرسی، ابو علی فضل بن حسن- ط الحیدریہ، نجف ۱۳۹۰ھ
اعلام الموقعین	ابن قیم، ابو عبداللہ بن محمد ابی بکر- م ۷۵۱ھ ط السعادۃ قاہرہ ۱۳۲۵ھ
اعلام النساء	کحالہ ۶ عمر رضا- ط الہاشمیہ دمشق ۱۸۵۹ء
الاعلان بالتوبیخ	سخاوی، محمد بن عبدالرحمان- ط قاہرہ ۱۳۹۰ھ
اعیان الشیعہ	عاملی، محسن الامین الحسینی- ط الہاشمیتہ دمشق ۱۹۵۹ء
الاغانی	اصفہانی، ابوالفرج علی بن الحسین- ط بولاق قاہرہ ۱۲۸۵ھ

Presented by www.ziyaraat.net/

افادۃ الشیوخ	بھوپالی' صدیق حسن خان- م ۱۳۰۷ھ- ط لاہور
الاقباس	احمد نحاس- ط اسلامیہ قاہرہ ۱۹۷۲ء
اقتباسات سیرت	ابن عبدالہادی- قاہرہ
اقضیتہ رسولؐ اللہ	قرطبی- محمد بن فرح- م ۳۲۸ھ
الاکتفا	کلاعی' سلیمان بن سالم
اکسیر	بھوپالی' صدیق حسن خان ط نظامی کانپور ۱۲۹۱ھ
اکلیل	ہمدانی- ابو محمد حسن بن احمد- قاہرہ ۱۳۶۸ھ
اکلیل	سیوطی' عبدالرحمان' جلال الدین- م ۹۱۱ھ فاروقی دہلی ۱۲۹۶ھ
اکمال الرجال	خطیب تبریزی- دمشق
الفین	حلی' ابن مطہر- ط الحیدریہ نجف ۱۳۸۸ھ
الام	شافعی' امام محمد بن ادریس- ط کلیات ازہریتہ مصر ۱۹۶۱ء
الامالی	ابن بابویہ' شیخ صدوق- ط - کتاب فروشی طہران ۱۳۴۹ھ
الامالی	قالی اسماعیل بن قاسم بیروت
امامتہ البرہان	آنجہانی' غلام دستگیر خاں- لاہور
الامامت و السیاست	دینوری' عبداللہ بن مسلم- بن قتیبہ- م ۲۷۶ھ- مصطفیٰ البابی قاہرہ ۱۳۲۵ھ
امتاع الاسماء	مقریزی' تقی الدین' احمد بن علی- قاہرہ ۱۹۴۱ء
الامم	کردی' برہان الدین قاہرہ
الاموال	ابوعبید قاسم بن سلام- ط مصطفیٰ البابی الحلبی- مصر
امیرالیسر	دہلوی' بہادر خاں
ابناہ الرواۃ	قفطی' ابوالحسن علی- قاہرہ ۱۳۷۴ھ
انتخاب بخاری	عثمانی' ظفر احمد- ادارہ اسلامیات- لاہور
انتہاء الافہام	حسینی' ابو محمد بصری لکھنؤ
انجاح الحاجتہ	دہلوی' عبدالغنی بن ابی سعید- دہلی ۱۲۸۲ھ
الانس الجلیل	حنبلی' ابوالیمین عبدالرحمان- ط ذھبیہ مصر

...ناب	سمعانی' ابن محمد منصور- ط دائرۃ المعارف- حیدر آباد دکن ۱۳۹۹ء
...ب الاشراف	بلاذری' احمد بن یحیٰ بن جابر- م ۲۵۵ھ- ط دارالمعارف مصر ۱۹۵۹ء
...ان العیوان	حلبی' علی بن برہان الدین- م ۱۰۴۴ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۶۴ء
...صاف	قیروانی اندلسی- م ۱۳۴۱ھ ط مکلیتہ قاہرہ
...صاف	باقلانی' محمد بن طیب- م ۴۰۳ھ- المکیتہ المصریتہ قاہرہ
...وار	ابن عربی' ط مصر ۱۳۳۲ھ
...وار	بکری' احمد بن عبداللہ- ط قاہرہ ۱۳۸۸ھ
...وار التنزیل	بیضاوی' عبداللہ بن عمر- م ۷۹۱ھ ط مصطفیٰ الحلبی قاہرہ ۱۳۸۸ھ
...وار المحمدی ے	بیروتی' یوسف نبہانی- ط الادبیہ- بیروت ۱۳۱۰ھ
...س الاعلام	طہرانی' شیخ محمد صادق- ط کتاب فروشی اسلامیہ طہران
...وائل	سیوطی' جلا الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ- ط مصر
...وائل	عسکری' ابوہلال حسن بن عبداللہ
...وسط	طبرانی' سلیمان بن احمد- م ۳۶۰ھ
...ل البیت	توفیق ابو علم- ط دارالمعارف قاہرہ ۱۹۷۲ء
...ت والبینات	فہری' عبدالحفیظ فاسی- ط رباط
...ضاح	زجاجی' عبدالرحمان- م ۳۳۷ھ- ط دارالعربیہ قاہرہ
...ر الانوار	مجلسی' ملا محمد باقر- ط کتاب فروشی اسلامیہ طہران ۱۳۹۸ھ
...ر الرائق	ابن نجیم- ط ماجدیہ کوئٹہ
...الفوائد	محمد حسین- طہران
...لمحیط	اندلسی' ابن حیان- م ۷۵۴ھ- ط النصر الحدیثیہ ریاض
...یہ والنہایہ	دمشقی' ابوالفدا' ابن کثیر- م ۷۷۴ھ- ط سادۃ مصر ۱۳۴۸ھ
...و التاریخ	مقدسی' مطہر بن طاہر- ط النجا قاہرہ
...الامثال	محمد اندلسی- ط اتحاد بیروت
...الزہور	حنفی' ابن ریاس- ط المیمنہ مصر ۱۳۰۶ھ

Presented by www.ziyaraat.net/

بدائع الصنائع	کاسانی، ملک العلماء علاؤ الدین
البدر الساری	میرٹھی، محمد بدر عالم
البدر السیاری	کشمیری، انور شاہ۔ ط اسلامیہ لاہور ۱۹۷۸ء
البدر الطالع	شوکانی، محمد بن علی، م البدر الطالع قاہرہ ۱۳۴۸ھ
بدیع القرآن	مصری، ابو الاصبع۔ ط فضہ۔ قاہرہ ۱۹۵۷ء
بذل القوۃ	سندی، محمد ہاشم بن عبدالغفور۔ حیدر آباد دکن
براہین قاطعہ	جہرمی، کمال الدین۔ ط محمدیؐ لاہور ۹۷۰ھ
البرکۃ	وصابی، محمد بن عبدالرحمان۔ ط التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ ۱۳۱۳ھ
البرہان	بحرانی، ہاشم بن سید سلیمان۔ ط علمیہ قم ط ۱۳۱۳
البرہان	زرکشی، بدر الدین۔ ط دار المعرفہ بیروت
البستان	ابن مریم ط محمد بن یوسف الجزائر ۱۳۲۶ھ
البستان	لبنانی، شیخ عبداللہ ط المیسریۃ بیروت ۱۹۳۰ء
بستان المحدثین	دہلوی، شاہ عبدالعزیز۔ ط مجتبائی دہلی ۱۸۹۸ء
بصائر ذوا لتمییز	فیروز آبادی، محمد بن یعقوب۔ ط شعون الاسلامیۃ قاہرہ
البصائر و الذخائر	توفیقی، ابو حیان علی بن محمد۔ ط اطلس دمشق
بغیۃ المسترشدین	حضرمی، عبدالرحمان باعلوی۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
بغیۃ الوعاۃ	سیوطی، عبدالرحمان جلال الدین السعادۃ مصر ۱۳۲۶
بلاغات النساء	بغدادی، احمد بن ابی الطاہر۔ م ۲۸۰
البلدان	یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب۔ ط لیدن
بلوغ الارب	آلوسی، محمود شکری۔ ط دار السلام بغداد ۱۳۱۴
بلوغ الامانی	ساعاتی، احمد بن عبدالرحمان۔ برحاشیہ فتح الربانی مصر
بلوغ المرام	عسقلانی، ابن حجر۔ ط الرحمانیۃ مصر ۱۳۵۲ھ
بہجۃ المجالس	ابن عبدالبر۔ م ۴۶۳ھ۔ مصر
بہجۃ النفوس	ازدی، محمد بن ابی حمزہ۔ م ۶۹۹ھ ط ادارہ اسلامیات لاہور

بہشتی زیور	تھانوی، اشرف علی۔ ط مکہ پبلشنگ کراچی
البیان	خوئی، مرجع الاعلیٰ سید ابو القاسم۔ ط موسسۃ الاعلمی بیروت
البیان	صابونی، محمد علی۔ ط دار الارشاد بیروت ۱۹۷۰ء
البیان	گنجی محمد بن یوسف م ۶۵۸ھ۔ ط حیدریہ نجف
البیان و التبیین	جاحظ، ابو عثمان عمر بن بحرین م ۲۵۵۔ ط الفتوح الادبیہ مصر ۱۳۳۲ھ
البیان و التعریف	حسینی، ابن حمزہ۔ م ۱۱۳۰ھ مطبعۃ الباء صلب ۱۳۲۹ھ
التاج الجامع الاصول	منصور مصری۔ ط عیسیٰ البابی قاہرہ
تاج العروس	زبیدی، محمد مرتضیٰ۔ ط قاہرہ ۱۳۰۶ھ
التاریخ	الضرات، ناصر الدین محمد بن عبدالرحیم
تاریخ آل محمدؐ	آفندی، بھلول ۔ بہجت۔ ط آفتاب چہارم
تاریخ ابن خلدون	ابو زید ولی الدین۔ م ۸۰۸ھ المطبعۃ الکبریٰ مصر ۱۲۸۴ھ
تاریخ ابن خلکان	شمس الدین احمد بن محمد۔ م ۶۸۱ھ ط التحفتہ مصر ۱۹۴۸ء
تاریخ ابن مردویہ	ابو بکر احمد بن موسیٰ۔ م ۴۱۶ھ
تاریخ ابن وردی	ابو حفص عمر بن مظفر۔ م ۷۴۹ھ، ط قاہرہ ۱۲۸۵ھ
تاریخ ابو الفدا	عماد الدین اسماعیل۔ ط دار الفکر بیروت ۱۹۵۶ء
تاریخ احمدی	نواب آف پریانواں
تاریخ اسلام	ذہبی محمد بن عثمان بن قائماز۔ ط مصر
تاریخ اسلام	ندوی، معین الدین۔ ط ۔ معارف پریس اعظم گڑھ ۱۳۶۳ھ
تاریخ اصفہان	ابو نعیم، احمد بن اسحاق اصفہانی۔ م ۴۳۰ھ ط لیدن
تاریخ اعثم کوفی	خواجہ، محمد بن علی۔ م ۷۳۲ھ۔ ط محمدیؐ بمبئی ۱۸۶۷ء
تاریخ الامم و الملوک	طبریؒ، محمد بن جریر۔ م ۳۱۰ھ دار القاموس الحدیث بیروت
تاریخ البدایہ و النہایہ	ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل۔ م ۷۷۴ھ ط السعادۃ مصر
تاریخ بغداد	خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن ثابت۔ م ۴۶۳ھ السعادۃ مصر ۱۳۹۴ھ
تاریخ بلاذری	احمد بن یحییٰ بن جابر۔ م ۲۵۵ھ۔ ط دار المعارف مصر

Presented by www.ziyaraat.net/

تاریخ بیہقی — ابوالحسن علی بن زید- م ۴۵۸ھ- ط احمد ٠ بھمسیار طہران ۱۳۱۷ھ
تاریخ جرجان — جرجانی، حمزہ بن یوسف- ط اشاعت العلوم حیدر آباد دکن
تاریخ حضر موت — یافعی، اصلاح الکبریٰ- مصر
تاریخ الخلفاء — سیوطی، عبدالرحمان، جلال الدین- م ۹۱۱ھ ط مجتبائی دہلی ۱۹۱۰ء
تاریخ خمیس — دیاربکری، حسن بن محمد- ط وہبیہ مصر ۱۲۸۳ھ
تاریخ دمشق — ابن عساکر، علی بن حسن- م ۵۷۱ھ بیروت
تاریخ الرقہ — قشیری، محمد بن سعید حرانی- م ۳۳۴- مصر
تاریخ روضۃ الاحباب — حسینی، عطاء اللہ جمال م ۱۰۰۰- ط منشی محمد بہادر امین آباد
تاریخ روضۃ الصفا — محمد خاوند شاہ ط نوا لکشور
تاریخ العراق — عزادی، عباس- ط بغداد ۱۹۳۰ء
تاریخ الفخری — ابن طقطقی، سید محمد بن علی- ط محمد علی مصر
تاریخ فرشتہ — محمد بن قاسم فرشتہ- شیخ غلام علی لاہور
تاریخ القرآن — رامیار، ڈاکٹر محمود- طہران ۱۳۴۶ھ
تاریخ القرآن — زنجانی، ابو عبداللہ- بیروت ۱۳۸۸ھ
تاریخ قرآن کریم — حجتی، سید محمد باقر- ط نشر فرہنگ اسلامی طہران ۱۳۶۰ھ
تاریخ الکامل — جزری، ابن اثیر عزالدین- ط المنیریہ مصر ۱۳۴۹ھ
تاریخ الکامل — میرد ابو العباس- م ۵۷۱ھ- ط الترقی دمشق
تاریخ الکبیر — بخاری، محمد اسماعیل- م ۲۵۳ھ حیدر آباد دکن ۱۸۱۹ء
تاریخ مدینہ دمشق — ابن عساکر، علی بن حسن- م ۵۷۱ھ- مصر
تاریخ مدینہ منورہ — سمہودی، نور الدین- م ۹۱۱ھ- مصر
تاریخ مسعودی — بھیقی، ابوالفضل
تاریخ نیشا پوری — امام حاکم، محمد بن عبداللہ ۴۰۵ھ
تاریخ واقدی — محمد بن عمرو اقدی- م ۲۰۷ھ- کلکتہ ۱۸۵۶ء
تاریخ الوزراء — جہشیاری، ط وی آنا سوئزر لینڈ ۱۹۲۶ء

تاریخ یمن — یمنی، ابو محمد عمارہ- ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۲۸۳ھ
تاریخ یعقوبی — احمد ابی یعقوب- م ۲۷۸ھ ط دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ
تاویل الحدیث — دہلوی، شاہ ولی اللہ- م ۱۱۷۶ھ ط اکیڈمی شاہ ولی اللہ حیدر آباد سندھ
تاویل مختلف الحدیث — دینوری، عبداللہ بن مسلم بن قیتہ- م ۲۷۶ھ القاہرہ ۱۹۵۴ء
تاویل مشکل القرآن — دینوری، عبداللہ بن مسلم بن قیبہ- م ۲۷۶ھ ط علمیہ کردستان ۱۳۲۶ھ
التبرا المسبوک — ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی- م ۸۵۲ھ- ط بولاق ۱۸۹۶ء
التبصیر — اسفرائینی، ابو مظفر طاہر بن محمد
تبصیر الرحمان — کوکنی، علاؤ الدین بولاق
التبیان — ابن قیم، محمد بن ابی بکر- م ۷۵۱ھ مکہ ۱۳۲۱ھ
التبیان — جزائری، شیخ طاہر- قاہرہ ۱۹۳۴ء
التبیان — طوسی، شیخ ابو جعفر محمد بن حسن- م ۴۶۰ھ ط ایران ۱۳۶۴ھ
تجرید اسماء الصحابتہ — ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان- م ۷۴۸ھ ط حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ
تجرید التمہید — مزی، یوسف بن عبدالبر مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ
تجرید الصریح — حسین بن مبارک- ط دارالارشاد بیروت
التحذیر — غماری عبدالعزیز- ط مصطفیٰ محمد مصر
تحفہ اثنا عشریہ — دہلوی شاہ عبدالعزیز- ط ولی محمد کراچی
تحفتہ الاحوذی — مبارکپوری، محمد عبدالرحمان- ط دارالکتب العربی بیروت
تحفتہ الاخیار — مکی- ابن حجر ہیتمی م ۹۷۳ھ- دمشق ۱۲۸۳ھ
تحفتہ السفرہ — ابن عربی، محمد بن عبداللہ- م ۵۴۳ھ- ط آستانہ ۱۳۰۰ھ
تحفتہ المجالس — سیوطی، جلال الدین- م ۹۱۱ھ- مصر ۱۳۲۹ھ
تحفتہ الناظرین — شرقاوی، عبداللہ بن حجازی
تحفتہ النضرہ — المراغی، ابوبکر- ط دارالمعارف قاہرہ
تدریب الراوی — سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ الخیریہ قاہرہ ۱۳۰۷ھ
تذکرۃ الاولیاء — عطار، فرید الدین فخر المطابع بھارت ۱۸۴۷ھ

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تذکرہ اولیاء ہند	دہلوی، مرزا محمد اختر۔ ط دہلی ۱۹۲۸ء
تذکرۃ الحفاظ	ذہبی محمد بن احمد بن عثمان م ۷۴۸ھ ط داراحیاء العربی بیروت
تذکرہ الخواص	ابن الجوزی، ابوالظفر سبط۔ حیدریہ نجف
تذکرۃ الموضوعات	فتنی، محمد بن طاہر
تہذیب التہذیب	ذہبی، محمد بن احمد۔ م ۷۴۸ھ۔ قاہرہ
ترجمان السنۃ	میرٹھی محمد بدر عالم۔ ط سعیدی کراچی
ترجمان القرآن	سیوطی جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ۔ ط مصر ۱۳۱۴ھ
ترجمان القرآن	بھوپالی، صدیق حسن خاں نواب م ۱۳۰۷ھ
ترجمہ علی بن ابی طالب	صفوت، احمد زکی۔ مصر
الترغیب و الترہیب	منذری، عبدالعظیم بن عبدالقوی۔ ط سعادۃ مصر
تسدید القوس	ابن حجر عسقلانی، احمد علی۔ م ۸۵۲ھ
التسہیل	کلبی، محمد بن احمد بن جزی۔ ط داراحیاء الکتب العربی مصر ۱۳۵۵ھ
تطہیر الجنان	ابن حجر مکی ہیتمی۔ م ۹۷۳ھ مکتبۃ القاہرہ مصر ۱۳۸۵ھ
تعجیل المنفعۃ	ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ م ۸۵۲ھ حیدر آباد ۱۳۲۴ھ
التعظیم و المنۃ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ط علی بخش خاں لکھنؤ
التعقیبات	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ط علی بخش خاں لکھنؤ
تعلیق الزینۃ	رازی، احمد بن حمدان۔ ط حجازیہ قاہرہ
التعلیقۃ علی شرح المواقف	سیالکوٹی، شمس الدین عبدالحکیم
تفریح الاحباب	محدث، حسن علی۔ ط دہلی ۱۹۳۹ء
التفسیر	ابن عربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ۔ م ۵۴۳ھ ط بولاق ۱۲۸۳ھ
تفسیر آلاء الرحمان	جواد بلاغی۔ ط مع تفسیر شبر ایران ۱۳۸۵ھ
تفسیر ابن بادیس	عبدالحمید بن بادیس۔ ط دارالفکر مصر
تفسیر ابن کثیر	ابوالفدا اسماعیل دمشقی۔ م ۷۷۴ھ۔ ط احیاء الکتب العربیہ مصر
تفسیر ابو السعود	ابوالسعود۔ ط الشرقیۃ مصر ۱۳۲۴ھ

تفسیر الاتقان	سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
تفسیر اسباب النزول	واحدی، ابوالحسن۔ م ۴۶۸ھ۔ ط الہندیہ قاہرہ
تفسیر اکسیر اعظم	احتشام الدین۔ ط احتشامیہ مراد آباد ۱۳۰۴ھ
تفسیر انوری	بخاری عبدالوہاب بن محمد۔ م ۹۳۲ھ
تفسیر بحر المحیط	اندلسی، ابن حیان۔ م ۷۵۴ھ ط النصر الحدیثیہ ریاض
تفسیر بیانی	عائشہ عبدالرحمان۔ ط دارالمعارف مصر ۱۹۶۶ء
تفسیر بیضاوی	بیضاوی، عبداللہ بن عمر۔ م ۷۹۱ھ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۸۸ھ
تفسیر التبصرۃ	کواشی
تفسیر تبصیر الرحمان	شمس الدین، ابوعبداللہ۔ ط تسنیم کمپنی گوجرانوالہ
تفسیر تبصیر الرحمان	کوکنی، علاؤ الدین۔ بولاق
تفسیر ترجمان القرآن	آزاد، ابوالکلام لاہور
تفسیر ترجمان القرآن	بھوپالی، صدیق حسن خان۔ م ۱۳۰۷ھ۔ ط احمدی لاہور ۱۳۱۳ھ
تفسیر التسہیل	کلبی، محمد بن احمد بن جزی۔ ط داراحیاء الکتب العربیۃ مصر ۱۳۵۵ھ
تفسیر تفہیم القرآن	مودودی، ابوالاعلیٰ۔ ط تعمیر انسانیت لاہور
تفسیر تنویر المقیاس	ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ط محمد امین بیروت
تفسیر ثعلبی	ثعلبی، احمد بن محمد بن ابراہیم۔ م ۴۲۷ھ
تفسیر ثنائی	ثناء اللہ۔ ط ترجمان السنۃ لاہور
تفسیر جامع	بروجردی، سید ابراہیم
تفسیر جامع البیان	طبری، محمد بن جریر۔ م ۳۱۰ھ۔ ط المیمنہ مصر
تفسیر جامع البیان	لاکھی، معین الدین۔ ط دار النشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ
تفسیر جلالین	سیوطی۔ جلال الدین۔ عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ محمد امین بیروت
تفسیر حاشیہ شیخ زادہ	قوجوی، محی الدین۔ ط مکتبہ یوسف دیوبند ۱۹۷۲ء
تفسیر حجۃ التفاسیر	بلاغی، سید عبدالحجۃ۔ ط چاپ حکمت قم ۱۳۸۵ھ
تفسیر حسینی	کاشفی، حسین واعظ۔ ط نوا لکشور لکھنؤ ۱۹۷۷ء

سہیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تفسیر حقانی	دہلوی، شیخ عبدالحق دہلوی، ط شیخ غلام علی لاہور ۱۳۶۴ھ
تفسیر خازن	خازن علاؤ الدین علی بن محمد۔ م ۷۲۵ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۷۵ھ
تفسیر در منثور	سیوطی، جلال الدین۔ عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ط محمد امین بیروت
تفسیر رموز الکنوز	دمشقی، عبدالرزاق
تفسیر روح البیان	حقی، شیخ اسماعیل۔ ط العثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ
تفسیر روح المعانی	آلوسی سید محمود ط انتشارات جہان۔ طہران
تفسیر زاد المسیر	ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمان۔ م ۶۵۴ھ۔ ط مکتب اسلامی دمشق ۱۹۶۴ء
تفسیر سراج المنیر	شیرینی، شمس الدین۔ ط مصطفیٰ البابی مصر
تفسیر سواطع الالہام	فیضی ابوالفیض۔ ط نوا لکشور لکھنؤ
تفسیر شبر	سید عبداللہ شبر۔ م ۱۲۴۲ھ۔ ط داراحیاء التراث قاہرہ
تفسیر شواہد التنزیل	حکانی، ابوالقام۔ ط موسسہ اعلمی بیروت ۱۳۸۳ھ
تفسیر صافی کاشانی	ملا محسن فیض۔ ط دارالکتب الاسلامیتہ طہران ۱۳۹۳ھ
تفسیر طبریٰ	محمد بن جریر۔ م ۳۱۰ھ۔ ط میمنہ مصر
تفسیر طنطاوی	طنطاوی
تفسیر عزیزی	عبدالعزیز دہلوی۔ ط سعیدی کراچی
تفسیر غرائب القرآن	دینوری، محمد بن مسلم بن قتیبہ۔ م ۲۷۶ ط عیسیٰ البابی مصر ۱۹۵۸ء
تفسیر فتح البیان	بھوپالی، نواب صدیق حسن خان۔ م ۱۳۰۷ھ۔ ط العاصمہ مصر
تفسیر فتح القدیر	شوکانی، محمد بن علی بن محمد۔ م ۱۲۵۰ھ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۵۰ھ
تفسیر فی ظلال القرآن	سید قطب بیروت
تفسیر قادری	فخر الدین۔ ط نو لکشور لکھنؤ
تفسیر قاسمی	قاسمی، جمال الدین، ط عیسیٰ البابی مصر ۱۹۵۷ء
تفسیر القرآن	ابن عربی، محی الدین محمد بن عبداللہ۔ م ۵۴۳ھ ط دار الیقظتہ العربیہ بیروت
تفسیر قرطبی	ابو عبداللہ محمد بن حرج۔ م ۳۲۸ھ ط دارالکتب العربی مصر ۱۳۵۷ھ
تفسیر قمی	قمی، علی بن ابراہیم۔ ط الہدیٰ نجف ۱۹۶۸ء

تفسیر القیم	ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ مکہ ۱۳۶۸ھ
تفسیر الکاشف	مغنیتہ، محمد جواد۔ ط دار لعلم بیروت ۱۹۶۸ء
تفسیر کبیر	رازی، امام فخر الدین۔ م ۶۰۶ھ ط دارالکتب العلمیتہ طہران
تفسیر کشف البیان	علبی، احمد بن محمد۔ م ۴۲۷ھ
تفسیر کشاف	زمخشری، جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر۔ م ۵۳۸ھ۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۶۷ھ
تفسیر لوامع التنزیل	حائری، سید علی
تفسیر ماتریدی	مجلسی، محمد بن محمد۔ ط اسلامیہ قاہرہ ۱۹۷۱ء
تفسیر مجاز القرآن	ابو عبیدہ۔ القاہرہ ط ۱۹۵۴ء
تفسیر مجمع البیان	طبرسی، ابو علی فضل بن حسن۔ ط احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۳۰ھ
تفسیر المراغی	مراغی، احمد مصطفیٰ۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۶۲ء
تفسیر مظہری	پانی پتی، قاضی محمد ثناء اللہ۔ ط اشاعت العلوم حیدر آباد
تفسیر معالم التنزیل	بغوی، ابو محمود حسین بن مسعود۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۷۵ھ
تفسیر المعوذ تین	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم۔ م ۷۲۸ھ۔ ط دارالترجمہ لاہور
تفسیر المنار	رضا، محمد رشید۔ ط المنار مصر
تفسیر المنیر	حاوی، محمد نووی۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۷۵ھ
تفسیر منہج الصادقین	کاشانی، فتح اللہ۔ ط دار لکتب الاسلامیہ طہران
تفسیر المواہب	حسین واعظ طہران
تفسیر مواہب الرحمان	امیر علی ط نوا لکشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء
تفسیر موضح القرآن	دہلوی، شاہ عبدالقادر۔ لاہور
تفسیر المیزان	طباطبائی، محمد حسین ط دارالکتب الاسلامیہ طہران
تفسیر نزول القرآن	اصفہانی، ابو نعیم احمد بن اسحاق۔ م ۴۳۰ھ
تفسیر سفی	سفی، عبداللہ بن احمد۔ داراحیاء الکتب العربی مصر
تفسیر نعیمی	نعیمی احمد یار۔ ط مکتبہ اسلامیہ گجرات
تفسیر نمونہ	جمعی از نو سیند گان۔ ط دارالکتب الاسلامیتہ طہران ۱۳۵۴ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تفسیر نور الثقلین	حویزی، عبد علی بن جمعتہ- م ۱۱۱۲ھ- ط دار الکتب العلمیتہ قم
تفسیر نیشاپوری	نیشاپوری، حسن بن محمد- ط میمنہ مصر
تفسیر الواضح	حجازی، محمود- ط استقلال الکبریٰ مصر ۱۹۶۴ء
تفسیر وحیدی	وحید الزمان- دہلی
تقریب التہذیب	ابن حجر عسقلانی- م ۸۵۲ھ- لکھنؤ
تقویتہ الایمان	شہید شاہ اسماعیل- ط مجیدی کانپور
تقویم البلدان	ابو الفدا اسماعیل- پیرس ۱۸۴۰ء
التکامل فی الاسلام	احمد امین- ط دار المعرفتہ بیروت
تکملہ	ابن خلدون، ولی الدین- م ۸۰۸ھ ط المطبعتہ الکبریٰ مصر ۱۲۸۴ھ
تکمیل المرام	فاسی، محمد عبد القادر- ط فاس ۱۳۱۰ھ
تلبیس ابلیس	ابن جوزی، عبد الرحمان ابو الفرج- م ۵۹۷- ط قاہرہ ۱۹۲۸ء
تلخیص	بلخی، محمد بن یوسف- ط حیدری بمبئی
تلخیص المستدرک	ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد- م ۷۴۸ھ- ط دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۳۴ھ
تلخیص نور المصباح	دمیاطی- قاہرہ ۱۲۹۹ھ
تمیز الطیب	زبیدی، ابن ربیع عبد الرحمان- مصر
تنبیہہ الغافلین	سمرقندی، نصر بن محمد- ط مصطفیٰ البابی مصر
تنزیل الایات	حسین بن حاکم- طہران
تنزیہ الشریعتہ	کنانی، ابو الحسن علی بن محمد- قاہرہ
تنقیح المقال	مامقانی، عبد اللہ- ط نجف ۱۳۵۲ھ
توضیح الدلائل	شہاب الدین احمد
توضیح الدلائل	یحییٰ صالحانی
تہذیب الاحکام	طوسی ابو جعفر محمد بن حسن- م ۴۶۰ھ دار الکتب اسلامیہ طہران
تہذیب الاسماء و اللغات	نووی، محمد الدین یحییٰ بن شرف- م ۶۷۶ھ- ط القاہرہ ۱۳۲۵ھ
تہذیب تاریخ ابن عساکر	بدران، عبد القادر بن احمد- مکتبہ عربیہ دمشق ۱۳۴۹ھ

تہذیب التہذیب	ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی- م ۸۵۳ھ اشاعت اسلامیہ حیدر آباد ۱۳۲۵ھ
التیسیر	دانی، عثمان بن سعید- ط قاہرہ ۱۳۱۰ھ
تیسیر الباری	وحید الزمان دھلوی- ط نعمانی کتب خانہ۔ لاہور
تیسیر الوصول	شیبانی، عبد الرحمان بن علی- م ۹۴۴ھ مصطفیٰ البابی مصر
الثغور الباسمتہ	سیوطی، جلال الدین عبد الرحمان- م ۹۱۱- ط اولاد غلام رسول بمبئی
ثلاث رسائل	جاحظ، ابو عثمان عمرو بن بحرین- م ۲۵۵ھ- ط سلفیہ قاہرہ ۱۳۴۴ھ
ثمار القلوب	ثعالبی، ابو منصور عبد الملک بن محمد- قاہرہ
ثمرات المطالعہ	حضرمی، سید محمد بن عقیل
جالیتہ الکدر	ابیاری، عبد الہادی- ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
جامع الاخبار	ابن بابویہ، ابو جعفر محمد بن علی قمی- ط حیدریہ نجف
جامع الاصول	جزری، ابن اثیر- م ۶۰۶ھ- ط السنتہ الحمدیہ مصر ۱۳۷۲ھ
جامع البیان	طبریٰ، محمد بن جریر- م ۳۱۰ھ- میمنہ مصر ۱۳۲۴ھ
جامع البیان	لا بجیٔ، معین الدین دار النشر الکتب الاسلامی گوجرانوالہ
جامع ترمذی	ترمذی، محمد بن عیسیٰ- م ۲۷۹ھ ط نور محمد کراچی
جامع التواریخ	محمد مسرور- ط نوا لکشور لکھنؤ
الجامع الصغیر	سیوطی، جلال الدین عبد الرحمان- مکتبہ اسلامیہ سمندری
جامع کرامات اولیاء	بنہانی، یوسف البیروتی قاہرہ ۱۳۲۹ھ
الجامع لاحکام القرآن	قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد- م ۳۲۸ھ دار الکتب العربیہ قاہرہ ۱۳۵۷ھ
الجامع المحرر	ابن عطیتہ، عبد الحق بن ابی بکر- قاہرہ
جامع المسانید	ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت
جذب القلوب	دھلوی، شیخ عبد الحق- ط مجتبائی دہلی
جذوۃ الاقتباس	ابن القاضی- ط فاس ۱۳۰۹ھ
الجرح و التعدیل	رازی، ابن منذر عبد الرحمان- ط حیدر آباد
جلالین	سیوطی، جلال الدین عبد الرحمان- م ۹۱۱ھ- ط محمد امین دج بیروت

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

جلاء العین	آلوسی، نعمان بن محمود، ط الوقائع المصریتہ قاہرہ ۱۲۷۸ھ
جلاء العیون	مجلسی، محمد باقر- ط آفتاب خیابان ناصر خسرو طہران
الجمع بین الصحاح	سرقسطی، ابوالحسن زرین عبدری
الجمع بین الصحیحین	حمیدی، محمد بن ابی نصر
جمع الجوامع	سبکی ط مصر ۱۳۰۴ھ
الجمع الجوامع	سیوطی، جلال الدین- م ۹۱۱ھ مصر ۱۳۲۷ھ
جمع الفوائد	فاسی، محمد بن محمد بن سلمان- ط مکتبہ اسلامیہ سمندری
جمع الوسائل	ہروی، علی بن سلطان- قاہرہ
جمہرۃ اللغتہ	ابن درید- حیدر آباد دکن ۱۳۴۴ھ
جنی الجنتین	محبی، محمد امین- ط قدسی قاہرہ
الجوامع	ابن تیمیہ، تقی الدین- م ۷۲۸ھ بمبئی ۱۳۰۶ھ
الجواب الصحیح	ابن تیمیہ، تقی الدین قاہرہ ۱۳۲۲ھ
الجواب الکافی	ابن قیم، شمس الدین بن ابی بکر- م ۷۵۱ھ- ط الادبیہ قاہرہ
الجواب الکافی	باخرزی، ابوالحسن علی بن حسن
جواہر البغار	نبہانی، یوسف بیروتی- م مصطفیٰ البابی قاہرہ م ۱۹۴۰ء
جواہر البخاری	مصطفیٰ محمد- تجارۃ الکبریٰ مصر
جواہر الحسان	قنائی ابن محمد اکرم- بولاق
جواہر العقدین	سمہودی، نور الدین- م ۹۱۱ھ ط محلاتی بمبئی ۱۳۱۱ھ
جواہر الکلام	طنطاوی قاہرہ
جواہر القرآن	غزالی، ابو حامد محمد- م ۵۰۵ھ ط کردستان ۱۳۲۹ھ
جواہر المضیتہ	ابن ابی الوفا ابو محمد عبدالقادر دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ
جواہر النظامیہ	اعرجی، حسن بن علی
حاشیتہ شیخ زادہ	قوجوی، محی الدین- ط مکتبہ یوسف دیو بند ۱۹۷۲ء
الحاشیتہ علی شرح التجرید	کنبوی، مفتی جمال خاں

الحاشیتہ علی عقائد النسفی	قسطلانی، مصلح الدین مصطفیٰ
حاشیہ قبسات	میر، باقر داماد
الحاوی للفتاوی	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ- ط، نوریہ رضویہ فیصل آباد
الحبائک	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان ط دار لتقریب قاہرہ
حبیب السیر	خواند میر، غیاث الدین م ۱۹۳۲ھ- ط بمبئی ۱۲۷۳ھ
الحجتہ	شیبانی، محمد بن حسن ط اشاعت اسلام حیدر آباد
حجتہ اللہ البالغتہ	دہلوی، شاہ ولی اللہ- م ۱۱۷۶ محمد سعید احمد کراچی
حدیث الاسلام	مصری، محمد مصطفیٰ- ط مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ
حدیقتہ الاخراج	شیروانی، احمد قاہرہ
حدیقتہ الجوامع	حسین بن اسماعیل- ط استانبول ۱۲۸۱ھ
حذف	سدوسی، ابن عمر- ط دار العروبہ قاہرہ
حسن الاثر	بیروتی، درویش- الکشاف بیروت
حسن الاسوۃ	بھوپالی، صدیق حسن خان- م ۱۳۰۷ھ آستانہ
حسن المحاضرہ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ ط الشرقیتہ مصر ۱۳۲۷ھ
الحصن الحصین	جزری، محمد بن محمد- ط الجبہ مصر ۱۲۷۷ھ
حق الیقین	شبر، سید عبداللہ- ط مرکز انتشارات اعلمی طہران
حق الیقین	مجلسی، ملا محمد باقر- کتاب فروشی اسلامیتہ طہران
حلیتہ الاولیاء	اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبداللہ- م ۴۳۰ھ دار الکتب العربی بیروت
حلیتہ البشر	حنبلی، حسن بن ابراہیم- ط اللغتہ العربیہ مصر
حوادث الجامعتہ	ابن فوطی بغداد
حیاۃ الحیوان	دمیری، کمال الدین محمد بن عیسیٰ- م ۸۰۸ھ- ط دار الفکر بیروت
حیاۃ الصحابتہ	کاندھلوی، محمد یوسف- ط دار القلم دمشق ۱۳۸۹ھ
خازن	خازن، علاؤ الدین- م ۷۲۵ھ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۷۵ھ
خراج	قاضی، ابو یوسف ط سلفیہ مصر

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

الخریدۃ الیعینہ	آلوسی، سید محمود ط حجر مصر ۱۲۷۰
خزانتہ الادب	نقی الدین بیروت
خزانتہ الادب	بغدادی عبدالقادر۔ بولاق ۱۲۷۷ھ
الخصائص	عثمان بن جنی۔ م ۳۹۲ھ۔ مصر ۱۳۳۱ھ
خصائص علی	نسائی، احمد بن علی بن شعیب۔ م ۳۰۳ھ۔ ط الحیدریہ نجف ۱۳۸۸ھ
خصائص علویہ	نضری، علی بن ابراہیم
خصائص الکبریٰ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان م ۹۱۱ھ۔ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۰ھ
الخطط التوفیقیہ	مبارک، علی پاشا۔ بولاق
الخطط والاثار	مقریزی، ابن عبدالقادر۔ ط نوادرالاحیاء لبنان
۱۰ الخطط الجریدۃ	علی مبارک بولاق ۱۳۰۵ھ
خلاصہ تذہیب الکمال	خزاجی، صفی الدین ط الخیریہ مصر
خلاصتہ المناقب	دھلوی، شیخ سلام اللہ
خلاصتہ الوفا	سمہودی، نور الدین۔ م ۹۱۱ھ
خلافت و ملوکیت	مودودی، ابوالاعلیٰ۔ ط ترجمان القرآن لاہور
خلفاء محمد	ابوالنصر، عمر
الخمیس	دیار بکری، حسن بن محمد۔ ط الوہبیتہ مصر ۱۲۸۳ھ
الخوارج	مبرو، محمد بن یزید۔ م ۲۸۶ھ ط علمیتہ لاہور
الخیرا لکثیر	دہلوی، شاہ ولی اللہ۔ م ۱۱۷۶ھ لاہور ۱۹۰۹ء
دائرہ معارف اسلامیہ	زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب۔ ط پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۳۸۴ھ
الداء والدواء	ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ۔ ط مدنی لاہور
دبستان المذاہب	کشمیری مرزا محسن۔ ط بمبئی
دراسات اللبیب	سندھی، معین بن امین۔ کراچی ۱۹۵۷ء
۱۰ درایتہ	عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی۔ م ۸۵۲ دہلی ۱۸۸۲ء
	بجستانی، ابو سعید دہلی

الدرۃ الجزیدۃ	سوسی، ابن بیروت
الدر الثمین	بلخی، محمد بن یوسف
الدر السمین	قاسی، محمد بن احمد
الدرالکامنہ	عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی۔ م ۸۵۲ھ دائرہ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۴۸ھ
درمختار	زیدان بدران مصر ۱۹۳۵ء
درمختار	خصلعی، محمد علاؤ الدین۔ ط بجستانی دہلی
در معظم	کمال الدین علاؤ الدین ط محلاتی بمبئی ۱۳۱۱ھ
الدر المنشرے	عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی۔ م ۸۵۲ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵۶ھ
الدر المنشرے	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ میمنہ مصر ۱۳۰۷ھ
الدر المنشرۃ	عجلونی مصر
الدر المنثور	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ط المیمنہ مصر ۱۳۱۴ھ
الدرۃ الانوار	مغربی، محمد بن حاج
درۃ الناصحین	شاکری، عثمان بن حسن۔ ط عبدالسلام شقرون
الدرو اللآل	السنی، محمد ط اتحاد بیروت
الدر النشیر	سیوطی، جلال الدین۔ م ۹۱۱ مصر ۱۲۷۶ھ
الدار النفیس	حلبی، ابوالعباس احمد۔ ط فاس ۱۳۱۴ھ
دلائل النبوۃ	اصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبداللہ۔ م ۴۳۰ھ ط اشاعت اسلام حیدر آباد دکن ۱۳۳۰ھ
دلائل النبوۃ	بیہقی، احمد بن حسین بن علی۔ م ۴۵۸
دوول الاسلام	ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ م ۷۴۸ھ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۳۱ھ
ذخائر العقبی	طبریٰ، محب الدین۔ م ۶۹۴ھ مکتبتہ القدسی قاہرہ ۱۳۵۶ھ
ذخائر المواریث	نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل۔ ط دارالمعارف قاہرہ
ذخیرۃ العقبی	عاشق علی خان
ذخیرۃ المال	عجیلی، عبدالقادر
۱۰ ذیل الامالی	قالی، اسماعیل بن قاسم ط مصطفیٰ البابی مصر

Presented by www.ziyaraat.net/

ذیل الجواہر — قاری، ملا علی۔ م ۱۰۱۴ھ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۲ھ
ذیل اللئالی — سیوطی، جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ نوا لکشور لکھنؤ
ذیل المذیل — طبری، محمد بن جریر۔ م ۳۱۰ھ
راموز الاحادیث — گمشخانوی، احمد ضیاء الدین۔ م ۱۳۱۱ھ ط تشلہ ہمایوں آستانہ
ربیع الابرار — زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر۔ م ۵۳۷ھ لیدن
الرجال — دہلوی، شیخ عبدالحق۔ م ۱۰۵۲ھ نور محمد کراچی
الرجال — نجاشی ط مرکز نشر کتاب ایران
الرجال — کشی، محمد بن عمر۔ ط الموسستہ الاعلمی کربلا
رحمتہ للعالمین — منصور پوری، قاضی محمد سلیمان۔ ط شیخ غلام علی لاہور
الرحیم والرحمان — شافعی مسعود بن حسن قاہرہ
رد مختار — شامی، ابن عابدین ط مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ
الرسالتہ — شافعی، محمد بن ادریس
الرسالتہ — قشیری، قاہرہ ۱۳۱۸ھ
الرسالتہ — کنانی، محمد بن جعفر
رسالتہ الجاحظ — جاحظ، ابو عثمان عمرو بن بحرین۔ م ۲۵۵ھ
رسالتہ الصحابتہ — ابن مقفع
رسالتہ النقض علی العمانیتہ — اسکافی، ابو جعفر عبداللہ
رشفتہ الصاری — علوی، ابوبکر بن شہاب۔ ط مکتبتہ القاہرہ مصر
الرصف — عاقوی، جمال الدین۔ ط الامل السالمیتہ کویت
الرعایتہ — محاسبی، حارث بن اسد
رغبتہ الامل — مرصفی، سید بن علی
رفع العجاجتہ — دہلوی، وحید الزمان۔
رفع العروش الخاویتہ — بریلوی، احمد رضا خان
رفع اللبس والشبہات — ادریسی، احمد بن سودہ۔ ط دار المعارف قاہرہ ۱۳۲۱ھ

رفع الملام — ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم۔ م ۷۲۸ھ
روائح المصطفیٰ — حنفی صدر الدین
الروح — ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ
روح الارواح — ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان۔ م ۵۹۷ھ مصر ۱۳۰۹ھ
روح البیان — حقی شیخ اسماعیل۔ ط عثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ
روح القدس — ابن عربی، محی الدین ابو بکر۔ م ۵۴۳ھ مصر ۱۲۸۱ھ
روح المعانی — آلوسی، شہاب الدین محمود۔ ط انتشارات جہان طہران
روض الاخیار — ابن خطیب، قاسم بن یعقوب۔ ط المیمنہ مصر ۱۳۰۷ھ
الروض الازہر — کاکوروی، قلندر ہندی۔ م ۱۲۸۰ھ ط اشاعت اسلام حیدر آباد دکن
روض الانف — خشعمی، عبدالرحمان عبداللہ۔ م ۵۸۱ھ مصر ۱۹۱۴ء
روض الجنان — رازی، ابو الفتوح طہران ۱۳۳۵ھ
الروض الفائق — حریفش، شعیب بن عبداللہ۔ ط عبدالحمید مصر ۱۳۶۹ھ
روضات الجنات — سفراری، محمد زجی۔ م ۸۹۹ھ الکلیتہ طہران ۱۳۰۶ھ
روضتہ الاحباب — حسینی، عطاء اللہ جمال۔ ط منشی محمد بہادر امین آباد
روضتہ الصفاء — ہروی، محمد خاوند شاہ۔ ط نوا لکشور لکھنؤ ۱۹۱۴ء
روضتہ المناظر — ابن شحنہ، محب الدین۔ م ۸۱۵ھ۔ ط المیریہ مصر ۱۳۴۹ھ
روضتہ الندیہ — راشدی، مصطفیٰ م ۱۱۸۲ھ۔ ط خیریہ مصر ۱۳۵۹ھ
ریاض الجنت — فہری، عبدالحفیظ۔ حیدر آباد دکن
ریاض الصالحین — نووی، محی الدین۔ م ۶۹۴ھ۔ ط حسینیہ مصر ۱۳۲۷ھ
ریاض النفوس — مالکی، محمد بن عبداللہ۔ ط السھفہ قاہرہ
زاد المسیر — ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمان۔ م ۶۵۴ھ۔ ط مکتب اسلامی مصر
زاد المعاد — ابن القیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ۔ ط کانپور ۱۲۹۸ھ
زبدۃ التواریخ — حافظ ابرو استانبول
الزواجر — مکی احمد بن محمد بن علی بن حزم ۹۷۳ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

زین الفتی	عاصمی، احمد بن محمد
الزینتہ	رازی، احمد بن حمدان۔ م ۳۲۲ھ۔ ط دارالکتاب العربی مصر
السبل الجلیہ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان م ۹۱۱ھ۔ ط۔ اشاعت اسلام حیدر آباد دکن
سبل الہدیٰ	شامی، محمد بن یوسف۔ م ۹۴۲ھ
سراج المیر	شیرینی، شمس الدین۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
سرالشہادتین	دہلوی، شاہ عبدالعزیز۔ ط مجتبائی دہلی
سرالعالمین	غزالی ابو حامد محمد۔ م ۵۰۵ھ۔ ط النعمان نجف ۱۳۸۵ھ
سعادۃ الدارین	بنہانی، یوسف بیروتی۔ ط۔ داراحیاء التراث العربی بیروت
سعد الشموس والاقمار	وردیفی، عبدالقادر عبدالکریم۔ م ۱۳۰۹ھ۔ ط۔ التقدم العلیمتہ قاہرہ ۱۳۳۰ھ
سفینتہ البحار	قمی، شیخ عباس۔ ایران ۱۳۵۵ھ
سنن دار قطنی	دار قطنی، علی بن عمر۔ م ۱۳۸۵ھ
سنن دارمی	دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان۔ م ۲۵۵ھ۔ ط الاعتدال دمشق
السنن الکبریٰ	بیہقی، احمد بن حسین۔ م ۴۵۸ھ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۵۵ھ
سنن المصطفیٰ	قزوینی، محمد بن یزید بن ماجہ۔ م ۲۷۳ھ۔ط۔ نور محمد کراچی
سنن نسائی	نسائی، احمد بن علی بن شعیب۔ م ۳۰۳ھ۔ط۔ المیمنہ مصر
سواطع الالہام	فیضی، ابو الفیض۔ ط۔ نوا لکشور لکھنؤ
سیر اعلام النبلاء	ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ م ۷۴۸ھ دائرۃ المعارف مصر ۱۹۵۵ء
السیر الکبیر	دمشقی، محمد بن حسن
سیرت	ابن کثیر، ابو الفدا۔ م ۷۷۴ھ۔ ط۔ عیسیٰ الحلبی قاہرہ
سیرت حلبیہ	حلبی، برہان الدین۔ م ۱۰۴۴ھ۔ ط۔ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۶۴ء
سیرت مصطفیٰؐ	محمد ادریس ط۔ مکہ پبلشنگ لاہور
سیرت علویہ	شاہ۔ محمد حیدر
سیرت عمر	ابن جوزی، سبط۔ م ۶۵۴ھ
سیرت النبیؐ	ندوی، سید سلمان ط معارف شہر اعظم گڑھ

سیرت النبیؐ	قاری، ملا علی ہروی م ۱۰۱۴ھ
سیرت نبویہؐ	ابن اسحاق م ۸۵ھ
السیرۃ النبویتہ	ابن ہشام، محمد عبدالملک حمیری م ۲۱۸ھ۔ ط مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۳۶ء
السیرۃ النبویتہ	دحلان، سید احمد زینی۔ م ۱۲۲۵ھ۔ مصر
السیرۃ النبویتہ	کازرونی، شیخ ظہیر الدین۔ ط۔ مصطفیٰ البابی لحلبی مصر
السیف المسلول	پانی پتی، محمد ثناء اللہ۔ م ۱۲۲۵ھ مصر
السیف الیمانی المسول	کافی، محمد بن یوسف۔ ط۔ الترقی شام
شذرات الذہب	حنبلی، عبدالحی بن عماد۔ م۔ ۱۰۸۹ھ۔ قاہرہ
الشذرات الذہبتہ	ابن طولون، شمس الدین محمد۔ قاہرہ ۱۳۵۰ھ
شرح اربعین	کرمانی، شیخ محمد۔ آستانہ
شرح ارجوزہ	شیخ سعدیؒ
شرح تجرید	قوشچی، علی بن محمد۔ ایران ۱۲۷۴ھ
شرح تحفہ علویہ	یمانی، صلاح الدمیر۔ م ۸۲۰ھ
شرح ترمذی	مبارکپوری، محمد عبدالرحمان۔ ط۔ دارالکتب العربی بیروت
شرح الجامع الصغیر	مناوی، شیخ زین الدین۔ ط۔ مصطفیٰ البابی مصر
شرح الرسالتہ الولایتہ	آمدی، عبدالوہاب۔ ط۔ آستانہ ۱۲۶۱ھ
شرح سیرت ابن ہشام	زرخشی ابو ذر۔ مصر ۱۳۲۹ھ
شرح سیرت کبیر	سرخشی۔ شرکت مساہمہ مصر ۱۹۵۷ء
شرح الشمائل المحمدیتہ	بیجوری، ابراہیم۔ م ۱۲۷۷ھ۔ مصریہ بولاق
شرح شواہد المغنی	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ۔ قاہرہ ۱۳۲۲ھ
شرح صحیح بخاری	بنارسی، امان اللہ بن نور اللہ
شرح صحیح بخاری	بیانی، شیخ ابو یوسف
شرح صحیح بخاری	بھوپالی، صدیق حسن خاں۔ م ۱۳۰۷ھ
شرح صحیح بخاری	عسقلانی، ابن حجر۔ م ۸۵۲ھ۔ ط خیریہ مصر ۱۳۲۵ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

شرح صحیح بخاری	عینی، بدرالدین ابو محمد- م ۸۵۵ھ- ط منیریہ مصر
شرح صحیح بخاری	قسطلانی، احمد بن محمد- م ۹۲۳ھ- ط- نوا لکشور کانپور
شرح صحیح بخاری	کرمانی، - ط- البہیتہ مصر ۱۹۳۷ء
شرح صحیح مسلم	شبیر احمد- ط الحجاز کراچی
شرح صحیح مسلم	نووی، محی الدین یحییٰ بن شرف- م ۶۷۶ھ- ط- ملک سراج الدین لاہور ۱۳۷۶ھ
شرح طحاویہ	ابن ابی العز- ط- دارالمعارف مصر ۱۳۷۳ھ
شرح عقائد سفی	تفتازانی، مسعود بن عمر- م ۷۹۲ھ ط سعیدی کراچی
شرح عین العلم	قاری، نور الدین- ط- المیریتہ مصر
شرح فقہ اکبر	قاری، ملا علی بن سلطان- م ۱۰۱۴ھ- ط مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ
شرح فقہ اکبر	مغنیاوی
شرح کامل	مرصفی، سید بن علی
شرح مشکواۃ	دہلوی، شیخ عبدالحق- م ۱۰۵۲ھ- ط- کارخانہ محمدی بمبئی ۱۲۷۸ھ
شرح مشکواۃ	دہلوی، قطب الدین ط نو لکشور لکھنؤ
شرح مشکواۃ	قاری، ملا علی بن سلطان ۱۰۱۴ھ- ط- امدایہ ملتان
شرح مصابیح السنتہ	تور بشی، فضل اللہ
شرح المقاصد	تفتازانی، مسعود بن عمر م ۷۹۲ھ- ط- آستانہ
شرح مواقف	جرجانی، شریف
شرح المواہب اللدنیہ	بیجوری، ابراہیم بن محمد
شرح المواہب اللدنیہ	باقی، محمد بن عبد ط رزہریہ مصر ۱۳۲۵ھ
شرح نہج البلاغتہ	فیض الاسلام، سید علی نقی- کتاب فروشی اسلامیہ تہران ۱۳۸۵ھ
شرح نہج البلاغتہ	مرصفی، محمد حسن نائل
شرح نہج البلاغتہ	معتزلی، ابن ابی الحدید- م ۶۵۵ھ دارالکتاب العربی مصر ۱۳۲۹ھ
شرح نہج البلاغتہ	مفتی، محمد عبدہ قاہرہ
شرح وصایہ	خادمی، ابو سعید ط استنبول

شرح وافیتہ	بغدادی، محسن ط نوا لکشور لکھنؤ
شرف المصطفیٰ	ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان- م ۵۹۷ھ
الشرف الموبد	بنہانی، شیخ یوسف بیروتی م ۱۳۵۰ھ مصطفیٰ البابی مصر
شرف النبیؐ	خرگوشی، عبدالملک بن محمد
شرف النبیؐ	کارزونی، شیخ ابوالحسن
الشعرو الشعراء	دنیوری، مسلم بن قتیبہ- م ۲۷۶ھ- ط- السقاء قاہرہ
الشفاء	یحصبی، موسیٰ بن عیاض قاضی- م ۹۴۴ھ ط عثمانیہ قاہرہ ۱۳۱۲ھ
شفاء العزام	تقی الدین م ۸۳۲ھ داراحیاء الکتب العربیتہ مصر
الشماریخ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ- ط لیدن ۱۸۹۴ء
شواہد التنزیل	حسکانی، ابوالقاسم- ط- موستہ الاعلمی بیروت ۱۳۹۳ھ
شواہد الکتاب	خفاجی، شیخ محمد عبدالمنعم
شواہد النبوۃ	جامی، عبدالرحمان ط مکتبہ نبویہ لاہور
الشہاب الثاقب	ابن وردی
الشہاب الثاقب	پانی پتی- ثناء اللہ ط قسطنطنیہ ۱۹۴۳ء
الصارم المسلول	ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس- م ۷۲۰ھ حیدر آباد دکن ۱۳۲۲ھ
صافی شرح کافی	ملا خلیل ط نوا لکشور لکھنؤ
صافی	کاشانی، ملا محسن فیض- دارالکتب الاسلامیہ طہران ۱۳۷۴ھ
صبح الاعشیٰ	قلقشندی، ابوالعباس احمد- م ۸۲۱ھ- ط- وزارۃ الثقافتہ قاہرہ ۱۹۶۳ء
الصحاح	جوہری، ط بولاق ۱۲۸۲ھ
الصحیح	بخاری، محمد بن اسماعیل- م ۲۵۶ھ العثمانیہ مصر ۱۳۵۱ھ
الصحیح	ترمذی، محمد بن عیسیٰ- م ۲۷۹ھ نور محمد کراچی
الصحیح	تمیمی، محمد بن احمد بن حیان- م ۳۵۴ھ
الصحیح	دار قطنی علی بن عمر- م ۳۸۵ھ
الصحیح	نیشاپوری، مسلم بن حجاج م ۲۶۱ھ- ط ملک سراج الدین لاہور

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

سراج	جمال القرشی، ابوالفضل محمد بن عمر ط نوا لکشور	
صراط السوی	شیخانوی، محمود بن محمد	
صفتہ الصفوۃ	ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمان۔ م ۵۹۷ھ دائرۃ المعارف	حیدر آباد دکن ۱۳۵۵ھ
الصفین	ابن مزاحم، نصر۔ ط۔ المنوستہ العربیتہ	مصر ۱۳۶۵ھ
الصلوۃ	ابن قیم، محمد بن ابی بکر م ۷۵۱ھ	المطبعتہ الامام قاہرہ
صلح الاخوان	نقشبندی، داؤد بن سلیمان۔	بمبئی
الصواعق الالہیتہ	بجدی، ابن عبدالوہاب	
الصواعق المحرقہ	ہیتمی، احمد بن حجر مکی۔ م ۹۷۳ھ	مکتبہ القاہرہ مصر ۱۳۸۵ھ
الضوء اللامع	السخاوی، شمس الدین محمد بن عبداللہ۔ ط	قاہرہ ۱۳۵۳ھ
طبقات الحنابلہ	سیوطی، جلال الدین ۹۱۱ھ	قاہرہ
طبقات الحنابلہ	الضرا، ابو الحسن محمد بن احمد	
طبقات الشافعیتہ	سبکی، عبدالوہاب بن تقی الدین۔ مصطفیٰ البابی	مصر ۱۳۲۴ھ
طبقات الفقہاء	شیرازی، ابو اسحاق، مکتبہ عربیہ	بغداد ۱۳۵۶ھ
طبقات الکبریٰ	ابن سعد، ابو عبداللہ محمد۔ م ۲۳۰ھ دار الصادر	بیروت ۱۳۷۶ھ
طبقات الکبریٰ	شعرانی، سید عبدالوہاب۔ ط۔ انوار قدسیہ	قاہرہ
طبقات الکبیرات	واقدی، محمد بن سعید م ۲۳۰ھ۔ ط بریل	لیدن ۱۳۲۱ھ
طبقات مالکیتہ	مالکی، شیخ محمد۔ ط سلفیہ	قاہرہ
طبقات معتزلہ	احمد بن یحیٰ۔ ط کاتولیکہ	بیروت ۱۹۶۱ء
طحاوی شریف	احمد بن محمد۔ م ۳۲۱ھ ط مکتبہ سرمد	لاہور
طراز المجالس	خفاجی، شہاب الدین احمد	
طراز المذاہب	آلوسی، سید محمود شہاب الدین	
طرح الرثیب	زبیدی، ابن ربیع۔ م ۹۴۴ھ۔ط۔ جمعیتہ النشر	مصر
طرح الرثیب	عراقی، شیخ ولی الدین ابو زرعہ	
الطرق الحکیم	زرعی، ابو بکر۔ ط۔ السنتہ المحمدیتہ	مصر

الطرق الحکمہ	ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ	مصر ۱۳۱۷ھ
طلبتہ الطلبہ	سفی، محمد بن احمد۔ م ۵۳۷ھ د آستانہ	
طوالع الانوار	بریلوی، احمد رضا خاں	
طہارۃ القلوب	دیرینی، عبدالعزیز احمد بن سعید	
ظلمات ابی ریہ	دہابی، محمد عبدالرزاق حمزہ۔ ط سلفیہ	قاہرہ
العثمانیہ	جاحظ، عمرو بن بحرین م ۲۵۵ھ۔ ط دار الکتب	مصر
العدل الشاہد	ابو التیسیر	
العدل الشاہد	حسینی، سید محمد مدوخ۔ مصطفیٰ البابی	مصر
عروۃ الوثقیٰ	بجستانی، احمد بن محمد۔ م ۷۳۶ھ	
عروۃ الوثقیٰ	شیرازی، سید عبداللہ موسیٰ ط پیام ایران	۱۳۹۶ھ
عروہ الوثقیٰ	ششہانی	
العقائد	سفی، عمر بن محمد بن اسماعیل۔ ط۔ سعیدی	کراچی
عقائد امامیتہ	شیخ مظفر رضا	عراق
عقد الفرید	اندلسی، ابن عبدربہ۔ م ۳۲۸ھ۔ ط۔ شرقیہ	مصر ۱۳۱۶ھ
عقیدہ طحاویتہ	طحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ م ۳۲۱ھ۔ ط دار النذیر	مصر
علل الحدیث	رازی، عبدالرحمان م ۳۲۷ھ سلفیہ	مصر
علل الشرائع	ابن بابویہ، محمد بن علی قمی شیخ صدوق ۳۸۱ھ حیدریہ	نجف ۱۹۶۶ء
علم الکتاب	حنفی، عندلیب محمد۔ م ۱۱۹۹ھ۔ ط۔ انصاریؒ	دہلی
علم الیقین	کاشانی، ملا محسن فیض۔ ط	طہران ۱۳۱۲ھ
علی بن ابی طالب	احزام، فواد۔ ط۔	بیروت ۱۹۲۷ء
علی بن ابی طالب	ابو النصر، عمر ط۔	بیروت ۱۹۳۶ء
علی بن ابی طالب	عبدالفتاح ط۔	قاہرہ ۱۳۶۶ھ
العمدۃ	ابن بطریق ط۔	تبریز
عمدۃ الاخبار	طرابزونی، احمد بن عبدالحمید۔ ط۔ الخیریہ	مصر

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا
Presented by www.ziyaraat.net/

عمدۃ التحقیق	عبیدی، ابراہیم م ۱۰۹۲ھ	قاہرہ
عمدۃ القاری	عینی، بدر الدین محمود بن احمد م ۸۸۵ھ – ط المیریہ	مصر
عمل الیوم واللیلۃ	حنفی ابن سنی – ط – اشاعت اسلام	حیدر آباد دکن
العواصم من القواصم	ابن عربی، محمد بن عبداللہ محی الدین م ۵۴۳ھ ط الدار السعودیتہ	جدہ ۱۳۸۷ھ
عون الباری	بھوپالی، صدیق حسن خاں ۱۳۰۷ھ	
عین الہدایتہ	سید امیر علی ط امجد اکیڈمی	لاہور
عیون الاثر	ابن سید الناس م ۷۳۴ھ ط قدسی	مصر
عیون الخبار	دینوری مسلم بن قتیبہ م ۲۷۶ھ – ط –	مصر ۱۹۲۸ء
عیون الاخبار الرضا	ابن بابویہ، محمد بن علی قمی شیخ صدوق م ۳۸۱ھ منشورات اعلمی	طہران ۱۹۷۰ء
غایتہ المواعظ	آلوسی، نعمان بن محمود ط	بولاق ۱۳۰۱ھ
غایتہ الامانی	شکری، محمود آلوسی ط	کردستان العلمیہ مصر ۱۳۲۷ھ
غایتہ المرام	سمعانی، عبدالکریم مروزی م ۵۶۲ھ	
غایتہ النہایتہ	جزری، شمس الدین محمد بن محمد – ط – آستانہ ۱۹۳۵ء	
غرائب الاعتراف	آلوسی، سید محمود	
غرائب القرآن	دینوری، ابن قتیبہ – م ۲۷۶ھ	
غرائب القرآن	نیشاپوری، حسن بن محمد – ط المیمنہ	مصر ۱۳۲۳ھ
غرائب القرآن	نیشاپوری، نظام الدین – ط – المیمنہ	مصر ۱۳۲۳ھ
غرر الحکم	آمدی، عبدالواحد بن محمد – ط آستانہ ۱۲۹۵ھ	
غرر الخصائص	وطواط، محمد بن ابراہیم – ط – شرقیہ	قاہرہ
غریب الحدیث	ہروی، ابو عبید – حیدر آباد دکن	
الغفران	معری، ابو العلا، دائرۃ المعارف	مصر ۱۹۵۰ء
غنیتہ الطالبین	جیلانی، عبدالقادر مصطفیٰ البابی	قاہرہ
غنی ے المملی	حلبی، ابراہیم بن محمد آستانہ ۱۲۹۵ھ	
غیاث اللغات	آرزو، سراج الدین – ط – رزاقی	کانپور

الغیث المسجم	صلاح الدین، خلیل بن ایبک – ط الصفدی	قاہرہ
الفاضل	مبرد، محمد بن یزید م ۳۸۵ھ – ط دار الکتب	مصر
الفائق	زمخشری، جار اللہ محمود – م ۱۹۳۸ء – ط	حیدر آباد دکن ۱۳۲۴ھ
فتاویٰ	ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس حنبلی – م ۷۲۸ھ کردستان العلمیہ	مصر ۱۳۲۶ھ
الفتاویٰ الحدیثیہ	مکی، ابن حجر – م ۹۷۳ھ – ط – دار المعارف	مصر ۱۳۰۷ھ
فتاویٰ سراجیہ	برحاشیہ قاضی خاں	لکھنؤ
فتاویٰ دار العلوم دیوبند	مفتی، محمد شفیع – ط دار الاشاعت	کراچی
فتاویٰ رشیدیہ	گنگوہی، رشید احمد	
فتاویٰ عالمگیری	(زیر اہتمام) عالمگیر، اورنگزیب المطبعتہ الکبریٰ الامیریتہ	مصر ۱۳۱۰ھ
فتاویٰ عبدالحی	لکھنوی، عبدالحی – ط – نوا کشور	کانپور
فتاویٰ عزیزیہ	دہلوی، شاہ عبدالعزیز ط نوا کشور	کانپور
فتاویٰ قاضی خاں	قاضی خاں، المطبعتہ الکبریٰ الامیریتہ	مصر ۱۳۱۰ھ
فتاویٰ مہدیہ	مہدی، محمد عباس – ط – ازہریہ	مصر
فتح الباری	عسقلانی، ابن حجر – م ۸۵۲ھ – ط خیریہ	مصر ۱۳۲۵ھ
فتح البریہ	باجوری، ابراہیم	قاہرہ ۱۳۰۹ھ
فتح البیان	بھوپالی، صدیق حسن خاں – م ۱۳۰۷ھ – ط العاصمہ	مصر
فتح الجواد	مکی، ابن حجر م ۹۷۳ھ	مصر ۱۳۰۵ھ
الفتح الربانی	ساعاتی، احمد بن عبدالرحمان – ط – دار الاحادیث	قاہرہ
الفتح الرحیم	قناوی، مسعود بن حسن – ط – مصطفیٰ البابی	قاہرہ
فتح العزیز	دہلوی، شاہ عبدالعزیز	
فتح القدیر	شوکانی، محمد بن علی بن محمد – م ۱۲۵۰ھ مصطفیٰ البابی	مصر ۱۳۵۰ھ
فتح القدیر	ابن ہمام	
الفتح الکبیر	سیوطی، جلال الدین – م ۹۱۱ھ	مصر ۱۳۲۰ھ
الفتح الکبیر	بنہانی، شیخ یوسف	بیروتی

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

فتح المبین	حکیم ترمذی
فتح المبین	دہلوی، رشید الدین
فتح المبین	مکی، ابن حجر- م ۹۷۳ھ مصر ۱۳۰۷ھ
فتح الملک العلی	مغربی، احمد بن محمد بن صدیق- ط - اسلامیہ ازہر مصر
فتح الملہم	شبیر احمد- ط الحجاز کراچی
فتح المنان	دہلوی، شیخ عبدالحق- م ۱۰۵۲ھ- ط شیخ غلام علی لاہور
الفتنہ الکبریٰ	مصری، طٰہٰ حسین- ط دارالمعارف مصر ۱۹۴۷ء
الفتوۃ	ابن معمار- م ۶۴۲ھ- ط خیریہ مصر
فتوحات اسلامیتہ	دحلان، سید احمد زینی- م ۱۳۰۴ھ
الفتوحات المکیتہ	ابن عربی، شیخ محی الدین محمد بن عبداللہ م ۵۴۳ھ
فتوح البلدان	بلاذری، احمد بن یحییٰ- م ۲۵۵ھ- ط بیضہ مصر ۱۹۵۶ھ
فتوح الشام	واقدی، ابو عبداللہ ابو سعد م ۲۳۰ھ- ملٹری پریس کلکتہ ۱۲۷۱ھ
الفخری	ابن طقطقی، سید محمد بن علی ط محمد علی مصر
فرائد السمطین	حموینی، ابراہیم بن محمد حمویہ- م ۷۲۲ھ- ط السعمان نجف
فردوس الاخبار	دیلمی، شیرویہ بن شہردار- م ۵۰۹ھ
الفرقان	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم م ۷۲۸ھ- قاہرہ ۱۳۱۰ھ
الفرق بین الفرق	بغدادی، عبدالقادر- ط محمد بدر قاہرہ ۱۹۱۰ء
الفرق المفترقہ	محمد، عثمان بن عبداللہ انقرہ
الفصل فی الملل	ابن حزم، محمد علی م ۴۵۶ھ- ط ادبیہ مصر ۱۳۱۷ھ
فصل الخطاب	بخاری، محمد پارسائی م ۸۲۲ھ بمبئی ۱۳۱۱ھ
فصل الخطاب	نوری، مرزا حسین بن محمد تقی- ایران ۱۲۹۸ھ
فصوص الحکم	ابن عربی، محی الدین ابو بکر محمد بن عبداللہ- م ۵۴۳ھ ط آستانہ ۱۲۵۲ھ
الفصول المہمہ	مالکی، نور الدین علی بن صباغ- م ۸۵۵ھ نجف
الفقہ الابسط	بلخی، ابو مطیع

الفقہ الاکبر	ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت- مجتبائی دہلی
الفقہ الاکبر	ترکمانی، حسن الزمان بن قاسم
فلک الدائر	معتزلی، ابن ابی الحدید م ۶۵۵ھ ط ہند ۱۳۰۹ھ
الفواتح	میبذی، حسین بن معین
فوات الوفیات	کتبی، محمد بن شاکر- سعادۃ مصر ۱۲۹۹ھ
الفوائد البہیتہ	لکھنوی، عبدالحی قاہرہ ۱۳۲۴ھ
فوائد المجموعہ	شوکانی، محمد بن علی- م ۱۲۵۰ھ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
الفوز الکبیر	دہلوی، شاہ ولی اللہ م ۱۱۷۶ھ- ط فخریہ مراد آباد ۱۹۳۹ء
الفہرست	اصفہانی، ط فلوگل
فہرست ابن ندیم	الوراق، ابو الفرج محمد بن یعقوب- ط رحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ
فہرست طوسیؒ	طوسیؒ، ابو جعفر محمد بن حسن- م ۴۶۰ھ
فیض الباری	جونپوری، عبدالاول بن علی
فیض الباری	کشمیری، انور شاہ- اسلامیہ لاہور ۱۹۷۸ء
فیض القدیر	مناوی، عبدالرؤف- م ۱۰۳۱ھ- ط مصطفیٰ محمد مصر ۱۳۵۶ھ
فی ظلال القرآن	سید قطب بیروت
قادری	فخر الدین نوا لکشور لکھنؤ ۱۹۵۲ء
القاموس	سعدی، شیخ جمیل
قاموس الاعلام	قادری، شمس اللہ حیدر آباد ۱۹۳۵ء
القاموس المحیط	فیروز آبادی، محمد بن یعقوب م ۸۱۶ھ- نوا لکشور کانپور
قائد اللغات	جالندھری، نشتر- ط حامد کمپنی لاہور
قدوری	قاضی، محمد نصیر الدین ط سعیدی کراچی
القرآن	کلام باری تعالیٰ
القرات و التفسیر	عائشہ عبدالرحمان- ط دارالمعارف مصر ۱۹۷۰ء
القرب	عراقی، زین الدین- ط اسکندریہ مصر

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

قرۃ العینین	دہلوی، شاہ ولی اللہ م ۱۱۷۶ھ - ط مجتبائی دہلی
قرۃ العینین	سیوطی، جلال الدین - م ۹۱۱ھ
قرۃ عیون المبصرۃ	حنفی، ابو بکر بن محمد - ۱۲۷۰ھ حیدری بمبئی ۱۲۸۲ھ
قصص الانبیاء	احمد ط محمد کلکتہ ۱۲۵۸ھ
قصص الانبیاء	علبی، ابن اسحاق - ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۴۰ھ
قصص الانبیاء	کسائی لیدن ۱۹۲۲ء
قصص القرآن	حفظ الرحمان ط دارالاشاعۃ کراچی
قصہ کبیرہ	محمد مہدی
قضاۃ اندلس	علی بن عبیداللہ - ط دارالکاتبہ قاہرہ
قضاۃ قرطبہ	قیروانی، محمد بن حارث م ۳۶۱ھ - ط سید عزت عطار مصر ۱۹۱۴ء
قمر الاقمار	لکھنوی، محمد عبدالحی
قوائد عقائد	دیلمی، سید محمد بن حسن
القوانین المحکمۃ	جیلانی، سید ابوالقاسم طہران ۱۲۸۲ھ
القول البدیع	سخاوی، عبدالرحمان احمدیہ حلب
القول الحلی	حنفی، صفی الدین ط بولاق ۱۲۹۸ھ
قول جلی	سیوطی، جلال الدین م ۹۱۱ھ
القول الفصل	حداد، علوی بن طاہر ط جاوا
القول المستحسن	حسن الزمان ط اردو اخبار دہلی
القول المسدد	عسقلانی، ابن حجر ط حیدر آباد دکن ۱۳۱۹ھ
القیاس	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم م ۷۲۸ھ - ط- سلفیہ قاہرہ
الکاشف	شریف الدین حسن م ۷۴۳ھ
الکاشف	طبسی، شیخ حسن بن محمد
الکاشف	مغنیہ، محمد جواد - ط دارالعلم بیروت ۱۹۶۸ء
الکاف الشاف	عسقلانی، ابن حجر - م ۸۵۲ھ - ط مصطفیٰ محمد مصر

الکافی	کلینی، محمد بن یعقوب م ۳۲۹ھ ۰ دارالکتب الاسلامیہ طہران ۱۳۸۸ھ
الکافیۃ الشافیۃ	ابن قیم، محمد بن ابی بکر م ۷۵۱ھ - ط مصر
الکامل	جزری، ابن اثیر م ۶۳۰ھ - ط المیریۃ مصر ۱۳۴۹ھ
الکامل	مبرد، محمد بن یزید م ۲۸۶ھ - ط علمیہ لاہور ۱۹۶۷ء
الکبائر	ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد م ۷۴۸ھ ط مصطفیٰ محمد مصر
الکتاب	ابن سیبویہ - ط مصر ۱۳۱۶ھ
کتاب الاذکیاء	ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمان م ۶۵۴ھ - التجارۃ بیروت
کتاب الاغانی	اصفہانی، ابوالفرج علی بن حسین، ط - بولاق مصر ۱۲۸۵ھ
کتاب الام	شافعی، محمد بن ادریس
کتاب التوسل والوسیلۃ	ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم م ۷۲۸ھ
کتاب الحیوان	بلاذری، احمد بن یحییٰ - م ۲۵۵ھ - التقدم مصر ۱۹۰۶ء
کتاب الخراج	امام ابو یوسف - ط سلفیہ مصر ۱۳۵۲ھ
کتاب الخصال	ابن بابویہ، ابو جعفر محمد بن علی - م ۳۸۱ھ - ط الصدوق طہران ۱۳۴۸ھ
کتاب الرجال	نجاشی بمبئی ۱۳۱۷ھ
کتاب الروح	ابن قیم، محمد بن ابی بکر - م ۷۵۱ھ حیدر آباد دکن ۱۳۱۸ھ
کتاب السلوک	مقریزی، دارالکتب المصریۃ مصر ۱۹۳۴ء
کتاب السیر	شیبانی، محمد بن حسن
کتاب الشعراء	دینوری، ابن قتیبہ - م ۲۷۶ھ علمیہ لاہور ۱۹۶۴ء
کتاب العمدہ	قیروانی، ابن رشیق - قاہرہ ۱۳۲۵ھ
کتاب الفخری	ابن طقطقی، سید محمد بن علی - دارالکتب العربیہ مصر ۱۳۱۷ھ
کتاب الفہرست	ورق، محمد بن ابی یعقوب - ط رحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ
کتاب المبسوط	سرخسی، شمس الدین دارالمعرفہ بیروت
کتاب المصنف	ابن شیبہ، ابو بکر - م ۲۳۵ھ ط عزیزیہ حیدر آباد دکن ۱۹۶۶ء
کتاب المغازی	واقدی، محمد بن عمر م ۲۰۷ھ موسسۃ الاعلمی بیروت

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

کتاب المیزان	شعرانی، سید عبدالوہاب۔ ازہریہ مصر ۱۹۲۵ء
کتاب الولایۃ	ابن عقدہ۔ م ۳۳۰ھ
الکشاف	زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر۔ م ۵۳۸ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵۴ھ
کشف البیان	علی، احمد
الکشف و البیان	نیشاپوری، احمد بن محمد
کشف الظنون	مصطفیٰ بن عبداللہ۔ م ۱۰۶۷ھ اسلامیہ طہران
کشف الغطاء	شیخ جعفر ایران
کشف الغمہ	ابن روزبہان
کشف الغمہ	ابن مردویہ۔ م ۴۱۶ھ ط اسلامیہ طہران
کشف الغمہ	شعرانی، سید عبدالوہاب۔ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۵۱ء
کشف الغیوب	قطب الدین
کشف اللغات	سود، عبدالرحیم بن احمد ط نو لکشور
کشف المحجوب	ہجویری، علی بن عثمان لاہور
کشف المغطا	دمشقی، ابن عساکر
کشکول	شیخ بہائی، قم ایران
کفایۃ الحصام	شیرازی، طہران
کفایۃ الطالب	محمد بن یوسف۔ م ۶۵۸ھ نجف
کفایۃ المفتی	مفتی، کفایۃ اللہ دہلوی، ط امدادیہ ملتان
کلم الطیب	ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم۔ م ۷۲۸ھ۔ ط مصر [illegible]
کلم الطیب	طیب، سید عبدالحسین قم
الکواکب الدریۃ	اہدل، محمد بن احمد بن عبدالبر۔ قاہرہ ۱۳۰۲ھ
الکواکب الدریۃ	مناوی، عبدالرؤف محمد بن علی م ۱۰۳۱ھ۔ ط ازہریہ مصر
کوکب دری	کشفی، محمد صالح۔ ط امامیہ کتب خانہ لاہور
کوکب منیر	علقمی، شمس الدین م ۹۲۹ھ

کنز الدقائق	نسفی، عبداللہ بن احمد۔ ط دارالکتب العربیہ مصر
کنز العمال	ہندی، علی بن حسام الدین م ۹۷۵ھ۔ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۹۵۵ء
کنز الفرائد	عبدالاحد ط دیوبند
کنوز الحقائق	المناوی، عبدالرؤف محمد بن علی۔ م ۱۰۳۱ھ اسلامیہ سمندری
الکنی	بخاری، محمد بن اسماعیل۔ م ۲۵۳ھ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۴۰ھ
الکنی والاسماء	دولابی، محمد بن احمد۔ ط دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
اللباب	جزری، ابن اثیر عزالدین۔ م ۶۳۰ھ ط غانا ۱۳۳۵ھ
لباب التاویل	خازن، علاؤ الدین، علی بن محمد۔ م ۷۲۵ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۷۵ھ
لباب الخیار	غلاینی، مصطفیٰ ط رحمانیہ مصر ۱۹۲۴ء
لباب النقول	سیوطی، جلال الدین م ۹۱۱ھ مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۲۴ء
لسان العرب	مصری، محمد بن مکرم بن منظور۔ م ۷۱۱ھ دارالصادر بیروت ۱۳۷۳ھ
لسان المیزان	عسقلانی، ابن حجر۔ م ۸۵۲ھ۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۹ھ
لطائف المنن	اسکندری، احمد بن عطاء اللہ۔ مصطفیٰ البابی مصر
لطائف المنن	شعرانی، سید عبدالوہاب۔ دارالمعارف مصر
لغات القرآن	جلالی، عبدالکریم
لمعات التنقیح	ابو عبداللہ، ولی الدین، عارف العلمیہ لاہور ۱۹۷۰ء
لواقع الانوار	شعرانی، سید عبدالوہاب۔ مصطفیٰ محمد مصر
لوامع التنزیل	حائری، سید علی
اللئالی المصنوعہ	سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ادبیہ مصر ۱۳۱۷ھ
اللؤلؤ المرصوع	قاوقجی، محمد بن خلیل۔ م ۱۳۰۵ھ
اللؤلؤ المرصوع	سیوطی، جلال الدین۔ عبدالرحمان
ماتریدی	محمد بن مجلسی اسلامیہ قاہرہ ۱۹۷۱ء
ماثبت بالسنۃ	دہلوی، عبدالحق۔ م ۱۰۵۲ھ کانپور ۱۹۲۳ء
مالا بدمنہ	پانی پتی، ثناء اللہ۔ ط مجتبائی دہلی ۱۳۴۶ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

مبارک الازہار	ابن ملک، عبداللطیف۔ م ۷۹۸ھ۔ ط حافظ	النقرہ ۱۳۲۸ھ
المبسوط	سرخسی، شمس الدین۔ ط سعادۃ	مصر ۱۹۰۷ء
متشابہ القرآن	سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمان۔ م ۹۱۱ھ ط	مکہ ۱۳۱۱ھ
مثالب الصحابہ	کلبی، ہشام بن محمد	
المثل السائر	شافعی، ابن کثیر	
مجالس المومنین	شوستری، سید نور اللہ شہید ثالث	طہران ۱۲۹۹ھ
جمع البحار	گجراتی، محمد طاہر۔ م ۹۸۶ھ	
مجمع بحار الانوار	صدیقی، محمد طاہر بن علی۔ م ۹۸۶ھ۔ ط نوا لکشور	لکھنؤ ۱۳۸۳ھ
مجمع البحرین	طریحی، فخر الدین کتاب فروشی مصطفوی	قم ۱۳۸۸ھ
مجمع البیان	طبرسی، ابو علی فضل بن حسن۔ ط احیاء التراث العربی	بیروت ۱۳۳۹ھ
مجمع الزوائد	ہیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر۔ م ۸۰۷ھ۔ دار الکتب العربی	بیروت
مجموع الرسائل الالہیتہ	ابن عربی، محی الدین ابو بکر محمد۔ م ۵۴۳ھ۔	مصر ۱۹۰۷ء
المحاسن والاضداد	جاحظ، ابو عثمان عمرو بحرین۔ م ۲۵۵ھ	
المحاسن و المساوی	بیہقی، ابراہیم بن محمد، م ۴۵۸ھ۔ دار الکتب العربی	بیروت
محاضرۃ الابرار	ابن عربی، محی الدین ابو بکر محمد۔ م ۵۴۳ھ۔ ط شعراوی	مصر ۱۲۷۲ھ
محاضرۃ الادباء	اصفہانی، حسین بن محمد راغب۔ ط الہلال	مصر ۱۹۰۲ء
محاضرۃ الاوائل	سکتوی، علاؤ الدین علی ددۃ۔ ط الشیخ الترہتہ	مصر
المجر	ابن امیہ بغداد۔ م ۲۴۵ھ۔ ط دائرۃ المعارف	حیدر آبد دکن ۱۹۴۲ء
الحکم	ابن سیدہ۔ ط مصطفیٰ البابی	مصر ۱۹۵۸ء
المحلی	ابن حزم اندلسی، علی بن احمد۔ ط مصطفیٰ البابی	قاہرہ
مختار القاموس	زاوی، طاہر احمد۔ ط عیسیٰ البابی	مصر ۱۹۶۴ء
المختصر	ابو الفدا، عماد الدین اسماعیل۔ م ۷۳۲ھ ط دار الفکر	بیروت ۱۹۵۶ء
المختصر	علی بن محمد ط دار النذیر	بغداد
مختصر زاد المعاد	ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ۔ المنار	مصر ۱۳۴۱ھ

مختصر زبیدی	شرقاوی، شیخ عبداللہ۔ ط مصطفیٰ البابی	مصر ۱۳۳۹ھ
مختصر سیرت رسولؐ	حنبلی، عبداللہ	قاہرہ
مختصر شعب الایمان	بیہقی، احمد بن حسین۔ م ۴۵۸ھ ط المیر	مصر ۱۳۵۵ھ
المختصر النافع	حلی، جعفر بن حسین۔ م ۶۷۶ھ کتاب فروشی مصطفوی	قم ۱۳۸۸ھ
مختصر الوقایہ	بخاری، عبداللہ۔ ط نو لکشور	لکھنؤ ۱۸۷۳ء
مختلف الحدیث	دنیوری، محمد بن مسلم بن قتیبہ۔ م ۲۷۶ھ۔	مصر
مدارج السالکین	ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ م ۷۵۱ھ۔	مصر ۱۳۳۱ھ
مدارج النبوۃ	دہلوی، شیخ عبدالحق بن سیف الدین۔ م ۱۰۵۲ھ نوا لکشور	لکھنؤ
مدارک التنزیل	نسفی، عبداللہ بن محمود۔ دار احیاء الکتب العربیہ	مصر
مدینتہ المعاجز	بحرانی، سید ہاشم۔ مکتبتہ المحمودی	طہران
مذہب اسلامیہ	کشمیری، عبدالغنی۔	لاہور
مراۃ الجنان	یافعی، عبداللہ بن سعد۔ م ۷۶۸ھ	حیدر آباد دکن ۱۳۳۷ھ
مراۃ الزمان	ابن جوزی، یوسف بن قزاو علی سبط۔ م ۶۵۴ھ	طہران
مراۃ العقول	مجلسی، ملا محمد محمد باقر	ایران
مراۃ المومنین	لکھنوی، ولی اللہ	
المرتضیٰ	حافظ عبدالرحمان	
مرج البحرین	اصفہانی، ابو الفرج علی بن حسین	
مرعاۃ المفاتیح	مبارکپوری، ابو الحسن عبیداللہ۔ ط الاثریہ	سانگلہ ہل
المرقات	قاری، علی بن محمد سلطان محمد۔ م ۱۰۱۴ھ ط امدادیہ	ملتان
مروج الذہب	مسعودی، علی بن حسین۔ م ۳۴۶ھ۔ بہیہ	مصر ۱۳۴۶ھ
مسالک الحنفاء	سیوطی، جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ	
المستدرک	نیشاپوری، محمد بن عبداللہ حاکم۔ م ۴۰۵ھ دائرۃ المعارف	حیدر آباد دکن ۱۳۳۴ھ
المستصفیٰ	غزالی، ابو حامد محمد۔ م ۵۰۵ھ	مصر ۱۳۲۲ھ
المستطرف	ابشیہی، شہاب الدین۔ ط مصطفیٰ البابی	قاہرہ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

المسند	ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت حامد کمپنی لاہور
المسند	ابو یعلی، احمد بن علی
المسند	اسفرائینی، ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق
المسند	شیبانی، احمد بن حنبل۔ م ۲۴۱ھ المیمنہ مصر
المسند	طیالسی، سلیمان بن داؤد بن جارود۔ م ۲۰۲ھ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ
مسند دمشق	کلابی، ابوالحسن۔ ط اسلامیہ طہران
مشارق الانوار	حمزاوی، حسن۔ م ۶۵۰ھ ط عامریہ انقرہ
مشارق الانوار	مالکی، العدوی
مشارق انوار القلوب	ابن دباغ، ابو زید عبدالرحمان بن محمد
مشکل الآثار	طحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ۔ م ۳۲۱ھ اشاعت اسلام حیدر آباد
مشکوۃ المصابیح	تبریزی، محمد بن عبداللہ۔ ط نور محمد کراچی
مصابیح السنۃ	بغوی، حسین بن مسعود۔ م ۵۱۶ھ خیریہ مصر
المصاحف	بجستانی، ابن ابی داؤد۔ ط مصر ۱۳۵۵ھ
مصائب النواصب	شوشتری، سید نور اللہ، شہید ثالث ایران
مصباح الزجاجۃ	سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان م ۹۱۱ھ دہلی ۱۲۸۲ھ
مصباح اللغات	بلیاوی، عبدالحفیظ، مکتبہ برہان دہلی ۱۹۶۵ء
مصطلح التاریخ	لبنانی، اسد رستم
المصنف	ابن ابی شیبہ، ابو بکر م ۲۳۵ھ عزیز حیدر آباد دکن ۱۹۶۶ء
مطالب السئول	کمال الدین، محمد بن طلحہ۔ م ۶۵۲ھ جعفری لکھنؤ ۱۳۰۲ھ
المطول	تفتازانی، مسعود بن عمر م ۷۲۹ھ۔ سعیدی کراچی
مظاہر حق	دہلوی، محمد قطب الدین ط نوا کشور لکھنؤ
مظہر العجائب	عطارد، شیخ فرید الدین
مظہری	پانی پتی، ثناء اللہ قاضی۔ اشاعت العلوم حیدر آباد دکن
معارج العلی	محمد صدر عالم

معارج النبوۃ	کاشفی، معین الدین حسین بن علی۔ نوا کشور کانپور
المعارف	دینوری، محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ م ۲۷۶ھ حسینیہ مصر ۱۳۵۳ھ
معارف القرآن	مفتی، محمد شفیع۔ ادارۃ المعارف کراچی
معالم التنزیل	بغوی، حسین بن مسعود۔ مصطفی البابی مصر ۱۳۷۵ھ
معانی الاخبار	ابن بابویہ، ابو جعفر محمد بن علی۔ م ۳۸۱ھ ط ایران
معانی القرآن	فراء، ابو زکریا یحیٰی بن زیاد
المعتصر	یوسف بن موسیٰ۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
معترک الاقرآن	سیوطی، جلال الدین۔ م ۹۱۱ھ دراسات قرآنیہ مصر
المعجم	بکری، ابو عبداللہ
معجم الادباء	حموی، یاقوت بن عبداللہ۔ ط دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء
معجم الاعلام	مغربی، محمد مریر
معجم البلدان	حموی، یاقوت بن عبداللہ۔ ط ہندیہ مصر ۱۹۲۳ء
المعجم رجال الحدیث	خوئی، سید ابوالقاسم۔ المطبعۃ الادب نجف
المعجم الصغیر	طبرانی، سلیمان بن احمد۔ م ۳۶۰ھ۔ انصاری دہلی
المعجم ما استعجم	بکری، ابن عبدالعزیز۔ م ۴۸۷ھ لجنۃ النشر قاہرہ
معجم المطبوعات العربیۃ	سرکیس یوسف البانہ۔ ط سرکیس مصر ۱۳۴۶ھ
المعجم المفہرس	عبدالباقی، محمد فواد۔ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۵ء
معرفۃ الصحابۃ	نیشاپوری، محمد بن عبداللہ۔ دارالکتب المصریہ قاہرہ ۱۹۳۷ء
معرفۃ علوم الحدیث	اصفہانی، ابو نعیم احمد بن اسحاق۔ م ۴۳۰ھ دارالکتب العربی قاہرہ
معرفۃ علوم الحدیث	نیشاپوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ
معید النعم	سبکی، تاج الدین۔ م ۷۷۱ھ دارالکتب العربی قاہرہ
المعمرون والوصایا	بجستانی، ابو حاتم۔ م ۲۵۰ھ عیسیٰ الحلبی مصر
المغازی	واقدی، محمد بن عمر۔ م ۲۰۷ھ۔ کلکتہ ۱۸۵۵ء
مفاتیح الجنان	قمی، شیخ عباس انتشارات اسلامیان طہران ۱۳۹۸ھ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

مفاتیح الغیب — ابن عربی، ابو بکر محمد عبداللہ- م ۵۴۳ھ — السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ

مفاتیح الغیب رازی — امام فخرالدین- م ۶۰۶ھ — الشرقیہ مصر ۱۳۲۴ھ

المفاضلۃ بین الصحابۃ — ابن حزم، علی بن احمد- — ط الہاشمیہ دمشق ۱۹۴۰ء

مفتاح الحاجۃ — علوی، محمد — اصح المطابع لکھنؤ

مفتاح دار السعادۃ — ابن قیم، محمد بن ابی بکر- م ۷۵۱ھ- — مصر ۱۳۲۳ھ

مفتاح السادۃ — زادہ، طاش کبری — دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۲۹ھ

مفتاح الفلاح — سکندری، احمد بن عطاء اللہ

مفتاح القرآن — ملتانی، مظہرالدین — ط بیت القرآن لاہور

مفتاح کنوز السنۃ — باقی، محمد فواد — سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۱ء

مفتاح النجاۃ — بدخشی، میرزا محمد بن معتمد خاں

مفحمات الاقرآن — سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان- م ۹۱۱ھ- — بولاق ۱۲۸۴ھ

مفردات القرآن — راغب اصفہانی، حسین بن محمد- ط نور محمد — کراچی ۱۳۸۰ھ

مفید العلوم — خوارزمی، جمال الدین- مصطفی البابی — مصر

مقاتل الطالبین — اصفہانی، ابو الفرج علی بن حسین- — نجف

المقارنات العلمیۃ — طہرانی، محمد صادق — ط الحیدریہ نجف ۱۳۸۸ھ

مقاصد الحسنۃ — سخاوی، شمس الدین محمد- م ۹۰۲ھ — علی بخش خاں لکھنؤ

مقاصد الطالب — برزنجی، احمد بن اسماعیل- م ۱۱۴ھ — گلزار حسینی بمبئی

مقالات — شبلی، — اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء

مقالات الاسلامیین — اشعری، ابوالحسن — نہضۃ مصر

المقتبس — ابن حیان — پاریس

مقتل الحسین — خوارزمی، موفق بن احمد- م ۵۶۸ھ- ط زہرا — نجف ۱۳۶۷ھ

مقدمہ — ابن خلدون، ابو زید ولی الدین- م ۸۰۸ھ — ازہریہ مصر ۱۳۱۱ھ

مکاشفۃ القلوب — غزالی، ابو حامد محمد- م ۵۰۵ھ مصطفی ابراہیم — قاہرہ

مکتوبات ربانی — سرہندی، احمد — ط سعیدی کراچی

ملتقی الابحر — ابراہیم ۹۵۶ھ- — بولاق ۱۲۶۳ھ

الملل والنحل — شہرستانی، محمد بن عبدالکریم- مصطفی البابی — مصر ۱۹۶۱ء

المواقف — لایجی، عضد الدین- م ۷۵۶ھ — آستانہ

المواہب — ہروی، حسین علی

مواہب الرحمان — امیر علی — ط نوا کشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء

المواہب اللدنیہ — بیجوری، ابراہیم بن محمد- م ۱۲۷۷ ط بولاق — مصر

المواہب اللدنیہ — قسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر- م ۹۲۳ھ — الشرقیہ مصر ۱۹۰۷ء

مودۃ القربیٰ — ہمدانی، سید علی- م ۷۸۶ھ — امامیہ کتب خانہ لاہور

موضع اوہام الجمع والتفریق — خطیب بغدادی- م ۴۶۳ھ — مصر

الموضوعات — قاری، ملا علی بن سلطان محمد- م ۱۰۱۴ھ — آستانہ

الموضوعات الکبریٰ — ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان- م ۵۹۷ھ — قاہرہ

الموطا — امام، مالک بن انس — ط نور محمد کراچی

الموطا — مراغی، محمد بن عبداللہ — الجزائر

الموطا — مغربی، محمد بن عبداللہ — تومرت

المنار — رضا، محمد رشید- — ط المنار مصر ۱۳۵۴ھ

مناظرۂ بغداد — مقاتل بن عطیہ — انوار النجف دریا خاں

مناقب ابن مردویہ — ابو بکر احمد بن موسیٰ- م ۴۱۶ھ

مناقب ابن مغازلی — علی بن محمد- م ۴۸۳ھ — اسلامیہ طہران

مناقب خوارزمی — ابو المؤید موفق بن احمد- م ۶۵۸ھ ط — ناصر خسرو طہران ۱۹۶۵ء

مناقب عینی — ط اعلم پریس چار منیار

مناقب آل ابی طالب — ابن شہر آشوب مازندرانی محمد بن علی- ط — ایران

مناقب الصحابۃ — شیبانی، عبداللہ بن احمد بن حنبل

منال الطالب — شافعی، نجم الدین

مناہل العرفان — زرقانی، عبدالعظیم- — عیسیٰ البابی مصر ۱۳۶۲ھ

سہیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

منتخب الاغانی	ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان	ط ایران ۱۳۱۹ھ
منتخب تاریخ ابن عساکر	بدران، عبدالقادر	
منتخب الذیل المذیل	طبری، محمد بن جریر۔ م ۳۱۰ھ استقامہ	مصر
منتخب الصحیحین	نبہانی، یوسف بن اسماعیل بیرونی، التقدم	مصر ۱۳۵۰ھ
منتخب الکلام	ابن سیرین، ابو بکر محمد۔ م ۱۱۰ھ	بولاق ۱۲۸۴ھ
منتخب کنز العمال	ہندی، علی بن حسام الدین المتقی	المیمنہ مصر
منتخب اللغات	حسینی، عبدالرشید	کانپور
المنتظم	ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان۔ م ۵۹۷ھ۔ دارالثقافۃ	بیروت
المنتقی	ابن الجارود، ابو محمد عبداللہ بن علی۔	ط اثریہ سانگلہ ہل
المنتقی	ذہبی، شمس الدین محمد بن عثمان۔ م ۷۴۸ھ۔ المغرب الاقصی	قاہرہ
المنتقی	قاضی ابو الولید السعادۃ	مصر ۱۳۳۱ھ
المنتقی	کارزونی، محمد بن مسعود۔ م ۷۵۸ھ	
منتہی الارب	عبدالرحیم بن عبدالکریم۔	لاہور ۱۹۲۰ء
منتہی المقال	محمد بن اسماعیل۔	طہران ۱۳۰۲ھ
المنجد	لوئیس، معلوف	بیروت ۱۹۱۳ھ
منحۃ المعبود	ساعاتی	قاہرہ
منصب امامت	شہید، شاہ اسماعیل	ط آئینہ ادب لاہور ۱۹۶۹ء
من لا یحضرہ الفقیہ	ابن بابویہ، ابو جعفر محمد بن حسن	م طہران ۱۳۸۱ء
منہاج الاعتدال	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم۔ م ۷۲۸ھ	
منہاج السنۃ	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم	ط امیریہ مصر ۱۳۲۲ھ
منہاج الطالبین	نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف۔ م ۶۷۶ھ۔ ازہریہ	قاہرہ ۱۹۲۵ء
منہاج الکرامۃ	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم۔ م ۷۲۸ھ	ط بولاق ۱۳۲۱ھ
منہاج الوصول	حسن خاں۔ شاہجہانی	
منہج الزمخشری	مصطفیٰ الصاوی۔	دارالمعارف مصر

منہج الصادقین	کاشانی، فتح اللہ۔	طہران ۱۳۴۷ھ
منہج المقال	استرآبادی، محمد بن علی۔	طہران ۱۳۰۲ھ
المیزان	طباطبائی، سید محمد حسین۔	دارالکتب اسلامیہ طہران
میزان الاعتدال	ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ م ۷۴۸ھ	قاہرہ
المیزان الکبریٰ	شعرانی، سید عبدالوہاب ط ازہریہ	مصر ۱۳۲۵ھ
الناسخ و المنسوخ	ہبۃ اللہ بن سلامہ۔ م ۴۱۰ھ	ہندیہ مصر
نسیم الریاض	خفاجی، شہاب الدین۔ م ۱۰۶۹ھ۔ ازہریہ	مصر ۱۳۲۵ھ
نزل الابرار	بدخشی، میرزا محمد بن رستم	
نزل الابرار	صدیق حسن خاں۔ م ۱۳۰۷ھ	
نزل السائرین	درکزینی، محمود بن محمد۔ م ۷۴۳ھ	
نزول القرآن	ابو نعیم اصفہانی، احمد بن اسحاق۔ م ۴۳۰ھ	
نزہۃ الارواح	ہروی، سید صدر الدین۔ م ۷۱۸ھ	
نزہۃ الخواطر	لکھنوی، عبدالحی بن فخرالدین	حیدر آباد دکن ۱۹۴۷ء
نزہۃ المجالس	صفوری عبدالرحمان بن عبدالسلام۔ دارالمعارف	قاہرہ
نزہۃ الناظرین	اموی، تقی الدین عبدالملک	المیمنہ مصر
نزہۃ النواظر	اموی، تقی الدین عبدالملک	المیمنہ مصر
نظم درر السمطین	زرندی، جمال الدین۔	ط القضاۃ
نفحات اللاہوت	کرخی، شیخ نور الدین۔ م ۹۴۰ھ	ط نجف
نقد عین المیزان	آفندی، محمد بجت۔	قمریہ مصر
نقض عثمانیہ	اسکافی، محمد بن عبداللہ۔ م ۲۴۰ھ	
نکت الہمیان	الصفدی	مصر ۱۹۱۰ھ
نور الابصار	شبلنجی، محمد مومن۔	عبدالواحد مصر
نور الانوار	ملا جیون	دہلی ۱۲۸۸ھ
نور القبس	شکرینی، یوسف بن احمد	قاہرہ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

نور الیقین	یک، محمد خضری- جامعہ اسلامی قاہرہ ۱۹۶۹ء
النہایتہ	ابن اثیر جزری مبارک م ۶۳۰ھ- المیریہ مصر
النہایتہ الارب	نویری، شہاب الدین احمد- م ۷۳۳ھ- کوشاتوس قاہرہ
نہایتہ السئول	مدراسی، عبدالوہاب بن محمد
نہایتہ العقول	جزری، ابن اثیر- م ۶۳۰ھ
نہایتہ العقول	رازی، امام فخرالدین م ۶۰۶ھ
نہایتہ اللغت	جزری، ابن اثیر- م ۶۰۶ھ
نہج البلاغتہ	سید شریف رضی ط نوا لکشور لکھنؤ
نیل الابتہاج	ابن قتیب، احمد بن احمد- مصطفیٰ البابی قاہرہ
نیل الاوطار	شوکانی، محمد بن علی- م ۱۲۵۰ھ مصطفیٰ البابی مصر
الوافی	کاشانی، ملا محسن- دارالکتب الاسلامیہ طہران ۱۳۲۵ھ
وسائل الشیعتہ	عاملی، محمد بن حسن حر- م ۱۱۰۵ھ کتاب فروشی اسلامیہ طہران ۱۳۲۵ھ
وسیل ے المال	ابن باکثیر- م ۱۰۴۷ھ ظاہریہ دمشق
وسیلتہ النجاۃ	سہالوی، محب اللہ م ۱۲۲۵ھ- گلشن فیض لکھنؤ
الوصیتہ الکبریٰ	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم- م ۷۲۸ھ- لاہور ۱۹۴۷ء
الوفا	ابن جوزی، ابو الفرج عبدالرحمان- م ۶۵۴ھ دارالکتب الحدیث عابدین ۱۹۶۶ء
وفاء الوفا	سمہودی، سید شریف نور الدین- م ۹۱۱ھ مطبعتہ الادب مصر
وفیات الاعیان	ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد- م ۶۸۱ھ نہضہ مصر ۱۹۴۸ء
الہدایہ	حنفی، برہان الدین مجتبائی دہلی ۱۳۶۸ھ
ہدایتہ المرشدین	شیخ علی قاہرہ
ہمع الہوامع	سیوطی، جلال الدین- م ۹۱۱ھ السعادۃ مصر ۱۳۲۷ھ
ینابیع المودت	قندوزی، شیخ سلیمان- ط محلاتی بمبئی ۱۳۱۱ھ
الیواقیت الجواہر	شعرانی، سید عبدالوہاب- مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۵۹ء

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

خدا کے فضل اور معصومین علیہم السلام کی نوازش سے ہم نے اب تک فلسفہ توحید پر ۱۵، سیرت النبیؐ پر ۴۵، انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ پر ۴۵، مناقب اہل بیت پر ۵، تاریخ اسلام پر ۸، جبکہ مسئلہ تحریف القرآن، نور الہدیٰ، نبراالبریہ، فرقہ پرستی، تنقید بے جا اور سفر آخرت پر ایک ایک جلد تالیف کی ہے، جن میں سے بحمد اللہ اب تک ساٹھ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ بقیہ کتب کو زیور طباعت سے آراستہ کرانے کے لیے ہمیں آپ کے تعاون کی اشد ترین ضرورت ہے۔

(۱) مراجع عظام کے اجازہ جات کے مطابق آپ اپنے ذمہ سہم امام کا تیسرا حصہ ہمارے ادارے کو عطا فرما سکتے ہیں۔

(۲) آپ ایک ہزار یا پانچ سو روپے ماہانہ عطا فرما کر ہمارے ادارہ کے خصوصی معاون بن سکتے ہیں۔

(۳) آپ ایک ہزار روپے سالانہ عطا فرما کر ہماری ۱۵ کتب حاصل فرما سکتے ہیں۔

(۴) آپ پینتیس روپے ماہانہ عطا فرما کر ہر چہار ماہ بعد گھر بیٹھے ہماری دو کتب وصول فرما سکتے ہیں۔

(۵) آپ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب یا تبلیغ دین کی خاطر ہماری ایک نئی جلد طبع کروا کر ہمارے ادارے کی خصوصی اعانت فرما سکتے ہیں۔

جملہ عطیات بنام اسلامیہ دار التبلیغ اکاؤنٹ 854-06 حبیب بنک لیٹڈ کوڈ نمبر 1088 فیکٹری ایریا گلبرگ III لاہور۔ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

ملتمس

طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ حق برادرز، نئی انار کلی لاہور

فون دفتر: 7231216 رہائش: 5763924

Presented by www.ziyaraat.net/

اجازہ جات مراجع عظام برائے سہم امام

مراجع عظام کے اجازہ جات کے مطابق آپ ہمارے ادارہ کو اپنے ذمہ سہم امام کا تیسرا حصہ عطا فرما سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ خود بھی اور دوسرے مومنین سے سہم امام سے ہمارے ادارے کی زیادہ سے زیادہ اعانت کروائیں تاکہ ہم فلسفہ توحید، سیرت النبیؐ اور انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ پر زیادہ سے زیادہ کتب شائع کر سکیں، اور کمپیوٹر سیٹ کے لیے لیزر پرنٹر اور شاہکار کا اردو پروگرام خرید سکیں۔

ملتمس

طالب حسین کربلاوی

اسلامیہ دار التبلیغ حق برادرز، نئی انار کلی لاہور

فون دفتر: 7231216 رہائش: 5763924

تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ

آپ جانتے اور دل کی گہرائیوں سے مانتے ہیں کہ اب مجالس عزا میں غیر شیعہ حضرات بہت کم آتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ تحریر کے ذریعے ان تک اپنا پیغام پہنچایا جائے۔

لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ تبلیغ دین یا اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے آپ سیرت النبی کا ایک سیٹ یا کئی سیٹ خرید کر بریلویوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے مدارس اور ملکی و غیر ملکی عالمی معیار کی لائبریریوں تک مفت پہنچائیں۔ تاکہ ان لائبریریوں میں آنے والے قارئین تعلیمات محمد و آل محمد علیہم السلام سے مستفید ہو سکیں۔

تبلیغ دین کی خاطر ادارہ آپ کو اپنی کتب آدھی قیمت پر پیش کرے گا۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

فہرست مطبوعات

(۱) فلسفہ توحید (۲) مسئلہ تحریف القرآن (۳) نور الہدیٰ (۴) خلقت نورانیہ (۵) وسیلہ انبیاء (۶) نور علیٰ نور (۷) وجہ اللہ در بیت اللہ (۸) مسلم اول (۹) مومن اکمل (۱۰) سیرت النبیؐ انجیل مقدس کی روشنی میں (۱۱) سیرت النبیؐ مغربی مفکرین کی نظر میں (۱۲) سیرت النبیؐ تورات و زبور کی روشنی میں (۱۳) سیرت النبیؐ ہندو اور سکھوں کی نظر میں (۱۴) سیرت النبیؐ قرآن مجید کی روشنی میں (۱۵) نور محمدؐ مصطفیٰؐ (۱۶) عالم الغیب (۱۷) نور احمد مجتبیٰؐ (۱۸) سیرت النبیؐ فرقان حمید کی روشنی میں (۱۹) سیرت النبیؐ کتاب مبین کی روشنی میں (۲۰) سیرت النبیؐ انبیاء کرام کی نظر میں (۲۱) اجداد مصطفیٰ (۲۲) والدین مصطفیٰ (۲۳) نزول رحمت (۲۴) ظہور قدسی (۲۵) بشارات بعثت (۲۶) اعلان نبوت (۲۷) مکی زندگی (۲۸) مدنی زندگی (۲۹) غزوات مصطفیٰ (۳۰) صلح حدیبیہ (۳۱) فتح خیبر (۳۲) فتح مکہ (۳۳) حجتہ الوداع (۳۴) وصال مصطفیٰ (۳۵) معراج مصطفیٰ (۳۶) اعضاء مصطفیٰ (۳۷) حلیہ مصطفیٰ (۳۸) صلوات بر محمدؐ (۳۹) سلام بر مصطفیٰ (۴۰ تا ۴۴) مناقب اہل بیتؑ۔ پانچ جلدیں (۴۵ تا ۴۸) تاریخ اسلام چار جلدیں۔

(۴۹) فرقہ پرستی (۵۰) خیرالبریہ (۵۱) بے جا تنقید (۵۲) جعفری نماز (۵۳) (۵۴) نماز اہل بیت
(۵۵) جعفری یسرنا القرآن (۵۶) سفر آخرت (۵۷) تحفۂ رمضان (۵۸) مظلوموں کی فریادیں

پتہ: طالب حسین کرپالوی- اسلامیہ دار التبلیغ 16 نئی انار کلی لاہور فون: 7231216

کالجوں اور ہائی سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظوری

آپ اپنے علاقہ کے کالجوں اور ہائی سکولوں کی لائبریریوں میں یہ کتاب رکھوا کر ممنون فرمائیں۔

NO. SO(PI)4-125/91

IMMEDIATE

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
EDUCATION DEPARTMENT

Dated Lahore, the 13.8.91

To

1. The Director Public Instruction(Colleges), Punjab, Lahore.
2. The Director Public Instruction(Schools), Punjab, Lahore.
3. The Director General, Public Libraries, Punjab, Lahore.
4. The Director Technical Education, Punjab, Lahore.
5. The Director Special Education, Punjab, Lahore.
6. The Director Sports, Punjab. Lahore.

Subject:- Approval of book (s) for Schools/Colleges/Institutions/Public Libraries in the Province.

The Government of the Punjab, Education Department is pleased to approve the following book(s) for Schools/Colleges/Institutions/Public Libraries in the Province. You are accordingly requested to convey the approval of the Government to your lower formation for further necessary action:

Sr. No.	Name of the book(s)/ magazine & Price.	Name of the Publisher/Author.	Approved for the Libraries of:
.	سیرت النبی Rs. 150/-	Talib Hussain Karpalvi, Islamia Dar-ul-Tabligh, House No.10, Gali No.31, Afzal Road, Sanda Kalan, Lahore.	Approved for all libraries of Schools/ Colleges and Public in the Province.

SECTION OFFICER (PI)

Endst. No. & Date Even.

A copy is forwarded for information to the Printer/Publisher/Author ~~Mr. Talib Hussain Karpalvi, Islamia Dar-ul-Tabligh, House No.10, Street No.31, Afzal Road, Sanda Kalan, Lahore~~ w/r to his application dated 4.7.1991.

SECTION OFFICER (PI)

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کے عین مطابق

۷۸۶
۱۲۸—۹۲—۱۱۰

سیرۃ النبی ﷺ

مکمل سیٹ
۳۰
جلدیں
رعائتی
ہدیہ میں

محقق وحید جناب
طالب حسین کرپالوی کی طرف سے علمی ریکارڈ

۳۵ روپے ماہانہ کے ممبر بن کر ہر دوسرے ماہ گھر بیٹھے ایک جلد وصول پائیے۔

فون: ۷۲۳۱۲۱۶

الناشر: اسلامیہ دار التبلیغ ۱۶۔نئی انارکلی، لاہور

Presented by www.ziyaraat.net/